مناظرہ جھنگ

باہتمام

ابو العطار حافظ نعمت علی چشتی

مکتبہ فریدیہ
ایم اے جناح روڈ ساہیوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

تاریخی اور عدیم المثال

روئیداد

مناظرہ جھنگ

مابین

شیخ الحدیث حضرت علامہ مولنا محمد اشرف سیالوی بریلوی

مولنا مولوی حق نواز صاحب (دیوبندی) خطیب جھنگ

ملنے کا پتہ

مکتبہ فریدیہ

جناح روڈ (ہائی سٹریٹ)

ساھیوال

نام کتاب ـــــــ "روئیداد مناظرۂ جھنگ"

مناظرین ـــــــ مولنا محمد اشرف صاحب سیالوی، و
مولوی حق نواز صاحب دیوبندی

موضوع مناظرہ ـــــــ "گستاخِ رسولؐ کون ہیں؟ دیوبندی یا بریلوی

تاریخ انعقادِ مناظرہ ـــــــ ۲۷ اگست ۱۹۷۹ بمقام نول والا بنگلہ جھنگ

منصفین ـــــــ ۱۔ پروفیسر تقی الدین انجم، گورنمنٹ کالج جھنگ۔
۲۔ محمد منظور خان، ایڈووکیٹ "
۳۔ غلام باری، ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول ریل بازار "

زیر نگرانی ـــــــ ضلعی انتظامیہ، جھنگ۔

فیصلہ منصفین ـــــــ ہم منصفین بالاتفاق فیصلہ کرتے ہیں اور اس مناظرہ میں مولانا محمد اشرف صاحب سیالوی کو ان کے نسبتاً "وزنی استدلال کی بنا پر کامیاب قرار دیتے ہیں لے

ناشر ـــــــ مکتبہ فریدیہ، جناح روڈ ساہیوال۔
مؤید و محرک اشاعت ـــــــ ابوالعطا نعمت علی چشتی سیالوی

صفحات کتاب ۲۹۶ ہدیہ:

ملنے کا پتہ: مکتبہ فریدیہ، جناح روڈ، ساہیوال

لے منصفین کا دستخط شدہ فیصلہ تفصیلاً کتاب کے آخر میں بطور حوالہ وملاحظہ منسلک ہے۔

انعقادِ مناظرہ کا پس منظر حقائق و واقعات کی روشنی میں

اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ مناظرہ و مجادلہ سے علمی اور مذہبی زندگی پر خوشگوار اثرات مترتب نہیں ہوا کرتے بلکہ لبسا اوقات ملّی وحدت اور ملکی سالمیت کا شیرازہ منتشر کرنے کا باعث ہوتا ہے۔ مگر سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ہم خود اس امر کو بلا تامل تسلیم کرتے ہیں تو پھر وہ کونسا باعث تھا جس نے ہمیں اس مناظرہ میں بطور فریق شامل ہونے پر مجبور کر دیا۔ تو اس سوال کا جواب اس مناظرہ کے پس منظر میں مضمر ہے جس کی وضاحت نہ صرف اس اشکال کو رفع کرے گی بلکہ ان تلخ اور ناخوشگوار حقائق کو بھی منظرِ عام پر لا سکے گی جن کے باعث یہ مناظرہ ناگزیر ہو گیا تھا اور یہ پس منظر اپنی جگہ اہل درد کے لئے دعوتِ فکر بھی ہے۔

صورتِ احوال واقعی یہ ہے کہ جھنگ صدر میں دو محلے "پرانی عیدگاہ" اور "پپلیانوالہ" متصلہ واقع ہیں۔ جن کا ماحول ایک عرصہ سے تفرقہ و انتشار کا شکار چلا آ رہا تھا۔ پپلیانوالی مسجد میں دیوبندی مسلک کے مولوی حق نواز صاحب خطیب تھے۔ جنہوں نے سستی شہرت و قبولیت اور شہری سطح پر نام نہاد لیڈر شپ کے حرص میں شہر کے پُر امن ماحول کو نذرِ آتش کر رکھا تھا۔ وہ صبح و شام سیاسی اور مذہبی اختلافات کو ہوا دے کر مسلمانوں کو باہم دست و گریبان کر کے چند ناعاقبت اندیش افراد کے ایک مخصوص حلقہ میں "مجاہدِ اسلام" بننے کی فکر میں تھے۔ اور اس مخصوص گروہ کی طرف سے "محافظِ مسلک دیوبند" کا لقب پا کر وہ ہوش و خرد کے تمام تقاضے فراموش کر چکے تھے۔ جب بھی سٹیج پر جلوہ فگن ہوتے تو

marfat.com

پوری تقریر مختلف سیاسی طبقوں اور مذہبی حلقوں پر طعن و تشنیع اور مغلظات سے بھرپور ہوتی اور کسی خطاب میں متانت و شائستگی کا نام تک نہ ہوتا۔ پورا خطاب صرف بلند بانگ دعووں۔ مناظرانہ تعلیمات، مباہلوں کے چیلنج اور اہل اسلام کی تکفیر پر مشتمل ہوتا۔ جھنگ کی عدالتیں اور تھانے ان امور کی قطعی شہادت مہیا کرتے ہیں کہ شہر کے عوام و خاص ان حقائق سے بخوبی آگاہ ہیں۔ الغرض مولوی صاحب موصوف کی وجہ سے جھنگ میں دیوبندی بریلوی فساد کا مستقل ماحول پیدا ہو چکا تھا۔

دونو مسجدوں کی انتظامیہ کمیٹیاں اس پریشان کن ماحول کو ختم کرنے کے لئے ایک مرتبہ اکٹھی ہوئیں اور بالآخر ایک تحریری معاہدہ پر متفق ہو گئیں جس کے ذریعے اس مکدّر فضا کو سازگار بنایا جا سکتا تھا۔ پرانی عیدگاہ کے خطیب مولانا محمد صدیق صاحب نے اس معاہدہ پر دستخط کر دیئے مگر مولوی حق نواز صاحب نے یہ کہہ کر کہ "مجھے اپنی مسجد کی انتظامی کمیٹی (بزعم خویش) کلمہ حق بلند کرنے سے نہیں روک سکتی" اس معاہدے پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا اور اس مصالحتی کوشش کو بالکل ناکام کر دیا۔

اسی طرح کئی مرتبہ بریلوی مسلک کے ذمہ دار افراد کی طرف سے فریقین میں صلح و آشتی کی فضا پیدا کرنے کی کوششیں ہوئیں مگر مولوی صاحب نے ہمیشہ انہیں سستی شہرت کے حصول میں رکاوٹ سمجھتے ہوئے مسترد کر دیا کیونکہ دراصل ان کا سارا کاروبار قیادت اسی تفرقہ بازی کا مرہون منت تھا۔ اس لئے وہ کسی قیمت پر اس رویہ سے باز نہیں رہ سکتے تھے اور ان حالات کو برقرار رکھنے میں بالواسطہ ضلعی انتظامیہ بھی ملوث ہوتی ہے کیونکہ اس نے اس سلسلہ میں کبھی قطعاً کوئی ٹھوس قدم نہ اٹھایا حالانکہ اس کے سامنے تمام حقائق و شواہد روزِ روشن کی طرح واضح تھے۔

پاکستان قومی اتحاد کے قیام سے مولوی صاحب موصوف ذرا ضرورت سے زیادہ چمکے اور ان کو پر پرزے کچھ زیادہ ہی لگ گئے۔ پھر مارشل لار کے زیر سایہ قائم شدہ قومی اتحاد

marfat.com

کی نو ماہی حکومت نے اس میں اور زیادہ رنگ بھر اپھر گیا تھا مولوی صاحب سراپا انتشار اور مجسمہ تفرقہ بازی بن گئے۔ پھر فتنہ و فساد، افترا پردازی اور گالی گلوچ کا سلسلہ زور شور سے شروع ہو گیا۔ دیگر مسالک کے علماء بالعموم اور بریلوی مسلک کے قائدین بالخصوص اعلیٰحضرت مولٰنا الشاہ احمد رضا خان صاحب کو سب و شتم اور تبرا بازی کا نشانہ بنایا گیا۔ اعلیٰحضرت کے مرقد مبارک اور کفن تک کو گالیاں دینے سے گریز نہ کیا گیا۔ روئے زمین کی بریلویت کو مناظرے کے چیلنج ہونے لگے۔ قبروں میں لیٹے ہوئے بزرگوں کو نام لے لے کر کسی کے کفن پھاڑتے، کسی کی ہڈیاں بکھیرتے، کسی کی میت کو چوک میں لٹکاتے۔ کسی کو سمندر میں غرق کرتے اور کسی کو نذرِ آتش۔

الغرض مسجد و منبر کا تقدس پامال ہوتا رہا۔ فتنہ و فساد کی آگ بھڑکائی جاتی رہی لیکن ضلعی انتظامیہ خاموش تھی اور سوادِ اعظم اہل سنت والجماعت کے ہزاروں افراد ملکی حالات شہری امن کی خاطر سب کچھ سن کر سراپا اضطراب والتہاب ہوتے ہوئے بھی خاموش رہے۔ شہر کے بعض علماء نے وفود کی صورت میں ضلعی انتظامیہ سے ملاقاتوں اور تحریری درخواستوں کے ذریعے مولوی صاحب مذکور کو ان تخریبی کاروائیوں سے روکنے کی استدعا کی۔ غالباً ایک آدھ مرتبہ سرکاری طور پر مولوی صاحب کو تنبیہ بھی کی گئی لیکن کون سنتا تھا؟ کیونکہ مولوی صاحب قومی اتحاد کے نو ماہی دورِ اقتدار کی وجہ سے اپنے آپ کو مطلق العنان حاکم سے بھی زیادہ بااختیار سمجھتے تھے۔

اسی اثنا میں پرانی عیدگاہ کی خطابت کے فرائض استاذ العلما عمدہ الافاضل حضرت علامہ محمد اشرف سیالوی مدظلہ نے سنبھال لئے۔ مولٰنا موصوف انتہائی کم گو، منکسر المزاج اور صلح پسند شخصیت ہیں۔ شرافت و متانت کا یہ پیکرِ اتم، اور علم و تحقیق کا یہ ناپیدا کنار سمندر اپنے فکر و عمل میں اسلاف کی سچی تصویر ہے۔

ان کی آمد پر اہالیانِ جھنگ نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اور یہ امید باندھ لی کہ شاید اب

marfat.com

مولوی حق نواز صاحب بھی امن وسکون کا ماحول پیدا کرنے کی اجازت دے دیں۔ کچھ عرصہ واقعی ماحول خوشگوار رہا لیکن اسی دوران قومی اتحاد کا دورِ حکومت ختم ہوگیا اور مولوی حق نواز صاحب کی عدالتوں، کچہریوں، سرکاری دفاتر کے چکروں والی مصروفیات کم ہونے لگیں۔ چنانچہ مولوی صاحب کی شعلہ نوائی میں پھر اضافہ ہونے لگا۔ اور تمام تر رخ تنقید علماءِ اہل سنت کی طرف ہوگیا اور اہلِ سنّت کا فرد مشرک اور گستاخِ رسول کے القاب دیئے جانے لگے۔ علاّمہ سیالوی صاحب نے صرف اس اُمید پر کہ لوگوں کے سمجھانے یا سرکاری تنبیہات سے مولوی صاحب کی اصلاح ہو جائے گی خاموشی اختیار کیئے رکھی۔ لیکن مولوی صاحب نے جامع مسجد پرانی عید گاہ میں مکمل سکوت کو بریلوی مسلک کے اس عظیم مرکز کی کمزوری پر محمول کیا۔ اور ان کا خطبۂ جمعہ اور صبح وشام کے درس مستقل شر وفساد کا باعث بن گئے۔ اور مولوی صاحب نے حضرات اہلِ سنّت کو کافر، مشرک، گمراہ، بدباطن، مشرکینِ مکہ، جہنمی، بے ایمان اور لعنتی جیسے الفاظ سے پکارنا شروع کر دیا۔ حضور پیر مہر علی شاہ کو مشرکین اور بدباطنوں کا رہنما کہا اور دیگر اکابر کی شان میں ایسے الفاظ استعمال کیئے جن کو زبان پر لایا ہی نہیں جاسکتا۔ اپنے معتقد دیوبندی مسلک کے لوگوں کو شادی بیاہ اور خوشی وغمی کے معاملات میں اہل سنّت سے قطع تعلق کی تعلیم دینے لگے۔

پرانی عید گاہ کی انتظامیہ کمیٹی انجمن تبلیغ الاحناف کی طرف سے انفرادی طور پر مسجد پپلیانوالی مسجد کی انتظامیہ کے مختلف ذمہ دار افراد سے درخواست کی گئی کہ مولوی صاحب کو اس شر وفساد سے باز رکھیں۔ لیکن یہ سب کوششیں بے کار ثابت ہوئیں۔ اور مولوی صاحب نے باز نہ آنا تھا نہ آئے۔

رمضان المبارک شروع ہوا تو پھر عید گاہ کی انتظامیہ نے پپلیانوالہ مسجد کمیٹی کے پاس جاکر اجتماعی سطح پر امن وسکون کی فضا پیدا کرنے کے لیئے سلسلہ جنبانی کی اور

marfat.com

کمیٹی کے ارکان بالخصوص شیخ محمد فاروق ایڈووکیٹ نے یقین دہانی کرائی کہ ہم مولوی صاحب کو سمجھا کر آپ کی شکایات دور کر دینگے۔ اور لاوڈ سپیکر کا ہارن جو بطور خاص پرانی عیدگاہ کا سکون برباد کرنے کے لئے لگایا گیا تھا اس کا رُخ بھی بدل دیں گے۔

اہلِ سنّت کی طرف سے مستقل مصالحت کیلئے تین نکاتی فارمولا پیش کیا گیا۔

۱۔ کوئی فریق ایک دوسرے کے مسلک پر طعن و تشنیع نہ کرے۔

۲۔ ایک دوسرے کے اکابر پر زبان طعن دراز نہ کی جائے۔

۳۔ اختلافی مسائل کو جن کے بیان سے فضا مکدر ہوتی ہے حتی المقدور نہ چھیڑا جائے۔

لیکن انتظامیہ نے اس فارمولے پر عمل درآمد سے معذرت ظاہر کی۔ اسکی افادیت کو تسلیم کرنے کے باوجود کہا کہ ہمارے مولوی صاحب نہیں مانتے۔ بلکہ وہ اس اختلاف و انتشار کو حق و باطل، خیر و شر اور کفر و اسلام کا معرکہ سمجھتے ہوئے بزعم خویش کلمۂ حق بلند کرنے پر مصر ہیں۔ لاؤڈ سپیکر کا ہارن بھی بدلنے سے انکار کر دیا۔ اور تیسرے دن نمازِ فجر کے درس سے فارغ ہوتے ہی برملا لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ شیخ الحدیث حضرت علامہ سیالوی صاحب کو مناظرہ کا باقاعدہ چیلنج کر دیا اور کہا کہ "میرا دعویٰ ہے کہ بریلوی علما گستاخانِ انبیاء ہیں۔" معاذاللہ۔

لاؤڈ سپیکر پر ہی اس کا جواب طلب کیا اور کہا کہ بصورت دیگر میں تمہاری شکست کا اعلان کر دوں گا۔

شیخ الحدیث صاحب مدظلہ جھنگ میں تشریف فرما نہ تھے کیونکہ وہ صرف جمعہ پڑھانے کے لئے آیا کرتے تھے۔ چنانچہ مجلس انتظامیہ نے مولوی صاحب کا چیلنج قبول کر لیا اور علامہ سیالوی صاحب کو اس امر کی اطلاع دیکر اسی روز جھنگ بلوا لیا۔ مولوی صاحب کے ارادتمند مسجد پپلیانوالی میں جمع ہو کر نعرہ بازی کر رہے تھے۔ اور ماحول میں مزید تناؤ پیدا کر رہے تھے۔ اسی شب نماز تراویح سے فارغ ہو کر مولوی حق نواز صاحب نے

marfat.com

پھر لاؤڈ سپیکر پر چیلنج کیا اور مطالبہ کیا کہ خطیب مسجد پرانی عیدگاہ خود لاؤڈ سپیکر پر میرے چیلنج کو قبول کرنے کا اعلان کرے ورنہ میں ان کی شکست کا اعلان کر دوں گا۔ اور ساتھ ہی یہ شیخی بگھاری کہ ابھی ابھی شرائط طے کرو اور کل مناظرہ ہوگا۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے بھی لاؤڈ سپیکر پر مولوی حق نواز کے چیلنج کو قبول کرنے کا اعلان کیا۔ اور ساتھ ہی کہا کہ اگر آپ مناظر ہیں تو بجائے لاؤڈ سپیکر کے اعلانات کے حسب دستور موضوع اور شرائط مناظرہ طے کرنے کے لئے اپنا وفد بھیجیں۔ جس پر مولوی حق نواز نے اپنی تحریر دعوت مناظرہ دو آدمیوں کے ہاتھ بھیجی۔ اور ہمارے وفد کو موضوع و دیگر شرائط مناظرہ کے تعین کے لئے بلوالیا۔ ہمارے وفد نے جو چار آدمیوں پر مشتمل تھا محلہ پپلیانوالہ میں واقع مولوی محمد یوسف چشتی (دیوبندی) کے مکان پر مولوی حق نواز اور اُن کے رفقاء سے مل کر موضوع مناظرہ اور دیگر شرائط وغیرہ متعین کیں۔ مولوی مذکور صاحب جو کہ پہلے صبح ہی سے مناظرہ شروع کرنے کا چیلنج کر رہے تھے بعد اصرار تقریباً بیس ۲۰ دنوں کی مہلت لی کہ رمضان المبارک میں اتنا طویل مناظرہ نہیں ہو سکتا۔ اور اس طرح بتاریخ ۲۷ اگست ۱۹۷۹ء بمطابق شوال ۱۳۹۹ھ بروز سوموار انعقاد مناظرہ طے پا گیا۔ اس کے بعد بھی ہماری طرف سے حالات کو پرسکون رکھنے کی ہر ممکن کوشش ہوتی رہی۔ لیکن مولوی مذکور صاحب نے اپنی ہر تقریر حتی کہ جمعۃ الوداع اور عید الفطر کے خطبوں میں بھی مناظرے کے موضوع پر اشتعال انگیز دعوے مغلظات اور جھوٹے الزامات کے ذریعے حالات کو خراب تر بنانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ خطبہ جمعۃ الوداع میں اعلان کیا کہ 27 تاریخ کو ہونے والے مناظرے میں اگر بریلویت کے چیتھڑے جھنگ کے چوک میں نہ لٹکا دوں تو مجھے کتیا نے جنا ہے۔

نوٹ: مندرجہ بالا اعلان کا ریکارڈ محفوظ پڑا ہے۔

دو منصفین کی تبدیلی۔ اس مناظرہ کیلئے تین افراد کو متفقہ طور پر منصف منتخب کیا گیا تھا

۱۔ جناب پروفیسر تقی الدین انجم صاحب، سابق پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج جھنگ

marfat.com

۲۔ جناب پروفیسر احمد سعید انصاری صاحب گورنمنٹ کالج جھنگ

۳۔ جناب پروفیسر محمد حنیف چوہدری صاحب "

مقررہ شرائط کے پیشِ نظر جب متذکرہ بالا افراد سے رابطہ قائم کیا گیا تو منصف ۳ نے معذرت کر دی۔ جبکہ نمبر ۲ نے یہ شرط عائد کر دی کہ میں اس صورت میں فرائض منصبی ادا کرنے کے لئے تیار ہوں اگر دونوں فریق تحریری ضمانت نامہ لکھ دیں کہ بعد از مناظرہ وہ منصفین کے فیصلہ کو قطعی طور پر تسلیم کرتے ہوئے باہمی نزاع و جدال ترک کر دیں گے اور بصورت خلاف ورزی متعلقہ امام و خطیب کو مسجد سے الگ کر دیا جائیگا۔ چونکہ یہ شرط محض نیک نیتی اور مصالحت کے جذبے کے پیش نظر عائد کی گئی تھی ہم نے اس شرط کو غیر مشروط تسلیم کر لیا۔ اور کہا کہ ہم مطلوبہ ضمانت نامہ لکھدینے کو تیار ہیں۔ لیکن مولوی حق نواز صاحب نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ جس سے ان کے عزائم بخوبی مترشح ہوگئے۔ چنانچہ اندریں صورت شرائط مناظرہ کے تحت دو اور منصفین فریقین نے کامل اتفاق رائے سے منتخب کر لئے۔ اور اس طرح تینوں منصفین (جنہوں نے فیصلہ مناظرہ تحریر فرمایا) متفقہ طور پر تحریری دستخطی کاروائی کے ذریعے مقرر کر لئے گئے

ضلعی انتظامیہ کی مداخلت

۲۶ اگست ۱۹۷۹ء مناظرہ سے ایک روز قبل ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع جھنگ نے فریقین کو طلب کیا اور ان سے مناظرہ منسوخ کرنے کیلئے کہا۔ جس پر ہم نے ڈی سی صاحب کو پوری تفصیلات سے آگاہ کیا۔ اور متذکرہ بالا تین نکاتی فارمولا ان کے سامنے بھی پیش کر دیا۔ ہمارے نمائندوں نے بالصراحت ڈی سی جھنگ پر یہ واضح کر دیا کہ اگر وہ اس فارمولے پر عمل درآمد کی ضمانت مہیا کر دیں تو ہم بلاوجہ ایسی کاروائی میں ملوث نہیں ہونگے لیکن اس امر کی حتمی ضمانت کے بغیر اب ہم مناظرے سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔ ہم نے

عرصہ دراز کی فساد انگیزیوں سے تنگ آکر اس مناظرہ کو بصورتِ حل قبول کیا ہے۔ ہم انشاء اللہ مولوی حق نواز صاحب کی اصل حقیقت علمی میدان میں بے نقاب کر دیں گے۔ ان کی شکست فاش ان کے لئے عبرت ناک انجام ثابت ہوگی۔ بہر حال ضلعی انتظامیہ نے حکام بالا کو صحیح صورتِ حال سے آگاہ کر دیا۔ جس پر حکام بالا نے ڈی سی جھنگ کو یہ ہدایات دیں کہ اگر یہ مناظرہ ناگزیر ہو چکا ہے تو بجائے اسے فریقین کے انتظامات پر چھوڑ دینے کے ضلعی انتظامیہ خود اپنی نگرانی میں پر امن ماحول میں کرلئے۔ چنانچہ ڈی سی جھنگ نے ایس پی صاحب اور اے سی صاحب جھنگ اور دیگر ضلعی حکام کی موجودگی میں ہمیں یہ حکم دیا کہ آپ کا مناظرہ کل صبح آپ کی مقررہ شرائط ہی کے مطابق ضلعی انتظامیہ کے زیرِ نگرانی بمقام بنگلہ نول والا (واقع گوجرہ) جھنگ سے تقریباً نو میل دور منعقد ہوگا آپ بسوں پہ اپنے علماء، منصفین سامعین اور کتب وغیرہ لے کر متذکرہ مقام پر پہنچ جائیں ضلعی حکام اور پولیس انتظامات کے لئے وہاں موجود ہوگی۔ اور آپ آزادی کے ساتھ اپنا مناظرہ جاری رکھ سکیں گے۔ چنانچہ حسبِ ہدایات فریقین صبح تقریباً آٹھ بجے بمقام بنگلہ نول والا پہنچ گئے۔ جہاں ضلعی انتظامیہ کی زیرِ نگرانی یہ عظیم تاریخی مناظرہ منعقد ہوا اور بخیر وخوبی انجام پذیر ہوا۔

حضرات! یہ ہیں وہ حالات وواقعات اور مناظرہ کا پس منظر جسمیں مناظرہ ایک ناگزیر امر ہو چکا تھا۔

جھنگ کا یہ عظیم تاریخی مناظرہ چند اعتبارات سے ہماری تاریخ کا عدیم المثال مناظرہ ہے اس سے پہلے اس نوعیت کا مناظرہ کبھی منعقد نہ ہوا تھا۔

۱۔ یہ مناظرہ باقاعدہ طور پر سرکاری حکام کی زیرِ نگرانی منعقد ہوا جس کا مکمل ریکارڈ ضلعی انتظامیہ نے اپنے پاس محفوظ کیا اور فیصلہ کی اطلاع (بریلوی مسلک کے علماء کی کامیابی کے اعلان کے طور پر) حکام بالا کو حسب ضابطہ ارسال کر دی گئی۔

marfat.com

۲۔ اس مناظرے میں شہر کے انتہائی معزز، باحیثیت پڑھے لکھے تین افراد کو متفقہ طور پر بطور منصف منتخب کیا گیا تھا جنہوں نے اپنے فرائض منصفی ادا کیئے۔ یہ تمام کاروائی تحریری و دستخطی ہوئی۔

۳۔ یہ مناظرہ ایک سرکاری ہال (ریسٹ ہاؤس) میں طرفین کے پڑھے لکھے منتخب سامعین اور انتظامی افسران کی موجودگی میں کل چھ گھنٹے تک نہایت پرسکون ماحول میں بغیر کسی ناخوشگوار واقعے کے جاری رہا۔

۴۔ اس مناظرے کی حیثیت روایتی مناظروں کی بجائے ایک شاندار علمی مکالمے کی تھی

۵۔ مناظرہ باقاعدہ طور پر انجام پذیر ہوا۔ اختتام مناظرہ کے دو گھنٹے بعد فیصلے کا باضابطہ اعلان ہوا اور فریقین بڑے اطمینان سے اعلانِ فیصلہ سن کر پرامن طریقہ سے واپس چلے گئے۔

۶۔ تینوں منصفین نے متفقہ طور پر (بغیر کسی اختلاف کے) بریلوی مسلک کے مناظر حضرت علامہ محمد اشرف صاحب سیالوی مدظلہ العالی کو کامیاب قرار دیا۔

۷۔ بریلویت کی شاندار تاریخی فتح و کامرانی کا یہ متفقہ فیصلہ تحریری صورت میں منصفین کے دستخطوں سے آج تک محفوظ ہے۔

۸ اس مناظرہ میں دیوبندیت کی باقاعدہ نمائندگی مولوی منظور احمد چنیوٹی (صدر مجلس ختم نبوت) اور مولوی حق نواز جھنگوی سمیت چھ دیوبندی مستند علماء کر رہے تھے جو پاکستان کے مختلف گوشوں سے بلائے گئے تھے۔

۹ اس مناظرے کے بعد دیوبندی مسلک کے بے شمار افراد دیوبندیت سے تائب ہو کر صحیح العقیدہ سُنّی بریلوی بن گئے۔

۱۰ اس مناظرے کے بعد سرزمین جھنگ پر کئی دنوں تک بریلویت کی فتح مبین کا جشن صدقات و خیرات، محافلِ و اجلاس اور چراغاں کی صورت میں منایا جاتا رہا۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشا

قادری

marfat.com

اظہار تشکر

میں اپنے عزیز القدر مولانا خورشید الحسن صاحب سیالوی، مدرس دار العلوم ضیاء الشمس الاسلام کا تہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے ٹیپ ریکارڈ سے بمحنت شاقہ اس مناظرہ کو قلمبند فرمایا۔ اور فریقین کی تقاریر کو بالخصوص دیوبندی مناظر کی تقریر کو حرف بحرف نقل کیا۔ اور اس روئیداد کو انفرادی حیثیت میں پیش کیا۔ کیونکہ بالعموم مناظرہ کی روئیداد میں ہر فریق صرف اپنے مناظر کی تقریر کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے۔ اور فریق مخالف کے مناظر کے جملہ دلائل و براہین کو گھٹا کر پیش کرتا ہے۔ جس سے حقیقت حال بالکل واضح نہیں ہوسکتی۔ لیکن انہوں نے دونو طرف کے دلائل بلکہ جملے اور الفاظ بھی حتی المقدور جوں کے توں پیش کئے ہیں۔ البتہ بعض مقامات پر بندہ سے صلاح ومشورہ کے بعد بصورت حاشیہ توضیحات و تشریحات درج کیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس عظیم کاوش پر جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس کے ساتھ ساتھ میں اپنے محسن و کرمفرما حضرت علامہ مولنا حافظ محمد نعمت علی صاحب کا بھی تہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے اس روئیداد کو شائع کر کے ایک عظیم تاریخی مناظرہ کی بالکل صحیح اور غیر جانبدارانہ کاروائی کو عوام تک پہنچایا۔ اگر یہ ہمت نہ باندھتے اور اشاعت کے لئے کمربستہ نہ ہوتے تو ہمارے صاحب ثروت حضرات کی بے حسی اور ہماری بے سروسامانی کے باعث یہ عظیم دستاویز کبھی منظر عام پر نہ آسکتی۔ اللہ تعالےٰ ان کو اجر خیر عطا فرمائے اور میدان اشاعت میں ہر قدم پر کامیابی و کامرانی سے ہمکنار فرماتے رکھے۔ آمین۔ ثم آمین

احقر الانام ابو الحسنات محمد اشرف سیالوی غفرلہ

marfat.com

حرفِ آغاز

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ
اجمعین وعلی التابعین لہم باحسان الیٰ یوم الدّین

امّابعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔
یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا لِّتُؤْمِنُوْا
بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا

ترجمہ۔ اے نبی مکرم ہم نے آپ کو شاہد اور مبشر و نذیر بنا کر بھیجا ہے تاکہ (اے اہل ایمان والو) تم اللہ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم و توقیر کرو۔ اور صبح و مساء ان کا ذکر کرو اور ان کی شانِ والا کا اظہار کرو۔

مقامِ رسالت کو مختصر لفظوں میں یوں سمجھو کہ رسول زمین میں اللہ تعالےٰ کا خلیفہ اور نائب ہوتا ہے اور اس کے احکام اور اوامر و نواہی کا مظہر۔ اس کی عظمت و ابہت کا نمونہ۔ اس کی قدرت کاملہ اور قوت قاہرہ کا آئینہ۔ قول باری وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً سے ظاہر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اور جانشیں تھے۔ اور فرمانِ الٰہی یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ سے واضح ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اللہ رب العزت کے نائب اور قائم مقام تھے۔ الغرض ہر ایک نبی اور رسول اللہ تعالیٰ کا نائب ہے تو رسولوں کے رسول نبیوں کے نبی اور سب تاجداروں کے تاجدار۔ باعثِ تکوین عالم

marfat.com

وسیلہ دارین ۔سید الثقلین ۔رحمۃ للعالمین سب سے اتم و اکمل جانشین و قائم مقام ہیں۔ انکی نیابت وخلافت صرف زمین اور اہلِ زمین کے لئے نہیں بلکہ جو کچھ احاطۂ ربوبیّت باری تعالیٰ میں داخل ہے وہ احاطۂ رحمت محبوب میں داخل ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور ان سب کو رسالت مصطفوی میں شامل لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۔ لہذا آپ خلیفۂ اکمل اور نائب مطلق ۔ اور خلیفہ کا مقام و مرتبہ مستخلف اور اصل کے مطابق ہوتا ہے ۔جس طرح آپ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ آپ کی نافرمانبرداری اللہ تعالیٰ کی جناب میں عصیان وطغیان ہے وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا اسی طرح آپ کی تعظیم وتکریم اللہ تعالیٰ کی تعظیم وتکریم ہے ۔ اور آپ کی شانِ والا کی تحقیر وتنقیص اللہ تعالےٰ کی شانِ رفیع کی توہین وتحقیر ہے بلکہ اللہ تعالےٰ کی جناب والا اپنی شانِ صمدیّت اور بے نیازی کے باعث اور مقام خالقیّت اور مرتبۂ ربوبیّت کیوجہ سے چونکہ مخلوق کی عیب جوئی سے بالاتر ہے اور اس میں کمی اور نقص کا احتمال ہی نہیں ۔برخلاف جناب نبوت مآب اور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لہذا اس بارگاہ والاجاہ کی نزاکت بہت زیادہ ہے اسی لئے جناب باری میں گستاخی قابل معافی جرم ہے اور حیز توبہ میں ہے لیکن بارگاہِ نبوّت میں تنقید وتنقیص ناقابلِ معافی جرم ہے ۔ ۵

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ مے آید جنید و بایزید ایں جا

عظمت: جلالت بارگاہِ نبوی کا بیان بزبان قرآن وآیاتِ رحمٰن

اللہ ربّ العزت نے ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کے ساتھ ہی ان کی تعظیم وتکریم اور ادب واحترام کا وجوب ولزوم بیان فرمایا ، لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ اور ایمان کے ساتھ ساتھ ان کی تعظیم وتبجیل پر فلاح اخروی کو موقوف فرمایا ۔ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ

marfat.com

مَعَہٗ اُولٰئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ یعنی جو لوگ ان پر ایمان لائے ۔ انکی تعظیم وتکریم کا حق ادا کیا نصرت واعانت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور ان کے ساتھ اتارے ہوئے نور یعنی کلام مجید کی اتباع کی صرف وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

بنی اسرائیل سے گناہ معاف کرنے اور جنت میں داخل کرنے کے بدلے جو عہد لیا اس میں تعظیم کو بھی بنیادی شرط قرار دیا ۔ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَیْتُمُ الزَّکٰوۃَ وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَ عَزَّرْتُمُوْھُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُکَفِّرَنَّ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَلَاُدْخِلَنَّکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ۔ الآیۃ

اے بنی اسرائیل اگر تم نماز قائم کرو ۔ زکوٰۃ ادا کرو میرے رسل کرام کے ساتھ ایمان لاؤ اور انکی تعظیم وتکریم بجالاؤ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرو تو میں ضرور بالضرور تمہارے گناہ معاف کر دوں گا اور تمھیں جنات میں داخل کروں گا ۔ جن کے درختوں کے نیچے نہریں جاری ہیں ۔

صرف انبیاء کرام علیہم السلام کی تعظیم وتکریم لازم نہیں بلکہ ان سے منسوب جملہ اشیاء کی تعظیم ضروری ہے اور مومن کامل ہونے کی علامت ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ ۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کی نشانیوں کی تعظیم بجا لاتا ہے تو یہ اس کے متقی ہونے کی علامت ہے ۔ تو لامحالہ ان کی توہین دل کی کدورت وعداوت اور کفر وضلالت کی علامت ہو گی ۔ جو پتھر ان کے مقدس قدموں کو بوسہ دینے کی سعادت حاصل کریں وہ بھی رب تعالیٰ کے شعائر ۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ جو خاکِ پا انکے مقدس جوتوں سے لگ جائے وہ بھی شعائر اللہ سے ہے لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ وَ اَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ نیز فرمایا وَھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ بلکہ ان محبوبان کرام کی سواریاں کے سموں سے لگنے والی خاک، پتھروں پر ان کے پاؤں پڑنے سے اڑنے والی چنگاریاں اور انکے پیٹوں سے تیز رفتاری کی وجہ سے ہانپنے کے دوران نکلنے والی آواز بھی شعائر باری تعالےٰ سے ہے ۔ اور اس کی قسم کے قابل ۔ ارشاد باری تعالےٰ ہے ۔

marfat.com

وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا فَالْمُوْرِيَاتِ قَدْحًا فَالْمُغِيْرَاتِ صُبْحًا فَاَثَرْنَ بِہٖ نَقْعًا فَوَسَطْنَ بِہٖ جَمْعًا قسم ہے ان دوڑنے والے گھوڑوں کی جو ہانپنے والے ہیں۔ پس پتھروں پر پاؤں مار کر آگ نکالنے والے ہیں۔ دشمنانِ خدا اور رسول پر بوقت صبح حملہ کر کے انہیں غارت کرنیوالے ہیں اور شبنم کی نمی کے باوجود خشک غبار اڑانے والے ہیں اور دشمن کے قلب میں گھس کر تباہی مچانے والے ہیں۔

ان کی بارگاہِ اقدس میں آواز بلند کرنا حرام لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ اور انکو عامیانہ انداز تخاطب سے خطاب کرنا جرم عظیم وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ۔ ان کے پکارنے کو عام لوگوں کی ندار و خطاب کی مانند غیر اہم سمجھنا سخت ممنوع لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔ اور جو اس تادیب اور تنبیہ کے باوجود باز نہ آئے اسکی تمام ترنیکیاں حبط اور ضائع اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ اور ان پر اس خسرانِ عظیم کے تدارک کی تمام راہیں مسدود وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ اور جو اخلاص و نیاز مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آوازوں کو ان کی جناب میں پست رکھیں انہیں کے قلوب اور سینے تقویٰ کی عظیم دولت کے اہل ہیں اور وہی لوگ مغفرت اور اجر عظیم کے حقدار اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ۔

ایسا کلمہ جو غیروں کی گستاخی کا وسیلہ و ذریعہ بن سکے اور وہ اہل اسلام کے اس انداز کلام کو آڑ بنا سکیں اس کا استعمال بھی ممنوع و حرام چہ جائیکہ خود اہل اسلام صراحتہً گستاخی و بے ادبی پر مشتمل کلمات جناب رسالت مآب میں استعمال کریں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اے ایمان والو (جب تمھیں میرے حبیب کی کوئی بات سمجھ نہ آئے اور دوبارہ کہلوانا چاہو تو) راعنا یا رسول اللہ نہ کہو یعنی اے رسول ہماری رعایت فرمادیں بلکہ یوں کہو انظرنا ہم پر نظر

marfat.com

عنایت فرماویں - اور غور سے سنو (تاکہ دوبارہ کہلوانے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے) اور بے ادب و گستاخ منافقین وکفار لعنی جو اس کلمہ کو ذرا زبان میں لچک دیکر گالی بنا لیتے ہیں اور اہل اسلام کے استعمال کو اپنی گستاخی کے لئے آڑ بنا لیتے ہیں - ان کے لئے عذاب الیم ہے - اگر آپ محو استراحت ہوں تو آپ کو جگانا اور آپ کے آرام میں خلل انداز ہونا اتنا برا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بے وقوف قرار دیتا ہے اور یہ سبق دیتا ہے کہ صبر و سکون سے کام لیجئے اور جب آپ اپنی مرضی سے حجرات مبارکہ سے باہر تشریف لائیں تب اپنا مدعا عرض کیجئے - فرمان خدائے ذوالجلال ملاحظہ ہو

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ -

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح فرمانے پر دعوت ولیمہ میں شریک بعض صحابہؓ جب باہم باتوں میں مصروف ہو گئے اور ذرا دیر لگ گئی جو محبوب کریم اور ازواج مطہرات کے لئے تکلیف کا باعث بن گئی تو فوراً متنبہ کرتے ہوئے فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ - اے ایمان والو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں اتنے وقت تک قدم نہ رکھو - جب تک تمہیں کھانے کیلئے بلایا نہ جائے اور اس کے تیار ہونے کے انتظار میں نہ رہو بلکہ جب بلائے جاؤ تو اندر آؤ اور کھانے سے فارغ ہو کر فوراً اٹھ جاؤ کرو اور باہم گفتگو میں مست نہ ہو کر بیٹھے رہا کرو اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ کیونکہ تمہارا یہ انداز اور طور طریقہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے موجب ایذاء و تکلیف ہے لیکن وہ بوجہ شرم و حیا تمہیں کچھ نہیں کہتے لیکن اللہ تعالیٰ ایسے امور کے اندر ضرور راہنمائی فرماتا ہے اور حق و صواب واضح فرماتا ہے -

آنسرور علیہ السلام کو ایذاء دینے اور تکالیف پہنچانے کی وعید

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا

marfat.com

وَالْآخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان پر دنیا و آخرت میں لعنت فرمائی ہے اور ان کے لئے رسوا اور ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ جو لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچاتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ فرمانِ خداوندی ہے وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللهِ وَلَا اَنْ تَنْكِحُوْا اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ اَبَدًا۔ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللهِ عَظِيْمًا۔ تمہیں یہ زیبا نہیں اور نہ تمھارے لئے جائز کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد ان کے ازواجِ مطہرات کے ساتھ نکاح کرو یہ امر اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا ہے (لہذا تم اس کو کیونکر معمولی اور غیر اہم سمجھ سکتے ہو)

جو لوگ رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثناء کی مخالفت کرتے ہیں اور ان کو پریشان کرتے ہیں ان کے ذلت اور رسوائی ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَادُّوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ فِى الْاَذَلِّيْنَ۔ بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل و رسوا لوگوں کے زمرہ میں داخل ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ کیا انہیں معلوم نہیں ہو چکا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اسکے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچائیگا اور انکی مخالفت کرے گا۔ اس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں ہمیشہ کیلئے رہیگا اور یہ بہت بڑی رسوائی اور ذلت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں مومنین کاملین کی علامت اور نشانی یہ بتلائی کہ وہ ایسے لوگوں سے دوستی اور قلبی ربط و تعلق بھی رکھنا جائز نہیں سمجھتے جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کریں۔ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّوْنَ

marfat.com

مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ آپ نہ دیکھو گے اس قوم کو جس کا اللہ اور یومِ آخر پر ایمان ہے کہ ان لوگوں سے باہمی محبت اور ربط و تعلق رکھیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ ان کے آباء ہوں یا ابناء، بھائی ہوں یا قریبی رشتہ دار۔ انہیں لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو راسخ فرما دیا ہے اور انہیں اپنے مخصوص روح سے تائید و تقویت بہم پہنچائی ہے۔ انہی کو جنتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ان میں رہنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو چکا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو چکے ہیں یہ اللہ کا لشکر ہیں اور غور سے سنو کہ اللہ کا لشکر ہی غالب ہو کر رہے گا۔

الحاصل اللہ رب العزت نے مالک و خالق ہونے کے باوجود اپنے حبیب پاک صاحبِ لولاک اور جملہ انبیاء و مرسلین کی عزت و عظمت اور تکریم و تعظیم کا درس دیا اور علی الخصوص سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی حیثیت کو امت پر واضح کر دیا۔ لہٰذا ان کی جناب پاک میں گستاخی و بے ادبی موجبِ ایذاء ہے اور وہ صرف حرام ہی نہیں بلکہ دنیا و آخرت میں ملعون ہونے کا باعث اور ذلت و رسوائی اور خزی و خزلان کا موجب۔

جب اللہ رب العزت اپنے حبیب پاک علیہ افضل الصلوٰت کے آواز پر کسی کا اونچا اونچا ہونا برداشت نہ کرے ان کو بے پرواہی سے ندار و خطاب کرنا پسند نہ کرے اور تمام اعمال خیر کو اس جسارت کے سبب برباد کر دے۔ ان کے دولتکدہ میں غیر ضروری بیٹھنا اسے پسند نہ ہو اور محبوب کریم اور ان کے ازواج مطہرات کی یہ تھوڑی سی تکلیف بھی اُسے گوارا نہ ہو آرام میں خلل انداز ہونے والوں کو بے وقوف قرار دے (تو حبیب کریم) بے ادبی کا شائبہ ہو اور اُسے

marfat.com

یدباطن آڑبنا کر بے ادبی کر سکتے ہوں اسے بھی حرام قرار دے توجبیب کریم کا وہ کریم ورحیم خدا اور محب ومحبوب رب یہ کیونکر برداشت کر سکتا ہے کہ اس کے محبوب کی شان میں ایسے لفظ استعمال کئے جائیں جو صریح دلالت اور واضح مفہوم کے اعتبار سے بے ادبی شمار کئے جاتے ہوں اور بارگاہِ نبوّت میں استخاف اور استحقار کی طرف مشعر ہوں۔ لہذا آپکی ایذاء اللہ تعالیٰ کی ایذا ہے۔ ان کی بے ادبی وگستاخی اللہ تعالیٰ کی جناب میں بے ادبی وگستاخی ہے اور ان کا استخفاف واستحقاء اللہ کے ساتھ استخفاف واستحقار ہے۔

گستاخ بارگاہِ نبوی کا حکم از روئے سُنن وآثار

۱۔ امام حسین بواسطہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما راوی ہیں رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا
مَنْ سَبَّ نَبِیًّا فَاقْتُلُوْهُ وَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَاضْرِبُوْهُ۔
جو شخص کسی نبی کی جناب میں دریدہ دہنی سے کام لے اس کو قتل کردو اور جو شخص میرے صحابہ کو گالی دے اس کو کوڑے لگاؤ۔

۲۔ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا۔
مَنْ لِکَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ فَاِنَّهٗ یُؤْذِی اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
کوئی ہے جو کعب بن اشرف یہودی کو قتل کرے کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایذاء دیتا ہے (اس کے قتل کا موجب فقط کفر نہیں بلکہ ایذار رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے) چنانچہ حضرت محمد بن مسلمہ اور ان کے چار ساتھیوں نے اس کو شب خون مار کر قتل کر کے کیفرِ کردار تک پہنچایا۔

۳۔ ابورافع ابن ابی الحقیق یہودی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہجو اور سب وشتم کرتا اور آپ کے مخالفین کی اعانت وسرپرستی کرتا تھا چنانچہ حضرت عبداللہ بن عتیک نے اپنے پانچ ساتھیوں کی معیت میں ارشادِ نبوی کے مطابق اس کو قتل کردیا اور اُسے جنابِ مُصطفوی میں

marfat.com

جسارت و بے باکی اور بے ادبی و گستاخی کے باعث قتل کر کے واصلِ جہنم کر دیا۔

۴۔ عبداللہ بن اخطل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتا تھا اور اس کی دو لونڈیاں بھی بارگاہِ نبوی میں گستاخی کیا کرتی تھیں۔ فتح مکہ کے بعد وہ کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا تھا مگر رسولِ اکرم نے فرمایا اسے قتل کر دو اگرچہ کعبہ مبارکہ کے پردوں کے نیچے ہی کیوں نہ ہو۔

۵۔ ابن قانع نے روایت نقل فرمائی ہے کہ ایک شخص بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اپنے باپ کو آپکی شان میں گستاخی کرتے ہوئے سنا ہے اور اس وجہ سے اُسے قتل کر دیا ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا اپنے والد کے ساتھ یہ سلوک گراں نہ گذرا (حالانکہ آپ نے ماں باپ خواہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں ان کے ساتھ بر و احسان کا حکم دیا ہے لیکن گستاخ و بے ادب باپ کے قتل پر بھی افسوس کا اظہار نہ فرمایا)

۶۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک نابینا صحابی کی ام ولد (لونڈی) بارگاہِ نبوی میں گستاخی اور دریدہ دہنی سے کام لیتی تھی چنانچہ اس نے رات کے وقت اُسے قتل کر دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی پر قصاص یا دیت وغیرہ لازم نہ فرمائی۔ بلکہ اس کا خون بے قدر و قیمت ٹھہرایا اور رائیگاں قرار دیا۔

۷۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک شخص نے ناراض کیا تو عرض کیا گیا اجازت دو اس کا سر قلم کر دیا جائے تو آپ نے فرمایا۔ لَيْسَ ذَالِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِرَسُولِ اللّٰهِ کہ یہ منصب و مقام (کہ ناراض کرنے والے اور سخت کلامی کرنے والے کو قتل کر دیا جائے) سوائے رسول اللہ کے اور کسی کے لئے نہیں) ہے۔

۸۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز سے کوفہ کے گورنر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جناب میں گستاخی کرنے والے شخص کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں سب و شتم کرنے والے کا خون حلال ہے دوسرے کسی کا یہ مقام نہیں (البتہ کوڑے لگائے جائیں) فَمَنْ سَبَّهٗ فَقَدْ حَلَّ دَمُهٗ۔ جو شخص سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

کی شانِ اقدس میں گستاخی کرے اس کا خون حلال اور مباح ہے۔

ملاحظہ ہوں۔ شفا جلد ثانی صہ ۱۹۲ - ۱۹۴ الصارم المسلول لابن تیمیہ، جواھر البحار للعلامہ یوسف ابن اسماعیل نبہانی وغیرہ

الحاصل رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ایذاء اور اس جناب والا کی بے ادبی چونکہ اللہ کی جناب میں گستاخی و بے ادبی ہے لہٰذا رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے محض اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ عظمت خداوندی کے تحفظ کے لئے ایسے لوگوں کو عبرت ناک سزا دلوائی اور یہی صحابہ کرام اور اسلاف کرام کا طرز عمل رہا ہے۔ اور آئمہ کرام کی عظیم اکثریت کا مختار یہ ہے کہ بارگاہ نبوی کا گستاخ اگرچہ توبہ بھی کرے تو وہ بھی دنیوی احکام کے لحاظ سے قابلِ قبول نہیں۔ بلکہ بطور حدود تعزیر اس کو قتل کر دیا جائے۔ ورنہ ہر شخص گستاخی کرنے کے بعد کہہ دے گا کہ میں توبہ کرتا ہوں۔ لہٰذا اس کی توبہ کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائیگا۔ اس کی مرضی قبول کرے یا نہ۔ دنیا میں ایسے شخص کا ناپاک وجود قابلِ برداشت نہیں ہے۔

بارگاہِ نبوی میں گستاخی و بے ادبی آئمہ اسلاف کی نظر میں

کلام مجید اور سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کے واضح ارشادات کے بعد اب ملاحظہ فرمائیے کہ اس معاملے میں آئمہ دین اور مقتدایانِ امّت کا مذہب و مسلک کیا ہے۔

امام ابوبکر بن منذر فرماتے ھیں۔

۱۔ اجمع عوام اھل العلم علی ان من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقتل و ممن قال ذالک مالک ابن انس و اللیث و احمد و اسحاق وھو مذھب الشافعی۔ قال القاضی ابو الفضل وھو مقتضی قول ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ولا یقبل توبتہ عند ھؤلاء

شفاء جلد ثانی صہ ۱۸۹ - ردالمحتار جلد ثالث صہ ۳۰۰ تنبیہ الولاۃ جلد اول صہ ۳۱۶

marfat.com

کلاھما للعلامہ شامی مواھب مع الزرقانی جلد خامس ص ۳۱۶ الصارم المسلول لابن تیمیہ ص ۳

ترجمہ :- جمہور اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے اسے قتل کر دیا جائے۔ من جملہ ان اہل علم کے امام مالک ابن انس، لیث۔ احمد بن حنبل اور اسحاق ہیں۔ یہی امام شافعی کا مذہب ہے۔ قاضی ابوالفضل فرماتے ہیں کہ یہی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے قول کا مقتضٰی ہے جو احادیث اور آثار و سنن کے ضمن میں درج ہو چکا ہے۔

۲۔ امام محمد بن سحنونؒ فرماتے ہیں :- اجمع العلماء ان شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المنتقص له کافر والوعید جار علیه بعذاب الله له وحکمه عند الامة القتل ومن شک فی کفرہ وعذابه کفر

تمام علماء کا اس امر پر اجماع و اتفاق ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا اور آپ کی شانِ اقدس میں نقص نکالنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الٰہی کی وعید جاری ہے تمام امت کے نزدیک اسکی سزا یہ ہے کہ اُسے قتل کر دیا جائے۔ جو شخص ایسے ذلیل اور خائب و خاسر کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ ملاحظہ ہو ردّ المحتار جلد ثالث ص ۴۰۰ تنبیہ الولاۃ جلد اول ص ۳۱۶، ۳۲۷ مواہب مع الزرقانی جلد خامس ص ۳۱۹ شفا ص ۱۹ الصارم المسلول ص ۳

۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں۔ ایما رجل سب رسول الله صلی الله علیه وسلم اوکذبه اوعابه اوتنقصه فقد کفر بالله وبانت منه امرأته فان تاب والاقتل۔

جو مسلمان شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے۔ آپ کی تکذیب کرے عیب لگائے یا نقص نکالنے کی سعی ناپاک کرے تو وہ کافر ہو گیا اور اسکی بیوی اس سے جدا ہو گئی۔ اگر توبہ کرے تو بہتر ورنہ اسکو قتل کر دیا جائے۔ شامی جلد ثالث ص ۴۰۲ تنبیہ الولاۃ والحکام جلد اول ص ۳۲۴

marfat.com

ان اقوال سے واضح ہو گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب اقدس میں سب وشتم اور تنقیص وعیب جوئی بالاتفاق کفر ہے۔ اس میں کسی امام اور محدث ومفسر کا اختلاف نہیں ہے۔ اگر اختلاف ہے تو اس میں کہ فوراً قتل کر دیا جائے یا اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے۔ توبہ کرے تو فبہا ورنہ اسکو قتل کر دیا جائے مگر اکثرین کا مختار یہی ہے کہ فوراً قتل کر دیا جائے۔ اور اسکی توبہ کا معاملہ آخرت پر چھوڑ دیا جائے۔

۴۔ ابن حاتم طلیطلی اندلسی نے دوران مناظرہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو از راہِ استحقار واستخفاف یتیم ابیطالب اور علی حیدر کے سسر سے تعبیر کیا اور کہا کہ آپ کا زھد وفقر بوجہ مجبوری تھا ورنہ عمدہ اشیاء میسر ہوتیں تو ضرور استعمال کرتے لہٰذا یہ زھد وفقر اختیاری نہیں تھا اضطراری تھا تو اندلس کے تمام فقہاء نے متفقہ طور پر اس کے واجب القتل ہونے اور اس کے سولی پر لٹکائے جانے کا فتویٰ دیا۔ ملاحظہ ہو شفا شریف جلد ثانی صہ ۱۹۲ نسیم الریاض مع شرح شفا لعلی قاری جلد رابع صہ ۳۴۴

۵۔ امام ابو عبداللہ بن عقاب مالکی سے ایک شخص کے متعلق فتویٰ طلب کیا گیا جس نے جبراً ٹیکس وصول کرنا چاہا تو مظلوم شخص نے کہا میں بارگاہ رسالت مآب علیہ افضل الصلوٰت میں تیری شکایت کروں گا تو اس نے کہا مجھے ٹیکس دے اور بعد میں وہاں شکایت کر لینا۔ اگر میں نے مال کا مطالبہ کیا ہے تو خود نبی علیہ السلام نے بھی کیا ہے۔ اگر میں بعض امور سے جاہل ہوں تو (العیاذ باللہ) نبی علیہ السلام بھی بعض امور میں جاہل تھے۔ تو امام ابو عبداللہ نے اس شخص کے قتل کرنے کا حکم دیا کیونکہ اس نے سوال اور جہل کی نسبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی ہے۔ نیز اس نے اپنے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین سوال اور جہل میں برابری پیدا کر دی اور یہ کہہ کر کہ ہاں بارگاہ نبوی میں شکایت کر لینا کمال بے نیازی بلکہ مکمل بے حیائی کا مظاہرہ کیا ہے۔

ابن حجر فرماتے ہیں ایسے شخص کے متعلق ہمارا مذہب بھی یہی ہے۔

شفا جلد ثانی صہ ۱۹۱ نسیم الریاض جلد رابع صہ ۳۴۴

۶۔ فقہاء قیروان اور اصحاب سحنونؒ نے ابراہیم فزاری شاعر کے مرتد اور واجب القتل ہونے کا

marfat.com

فتویٰ دیا بلکہ اس کے متعلق شہادت مل گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص سید الانبیاء علیہ السلام کی شان اقدس میں تمسخر اور ٹھٹھہ بازی سے کام لیتا تھا۔

چنانچہ اُسے قتل کر کے سولی پہ الٹا لٹکا دیا گیا۔ اسی دوران اس کا منہ قبلہ سے پھر گیا تو سب مجمع نے فتویٰ کفر کی صحت اور درستگی ظاہر ہونے پر نعرہ تکبیر بلند کیا۔ ایک کتے نے آکر اس کا خون پینا شروع کیا تو یحییٰ بن عمر فقیہہ نے کہا الحمد للہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا کہ کتا مومن کے خون میں منہ نہیں ڈالتا (اور یہ شخص چونکہ مرتد اور کافر تھا لہٰذا اس کا خون پینا شروع کیا) اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے فتویٰ کی صحت کی تائید فرما دی۔

۷۔ ہارون الرشید نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اس شخص کے متعلق فتویٰ طلب کیا جو بارگاہِ رسالت مآب علیہ افضل الصلوٰت میں سب و شتم سے کام لیتا ہو اور ساتھ ہی یہ ذکر کیا کہ بعض عراقی فقہاء نے کہا ہے کہ اُسے صرف کوڑے لگائے جائیں تو امام مالک سخت غضبناک ہو گئے اور فرمایا۔

یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ مَا بَقَاءُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ شَتْمِ نَبِیِّهَا مَنْ شَتَمَ الْاَنْبِیَاءَ قُتِلَ وَمَنْ شَتَمَ اَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

(جلد شفا وغیرہ)

اے امیر المومنین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیئے جانے کے بعد (بھی اگر گالیاں دینے والے زندہ رہیں) تو اس امت کو زندہ رہنے کا کیا حق ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام کو سب و شتم کرے اسے قتل کر دیا جائے اور جو اصحاب کرام کو گالیاں دے اُسے کوڑے لگائے جائیں۔

سب و شتم اور نقص و عیب کے کلمات میں ارادہ اور قصد قائل کا اعتبار نہیں بلکہ عرف اور تبادر کا اعتبار ہے

اب ذرا یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ سب و شتم والے کلمات میں قائل کا ارادہ اور قصد معتبر نہیں ہے"

marfat.com

علامہ شامی فرماتے ہیں۔

۱۔ والحاصل ان من تکلم بکلمۃ الکفر ھازلا او رلاعبا کفر عند الکل ولا اعتبار باعتقادہ کما صرح بہ فی الخانیۃ ومن تکلم بھا مخطئا ومکرھا لا یکفر عند الکل ومن تکلم بھا عامدا کفر عند الکل ومن تکلم بھا اختیارا جاھلا بانھا کفر ففیہ اختلاف۔ شامی جلد ثالث ص ۳۹۳-۳۹۴

ترجمہ: خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو شخص کلمہ کفر زبان پر لائے اگرچہ ھزل ومزاح اور لہو ولعب کے انداز میں ہی ہو تو وہ سب علماء کے نزدیک کافر ہو جائے گا۔ اور خانیہ کی تصریح کے مطابق اسکے اعتقاد کا اعتبار نہیں ہے اور جس کی زبان سے کفریہ کلمات کا صدور ہوا مگر خطا یا اکراہ کی صورت میں تو وہ بالاتفاق کافر نہیں ہوگا اور جس شخص نے عمداً وہ کلمات کفریہ زبان سے ادا کئے اور ان کا کفر ہونا اسے معلوم ہے تو وہ بھی بالاتفاق کافر ہوگیا اور جس شخص نے کلمات کفر زبان پر بالاختیار بلا جبر واکراہ جاری کئے مگر اس کو ان کا کفر ہونا معلوم نہیں تو اس کے کافر ہونے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے

۲۔ مَنْ ھَزَلَ بِلَفْظِ کُفْرٍ اِرْتَدَّ وَاِنْ لَمْ یَعْتَقِدْ لِلْاِسْتِخْفَافِ فَھُوَ کَکُفْرِ الْعِنَادِ ۔ در مختار مع رد المحتار جلد ثالث ص ۳۹۲

ترجمہ: جس نے بطور ھزل بلا ارادہ معنی لفظ کفر زبان سے ادا کیا اگرچہ اس امر کا اعتقاد نہ بھی رکھتا ہو وہ بوجہ استخفاف اور لاپرواہی کے کافر ہو جائیگا یہ کفر کفر عناد کی مانند ہوگا۔ (جیسے ان کفار کا کفر جو دل سے صداقت نبوی اور حقانیت اسلام کو تسلیم کرتے تھے بوجہ بغض وعناد زبانی انکار کرتے تھے)

۳۔ اِنَّ مَنْ سَبَّ اَوِ انْتَقَصَہٗ بِاَنْ وَضَعَہٗ بِمَا یُعَدُّ نَقْصًا عُرْفًا قُتِلَ بِالْاِجْمَاعِ ۔ مواہب مع زرقانی جلد خامس ص ۳۱۵

marfat.com

ترجمہ:۔ بے شک جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم کرے یا عیب لگائے بایں طور کہ آپ کو ایسے امور کے ساتھ متصف ٹھہرائے جو عرفِ عام میں نقص شمار ہوتے ہیں تو اس امر پر اجماع ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے خواہ قائل نے ارادۂ سب وشتم نہ بھی کیا ہو کیونکہ ایسے امور کے صادر ہونے پر کارروائی نہ کی جائے تو بارگاہ نبوی کی جلالت وحرمت لوگوں کی نگاہوں میں باقی نہیں رہے گی۔ لہٰذا دنیوی سیاست کا تقاضہ باجماع العلماء یہی ہے کہ اُسے قتل کر دیا جائے اور اس کا قلبی معاملہ اور اخروی انجام اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے۔

۴۔ قَالَ حَبِيْبُ ابْنُ الرَّبِيْعِ اِدِّعَاءُ التَّاوِيْلِ فِيْ لَفْظٍ صَرَاحٍ لَا يُقْبَلُ

مواہب مع الزرقانی جلد خامس ص ۳۱۶

حبیب ابن ربیع فرماتے ہیں کہ صریح الدلالات لفظ میں تاویل وتوجیہہ کا دعویٰ ناقابلِ قبول واعتبار ہے۔ ان تصریحات سے واضح ہو گیا کہ صریح الدلالات الفاظ جو بے ادبی وگستاخی پر دلالت کریں ان کا عمداً اور بلا جبر واکراہ بارگاہِ نبوی میں استعمال باوجود یہ معلوم ہونے کے کہ یہ الفاظ توہین وتحقیر پر دال ہیں کفر ہے۔ ان میں توجیہہ وتاویل کا کوئی جواز نہیں اور اس میں مراد متکلم نہ ہونے والا عذر قابلِ قبول نہیں ہے نیز الفاظ میں معانی وضعیہ کا اعتبار نہیں ہو گا بلکہ عرفِ عام میں ان کا جو مطلب ومفہوم ہو گا اسی پر حکم صادر ہو گا۔ ہاں جبر واکراہ کی صورت میں ان کلمات کے زبان پر لانے سے کافر نہیں ہو گا لہٰذا اس موقعہ پر بھی کوئی ایسا شخص یہودی یا نصرانی وغیرہ ذہن میں آ جائے جس کا نام محمد یا احمد ہو مگر وہ اس نصرانی کو سب وشتم کرنے کی بجائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کرے اور عیب جوئی کرے تو قضاءً اور دیانۃً کافر ہو جائے گا کیونکہ اس صورت میں اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عمداً سبّ وشتم کا نشانہ بنایا ہے نہ کہ جبراً واکراہاً۔ ملاحظہ ہو عالمگیری جلد دوم ص ۲۸۳ مطبوعہ ہندوستان۔ جامع الفصولین جلد دوم ص ۲۲۱

۵۔ علامہ ابن تیمیہ نے کہا۔

بالجملہ من قال او فعل ما ھو کفر کفر بذالک وان لم

marfat.com

یقصد ان یکون کافراً اذ لا یقصد الکفر احد الا ما شاء اللہ

الصارم المسلول ص ۱۷۸

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس شخص نے ایسے قول یا فعل کا ارتکاب کیا جو کہ کفر ہے تو وہ اس قول و فعل کی وجہ سے کافر ہو جائے گا اگرچہ کافر ہونے کا ارادہ نہ ہو کیونکہ کوئی شخص کفر کا ارادہ نہیں کرتا الا ما شاء اللہ۔ وکذا فی نسیم الریاض شرح شفاء جلد چہارم ص ۳۸۷-۳۸۸

کلمات سب وشتم اور الفاظ تحقیر واستخفاف

۱۔ مَنْ قَالَ انہ علیہ السلام خرج من مخرج البول یقتل ولا یستتاب۔ شرح شفا للتلمسانی حاشیہ جامع الفصولین جلد دوم ص ۲۲۰

ترجمہ:۔ جو شخص یہ کہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عورت کی پیشاب گاہ سے پیدا ہوئے تو اُسے قتل کر دیا جائے اور توبہ کرنے کا مطالبہ نہ کیا جائے۔

۲۔ لو قال لِشَعْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شُعَیْر بالتصغیر کفر وقیل لا الا ان قالہ علی وجہ الاھانۃ۔

عالمگیری جلد دوم ص ۲۸۲۔ جامع الفصولین جلد دوم ص ۲۲۰

ترجمہ:۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کو شُعَیر کے لفظ سے تعبیر کرنے کی بجائے بطور تصغیر شُعَیر کہہ دے تو کافر ہو جائیگا اور ایک قول یہ ہے کہ اسے ازراہ اہانت وتحقیر شُعَیر کہے گا تو کافر ہو جائے گا۔ ورنہ نہیں۔

۳۔ مَنْ قَالَ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) درویش بود و جامہ پیغمبر ریمناک بود۔ اَوْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہ علیہ وسلم طَوِیْلُ الظُّفُرِ قِیْلَ کَفَرَ مُطْلَقًا وَ قِیْلَ لَوْ قَالَ عَلٰی وَجْہِ الْاِھَانَۃِ عالمگیری اور جامع الفصولین۔

ترجمہ:۔ جو شخص کہے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم درویش تھے اور پیغمبر علیہ السلام

marfat.com

کا کپڑا میلا کچیلا تھا یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لمبے ناخنوں والے تھے تو وہ شخص مطلقاً کافر ہے۔ خواہ بطور اہانت کہے یا نہ اور دوسرا قول یہ ہے کہ بطور اہانت یہ کلمات کہے تو کافر ہوگا ورنہ نہیں۔

۴۔ لو قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ذاک الرجل قال کذا و کذا قیل کفر۔ عالمگیری و جامع الفصولین

اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہے کہ اس شخص نے ایسے ایسے کہا ہے۔ تو ایک قول یہ ہے کہ کافر ہو جائیگا۔

۵۔ مَنْ قَالَ اِنَّ رِدَاءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم اَوْ زِرَّ النَّبِیِّ علیہ السلام وَسِخٌ اَرَادَ بِہٖ عَیْبَہٗ قُتِلَ۔ شفا شریف جلد دوم ص ۱۹۱

ترجمہ:۔ جو شخص کہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر یا آپ کا بٹن میلا کچیلا ہے اور اس قول سے مقصود عیب لگانا ہو تو اس کو قتل کر دیا جائے۔

۶۔ قَالَ بحرمت جوانک عربی یَعْنِی النَّبِیَّ یَکْفُرُ عالمگیری جلد دوم ص ۲۸۲

ترجمہ:۔ کوئی شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرتے ہوئے بارگاہ خداوندی میں عرض کرے جوانک عربی کی حرمت و عزت کا واسطہ تو کافر ہو جائیگا کیونکہ جوانک جوان کی تصغیر ہے جس میں استخفاف اور استحقار والا پہلو موجود ہے۔ اگرچہ بوجہ توسل ان کی عظمت بھی ظاہر کر رہا ہو۔

۷۔ لَوْ قَالَ فُلَانٌ اَعْلَمُ مِنْہُ علیہ السلام فَقَدْ عَابَہٗ وَنَقَّصَہٗ۔ مواہب مع الزرقانی جلد خامس ص ۳۱۵ نسیم الریاض جلد ۴ ص ۳۳۵

ترجمہ:۔ اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں زائد ہے تو اس شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگایا اور آپ میں نقص نکالا اور عیب لگانا یا نقص نکالنا بالاتفاق کفر ہے لہذا یہ شخص بھی کافر ہو جائیگا۔

marfat.com

۸۔ قَالَ اِنَّ آدَمَ علیہ السلام نَسَجَ الکِرْبَاسَ فَقَالَ الْاٰخَرُ
پس ما ہمہ جولاہہ بچگان باشیم کَفَرَ اِذْ اِسْتَخَفَّ بِنَبِیِّ اللّٰہِ علیہ السلام
ترجمہ:۔ ایک شخص نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سوتی کپڑا بنا تو دوسرے نے کہا ہم سب جولاہے کی اولاد ٹھہرے تو وہ کافر ہو جائیگا کیونکہ اُس نے اللہ تعالیٰ کے نبی کے ساتھ استخفاف و استحقار والا انداز و اسلوب اختیار کیا ہے۔ یہ وہ معدودے چند کلمات ہیں جن کا تعلق پیغمبرانِ کرام کی ذوات مقدسہ سے ہے اور انکو بوجہ استخفاف کفر قرار دیا گیا ہے۔

اب وہ کلمات ملاحظہ فرمائیں جن کا تعلق کسی پیغمبر کی ذات سے نہیں بلکہ لفظ رسول اور منصب رسالت سے ہے یا سنتِ نبوی یا آپؐ کی پسندیدہ چیز سے ہے۔

۹۔ لَوْقَالَ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ یعنی پیغام می برم کَفَرَ
اگر کوئی شخص کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور لغوی معنی مراد لے یعنی میں اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچاتا ہوں تو کافر ہو جائیگا۔ (کیونکہ ظاہر و متبادر معنی منصب رسالت و نبوت پر فائز ہونا ہے۔ لہٰذا یہ توجیہہ لغو و عبث ہوگی۔

۱۰۔ قَالَ رَجُلٌ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُحِبُّ کَذَا مَثَلًا اَلْقَرْعَ فَقَالَ رَجُلٌ اَنَا لَا اُحِبُّہٗ کَفَرَ عِنْدَ اَبِیْ یُوْسُفَ وَ قَالَ بَعْضُ الْمُتَاخِرِیْنَ لَوْ قَالَہٗ عَلٰی وَجْہِ الْاِھَانَۃِ وَاِلَّا لَا
عالمگیری۔ جامع الفصولین

ترجمہ:۔ ایک شخص کہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فلاں چیز مثلاً کدو کو پسند فرماتے تھے اور دوسرا کہے کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا تو وہ شخص امام ابو یوسف کے نزدیک کافر ہو جائیگا اور بعض متاخرین نے کہا ہے کہ اگر ازراہِ توہین کہتا ہے تو کافر ہو جائے گا۔ ورنہ محض اپنی طبیعت کا نقص وغیرہ بیان کرنے کے لئے ایسا کہتا ہو تو" کافر نہیں ہوگا۔

marfat.com

۱۱۔ قَالَ رَجُلٌ كُلَّمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ يَلْعَقُ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ فَقَالَ الْآخَرُ ایں بے ادبیست كَفَرَ إِذَا سْتَخَفَّ بِسُنَّتِهٖ علیہ السلام عالمگیری صـ ۲۸۳ اور جامع صـ ۲۲۱

ترجمہ : ۔ ایک شخص کہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم جب کھانا تناول فرماتے تو اپنی تین انگلیوں کو چاٹتے تھے اور دوسرا شخص کہے یہ کوئی اچھا طریقہ نہیں تو کافر ہو جائیگا کیونکہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی سنّت کا استخفاف کیا اور اس کی تحقیر کی ہے۔

یہ چند عبارات بطور نمونہ ذکر کی ہیں ورنہ ایسے امور کا حصر و قصر اور احصاء و احاطہ ممکن نہیں جو نگاہِ شرع میں موجب توہین و تحقیر اور باعثِ استخفاف و استحقار ہونے کی وجہ سے کفر و ارتداد ہیں ۔ ہر عقلِ سلیم اور قلب مستقیم کا مالک اپنے محاورات اور عرف کے لحاظ سے بآسانی ان کا تعیّن کر سکتا ہے۔

تنبیہ

قارئین کرام نے ہماری سابقہ نگارشات سے بارگاہِ نبوت و رسالت کی رفعت و عظمت اور اس کی نزاکت کا قدرے اندازہ لگا لیا ہوگا۔ آیات و احادیث، صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اسلاف کرام کے ارشادات کا مطالعہ کرنے کے بعد ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ بارگاہِ نبوت و رسالت میں ادنیٰ گستاخی اور بے نیازی و لاپرواہی بہرحال کفر ہے اور ناقابلِ معافی جرم۔

لیکن متحدہ ہندوستان میں سب سے پہلے مولوی اسماعیل دہلوی نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک وہابیت سے متاثر ہوکر اس وادیٔ ضلالت و گمراہی میں قدم رکھا۔ اگر اس کے نظریات میں اس انقلاب اور تاثر کا مشاہدہ کرنا ہو: تو اسی کی کتاب صراطِ مستقیم کو تقویۃ الایمان کے مقابلہ میں رکھ کر دیکھیں۔ جو کچھ صراطِ مستقیم میں عین اسلام و ایمان ہے وہی تقویۃ الایمان میں کفر و شرک ہے۔ چنانچہ اسی ابن عبدالوہاب کی کتاب **التوحید** کو اردو زبان میں تبدیل کر کے ہندوستان میں فتنہ و فساد کا بیج بویا اور اسی طرح گندی زبان استعمال کی جو نجدی نے استعمال کی تھی۔ اور اہلِ اسلام و ایمان کو سخت مشتعل کر دیا۔ اسے خود بھی اس فتنہ و فساد اور نزاع و اختلاف کے شروع ہونے کا اندازہ تھا مگر مصلحت اس میں سمجھی کہ لڑ بھڑ کر خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔ ملاحظہ ہو حکایاتِ اولیاء ص ۱۰۲-۱۰۳ مولفہ اشرف علی صاحب تھانوی۔

: میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے۔ مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی

marfat.com

مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے؟ اور اس خیال خام پر فی سبیل اللہ فساد کا وہ بیج بو یا جو قیام قیامت تک ختم ہونا ممکن نہیں۔

پورے ہندوستان کے اکابر علماء نے اس کتاب سے نفرت و بیزاری کا اظہار کیا اور تقریر و تحریر سے اس کا رد بلیغ کیا۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ شاہ فضل حق خیر آبادی، شاہ فضل رسول بدایونی اور حضرت شاہ احمد سعید مجددی وغیرھم اکابرین اس کتاب کی اشاعت پر سخت برافروختہ ہوئے اور دہلی، بدایون اور خیر آباد جیسے مراکز علم و فضل سے مؤلف تقویۃ الایمان کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا گیا

لیکن اس کے برعکس صرف دیوبند کی طرف سے اس کو اور اس کے امام محمد بن عبدالوہاب کو پذیرائی نصیب ہوئی اور علمائے دیوبند نے حنفی اور مقلد ہونے کے باوجود اس غیر مقلد کی تقلید کی اور امت مسلمہ میں تفرقہ و انتشار کا باعث بن گئے۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی محمد بن عبدالوہاب کے متعلق رقمطراز ہیں " محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۵۔

محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا ص ۲۳۷

مولوی اسماعیل صاحب کے متعلق رقمطراز ہیں۔ وہ ولی اللہ اور شہید ہے۔ وہ قطعی جنتی اور مخلص ولی تھے۔ ایسے شخص کو مردود کہنا خود مردود ہونا ہے۔ ایسے مقبول کو کافر کہنا خود کافر ہونا ہے۔ مولوی اسماعیل کے طعن کرنے والے ملعون ہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۲ اور ص ۴۱ پر یوں لکھا ہے تقویۃ الایمان کا مؤلف ایک مقبول بندہ تھا جو اس کو کافر یا برا جانتا ہے وہ خود شیطان ملعون حق تعالیٰ کا ہے۔ انتھی مخلصاً

تقویۃ الایمان کی تعریف و توصیف میں فرمایا

۱۔ کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے۔ ص ۴۱

marfat.com

۲۔ کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام اور موجب اجر کا ہے۔ اس کے رکھنے کو جو برا کہتا ہے وہ فاسق اور بدعتی ہے۔ ص۴۱ و ص۴۲

۳۔ اس کے رکھنے کو جو کفر کہتا ہے وہ خود کافر ہے یا فاسق بدعتی ص۴۲

۴۔ بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں۔ اور اگر کتاب کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے تو وہ مبتدع فاسق ہے۔ اور تمام تقویۃ الایمان پر عمل کرے ص۴۴

الغرض دیوبندی مکتب فکر نے اس کتاب کو سینے سے لگایا اور اس کے مولف کو آسمان پر چڑھایا اور آہستہ آہستہ خود بھی وہی زبان استعمال کرنے لگے جو ان کے اس مقتدا و پیشوا نے استعمال کی تھی۔ جیسا کہ عنقریب وہ دلخراش عبارات ذکر کر کے ان کی اور ان کے روحانی پیشوا کی باطنی کیفیت ظاہر کی جائیگی۔

مگر ان عبارات سے قبل یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ان حضرات نے دوران درس تو حنفیت اور سنیت کا لبادہ اوڑھے رکھا اور جمہور اہل اسلام کے ہمنوا رہے بلکہ مسلک اہلسنت کے داعی اور مبلغ نظر آتے رہے لیکن ایک مخصوص حلقہ میں تقویت الایمانی اسلام اور مذہب پروان چڑھاتے رہے اور مختلف رسائل اور فتاوی میں اندرونی کیفیت کا اظہار بھی کرتے رہے اس لئے ان کے حلقۂ درس میں آنے والے بعض انتہائی متشدد نظر آتے ہیں جیسے مولوی حسین علی صاحب واں بھچری اور ان کے متبعین کشمیری اور بعض خالصتاً سنی بریلوی جیسے مولوی غلام محمود صاحب پپلانوی اور مولانا سلطان اعظم پیر پٹھ شریف اور بعض درمیانہ رو جیسے مولانا انور شاہ صاحب۔ بہر کیف ان کا قلبی معاملہ منظر عام پر آتے آتے کافی وقت صرف ہو گیا کیونکہ ان اردو رسائل کو پڑھنے کی علماء کرام کو نہ ضرورت تھی اور نہ ہی فرصت اور نہ ہی وہ فتاوی وغیرہ مطبوعہ شکل میں ان کے سامنے آئے۔ اسی لئے بعض اکابر نے ان کے ساتھ حسن ظن سے کام لیا ہے تو وہ معذور سمجھے جائیں گے۔

marfat.com

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہ العزیز کا بھلا کرے انہوں نے ان حضرات کے رسائل اور فتاویٰ کا مشاہدہ کر کے اور ان کے غلط نظریات اور بارگاہِ رسالتمآب علیہ افضل الصلوات میں جسارت آمیز اور گستاخانہ کلمات کی نشان دہی فرمائی اور حضرت مولانا فضل رسول بدایونی اور حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی کے مشن کی تکمیل فرمائی۔ انہوں نے تقریر و تحریر کے میدان میں مولوی اسماعیل کا ناطقہ بند فرمایا تھا اور انہوں نے ان اہل دیوبند کا۔

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

آج تک اکابر دیوبند کی گستاخانہ عبارات زیر بحث رہیں اور ان کے ممدوح و مخدوم جناب اسماعیل صاحب کی عبارات۔ ان میں سے کسی نے یہ جرأت نہ کی کہ اہل سنّت کو گستاخ ہونے کا طعنہ دے سکیں۔ لیکن جھنگ کے مولوی حق نواز صاحب نے ایک نیا شوشہ چھوڑا کہ در اصل سنّی بریلوی گستاخ ہیں۔ ہم تو قطعاً گستاخ و بے ادب نہیں ہیں۔ حالانکہ اہل سنّت کا بنیادی جھگڑا ہی علمائے دیوبند سے یہی تھا اور ان پر حنفیّت اور سنیّت کے دعوٰی کے باوجود غیظ و غضب اور ان سے نفرت و بیزاری صرف اور صرف گستاخانہ اندازِ تحریر کی وجہ سے ہی تھی۔ تو یہ کیونکر ممکن تھا کہ خود علمائے اہلسنّت اس امرِ قبیح اور فعلِ شنیع کا ارتکاب کرتے۔ الغرض مولوی صاحب اپنی تمام تر کوشش کے باوجود اکابرین اہل السنّت علی الخصوص مولانا فضل رسول بدایونی شہید ملّت حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی۔ حضرت پیر مہر علی شاہ دامت نیوضہم القدسیہ امام اہل السنّت حضرت احمد رضا خانصاحب بریلوی۔ حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی۔ حضرت مولانا امجد علی خانصاحب حضرت مولانا ظفر الدین صاحب بہاری حضرت علامہ مولانا غلام محمود صاحب پپلانوی وغیرہم کی کوئی عبارت پیش نہ کر سکے۔

جو عبارات پیش کی گئیں وہ بھی محض اپنی حاشیہ آرائی سے گستاخانہ بنانے کی سعی لاحاصل کی گئی

marfat.com

ورنہ دراصل عبارات میں کوئی ایسا صریح یا ضمنی مضمون ومفہوم نہ تھا جیسے کہ مناظرہ کی تفصیلات سے ناظرین کو اندازہ ہو جائیگا۔

حرفِ آخر

انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی کرنے والوں کے متعلق ہماری دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ وہ کافر ہے۔ خواہ کسی بھی مذہب ومسلک سے ہو۔ اور یہاں اپنے اور پرائے کا مایہ امتیاز یہی ہے کہ جو گستاخ ہے اس سے اہل السنت کا کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ وہ اس کے ساتھ کسی ربط وتعلق کے روادار ہیں غزالئ زماں علامہ کاظمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ الحق المبین صہ ارشاد فرماتے ہیں۔

مسئلۂ تکفیر میں ہمارا مسلک ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ جو شخص بھی کلمۂ کفر بول کر اپنے فعل سے التزام کرے تو ہم اس کی تکفیر میں تامل نہیں کریں گے خواہ وہ دیوبندی ہو یا بریلوی۔ نیچری ہو یا مودودیہ اور مسلم لیگی ہو یا کانگرسی اس بارے میں اپنے پرائے کا امتیاز کرنا اہلِ حق کا شیوہ نہیں ہے۔

بلکہ خود امام اہل سنت حضرت بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

ہاں ہاں اللہ اور رسول کی شان میں جو شخص گستاخی کریگا اسے کافر ضرور کہا جائیگا۔ کسے باشد

ملفوظ حصہ دوم صہ ۵۵

جن علمائے دیوبند کی عبارات سے یہ سلسلہ اختلاف ونزاع شروع ہوا اور اہل سنت دیوبندیت وبریلویت میں منقسم ہوئے تو اس کا صرف اور صرف یہی سبب تھا کہ امام احمد رضا نے ان عبارات کو گستاخ سمجھا اور ہر ممکن طریقہ پر ان علماء کو توبہ کی ترغیب دلائی اور جب ان کی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے توبہ واستغفار اور رجوع الحق ناممکن نظر آیا تو کفر کا فتویٰ دیا۔ اور وہ اس فتوٰی میں منفرد نہیں بلکہ علمائے عرب وعجم نے ان سے مکمل اتفاق کیا جیسے کہ حسام الحرمین کی تصریحات وتقریظات سے ظاہر ہے

marfat.com

بلکہ اس حقیقت کو علماء دیوبند بھی تسلیم کئے بغیر نہ رہ سکے کہ جب فاضل بریلوی نے ان عبارات میں گستاخی و بے ادبی محسوس کی تو ان پر لازم تھا کہ ان کے مؤلفین و قائلین پر کفر کا فتویٰ دیتے۔

مولوی مرتضیٰ حسن صاحب اشد العذاب ص۱۳ پر فرماتے ہیں۔

اگر خانصاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انھوں نے انہیں سمجھا تو خانصاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے

لھذا علمائے دیوبند سے یہی اپیل ہے کہ وہ اپنے اور پرائے کی تفریق سے بالاتر ہو کر ان مضامین پر غور کریں اور قبول حق میں کسی قسم کا تامل و تردد کو روا نہ رکھیں اور خواہ مخواہ حضرت بریلوی کو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنائیں۔

فیصلہ کُن اقدام

اگر علمائے دیوبند مناسب سمجھیں تو ہائیکورٹ یا سپریم کورٹ کے غیر جانبدار جج صاحبان کا فل بنچ بطور ثالث مقرر کر لیا جائے اور جس فریق کی بھی عبارت قابلِ اعتراض نظر آئے اس کو معہ ما لھا و ما علیہا ان کے سامنے بیان کر کے فیصلہ کرا لیا جائے اور حکومت وقت کو اس فیصلہ کے نفاذ کا مکمل اختیار دیا جائے۔ ہم اہل السنت بریلوی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس فیصلہ کن اقدام کے لئے تیار ہیں۔ کہ علمائے دیوبند بھی اس کار خیر کیلئے تیار ہو سکتے ہیں تاکہ یہ سلسلہ اختلاف و نزاع ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے اور ملت کا شیرازہ بکھرنے کا مکمل سدباب ہو سکے۔

marfat.com

بنگلہ نول والا نزد جھنگ میں ہونے والے تاریخی مناظرہ کی مکمل کاروائی

صدر منصف جناب تقی الدین انجم صاحب کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرات گرامی! میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس مناظرہ میں منصف کے فرائض سر انجام دینے کے لئے میرا نام بھی منتخب کیا گیا ہے۔ میں ایک لحاظ سے تو اس کو اپنے لئے باعثِ رحمت سمجھتا ہوں کہ جانبین نے مجھ پر اعتماد کیا لیکن اس کو ایک لحاظ سے بہت بڑی آزمائش بھی سمجھتا ہوں اور جب سے یہ مسئلہ میرے سامنے آیا ہے تو اس لئے اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ یہ دعا کی ہے کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے یہ توفیق عطا فرما کہ میرے کسی گوشہ خیال میں کوئی تعصب کوئی پاسداری کوئی طرفداری یا اس قسم کا خیال نہ آنے پائے اور تو مجھے ہدایت اور توفیق عطا فرما کہ میں اپنے ذہن اور ضمیر کی روشنی اور پوری صفائی قلب کے ساتھ اور اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کے سامنے جوابدہ ہونے کی حیثیت سے صحیح فیصلے کا اعلان کر سکوں۔

یہ میں نے گزارش کی ہے ویسے میں اپنا ذاتی یہ خیال مختصراً عرض کر دیتا ہوں کہ ملتِ اسلامیہ قرآن اور سنت تمام چیزوں کا لب لباب نکالا جائے تو ہمیں اتحاد اور فکر کا اتحاد اور عمل کا اتحاد

marfat.com

اسلام نے سکھلایا۔ انتشار اور افتراق ہمارا فیصلہ اور شیوہ نہیں۔ لیکن کبھی کبھی چونکہ ہم انسان ہیں، ہماری کم ظرفی کی وجہ سے ایسی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے کہ جانبین میں یا بعض افراد میں کچھ غلط فہمیاں ایسی پیدا ہو جاتی ہیں کہ وہ ایک ایسا دعویٰ پیش کر دیتے ہیں کہ جو متنازعہ فیہ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا یا اللہ تعالیٰ اگر یہ ہم سے خلوصِ نیت کے ساتھ ہوا ہے تو ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما دے اور اگر ہم نے اس کو اپنے ذہنوں میں فساد فی الارض کے لئے پیدا کیا ہو تو اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی غلطیوں کا سرِعام کھلے دل سے اعتراف کر سکیں۔

حضرات گرامی! اس معاملہ میں آج جو مناظرہ ہے۔ بڑے بڑے علماٗ یہاں موجود ہیں۔ اور میں نے اپنی ساری زندگی بحیثیت ایک ٹیچر گزاری ہے اور دینی علم کا کوئی اتنا بڑا ذخیرہ میرے پاس موجود نہیں ہے اور نہ ہی میرے پاس اتنی معلومات ہیں جتنی آپ حضرات کو ہونگی لیکن بطور Ana تجزیہ کی کیفیت کو اپنے ذہن میں رکھوں گا۔ آپ کے استدلال دیکھوں گا۔ شرائط آپ کے درمیان طے ہو چکی ہیں۔ وہ میرے سامنے بھی موجود ہونگی اور ان کے مطابق ہم تمام حضرات مل کر فیصلہ کریں گے اور انشاٗ اللہ تعالیٰ آپ اس بات کا یقین رکھئے کہ ظاہری طور پر تو ہمیں یہ فیصلہ آپ کے روبرو سنانا ہے لیکن درحقیقت ہم یہ فیصلہ اللہ کے سامنے پیش کر رہے ہیں جو دلوں کے خیال کی باریک سے باریک لہر کو بھی جانتا ہے جو لطیف و خبیر ہے جبکہ خبر کی انتہائی لطافت انسانی ذہن میں نہیں آسکتی لہٰذا ہم اس اللہ سے کہیں فرار نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ جو شرائط فریقین میں طے ہوئی ہیں ان کی پابندی کی جائیگی اور نہایت ہی خلوص کے ساتھ علمی اور ادبی گفتگو کے ساتھ یہاں پر تحقیق ہو گی اور کوئی ایسی بات نہیں ہو گی جس سے دل آزاری کا پہلو نکلتا ہو اور اگر اس قسم کی بات کسی سے بھی ہماری سمجھ میں آتی ہے تو میں اپنی رائے کے طور پر ایک بات اور عرض کر دوں کہ میں آپ حضرات علمائے کرام سے متعارف نہیں ہوں نہ تو آپ سے اور نہ ان سے لیکن میں جس کو بھی کہوں گا آپ یہاں پر خاموش رہئیے یا اس چیز کو

marfat.com

ڈراپ کردیجئے گا یا اس کو روک دیجئے یہ استدلال سے باہر ہے یا خارج عن البحث ہے وہ اسے محسوس نہ فرمائیے ۔ بہرحال اس چیز کا برملا اظہار کر دوں گا ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :۔ انجم صاحب کی تقریر کے بعد علمائے دیوبند کی طرف سے مولوی منظور احمد چنیوٹی جو کہ دیوبندی مکتبہ فکر کی طرف سے صدر مناظرہ بھی تھے کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں منظور احمد چنیوٹی مناظرہ کا آغاز کرانے سے پہلے شرائط ایک دفعہ پڑھ کر سناتا ہوں ۔ تاکہ فریقین شرائط کو سن لیں اور منصفین حضرات کے سامنے بھی شرائط موجود ہیں ۔

صدرِ مناظرہ کا صرف اتنا ہی کام ہوتا ہے کہ وہ اپنے مناظرین سے شرائط کی پابندی کرائے اور انتظام کو بحال رکھے ۔ اگر فریق مخالف کا مناظر خلاف ورزی کر رہا ہو تو اس کی نشاندہی کریگا اور منصفین حضرات اس کے مطابق اس کو ہدایت کریں گے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ آج مورخہ ۶ ۔ ۸ ۔ ۱۹۷۹ بوقت ۱۲ بجکر ۴۵ منٹ شب بمقام مکان محمد یوسف صاحب چشتی واقعہ محلہ پپلیانوالہ جھنگ صدر مابین فریقین درج ذیل امور برائے مناظرہ طے ہوئے ۔

موضوعِ مناظرہ :۔ دیوبندی مناظر یہ ثابت کرے گا کہ علمائے بریلی کی عبارات جو ان کی کتب معتبرہ میں موجود ہیں گستاخی اور توہین انبیاء پر مبنی ہیں جبکہ بریلوی مناظر یہ ثابت کریگا کہ علمائے دیوبند کی عبارات جو ان کی کتب معتبرہ میں موجود ہیں گستاخی اور توہین انبیاء پر مبنی ہیں ۔

طریقِ کار :۔ مناظرہ کا کل وقت آٹھ گھنٹے ہوگا جس میں دو گھنٹے کا وقفہ ہوگا ۔ یہ وقفہ پہلے چار

marfat.com

گھنٹے کے بعد طریق کار یہ ہوگا کہ دیوبندی مناظر اپنی گفتگو سے مناظرے کا آغاز کرے گا اور پہلے دس منٹ میں دیوبندی مناظر موضوع مناظرہ کے مطابق اپنے مؤقف کو بیان کرے گا اور اگلے دس منٹ میں بریلوی مناظر اس کا رد کرے گا۔ اور ان عبارات کی صفائی دے گا۔ یہ سلسلہ ایک گھنٹہ تک جاری رہے گا۔

نمبر ۲:۔ دوسرے گھنٹہ میں بریلوی مناظر دیوبندی مکتب کی عبارات پیش کریگا اور اپنا مؤقف موضوعِ مناظرہ کے مطابق ثابت کرے گا جبکہ دیوبندی مناظر ان کا رد کرے گا اور ان کی صفائی پیش کرے گا یہ سلسلہ بھی دس دس منٹ کی تقسیم کے مطابق ایک گھنٹہ جاری رہے گا یہ ترتیب بقایا وقت مناظرہ میں بھی اسی طرح جاری رہے گی۔

نمبر ۳:۔ ہر دو فریق کے صدرِ مناظرہ کو دورانِ مناظرہ نظم و نسق خراب کرنے والے شخص کو باہر نکال دینے کا حق ہوگا۔

نمبر ۴:۔ اگر ایک مناظر کی گفتگو کے دوران دوسرا مناظر دخل اندازی کریگا تو منصفین مناظرہ اسے ایک مرتبہ تنبیہہ کریں گے اور اگر وہ اس کے باوجود باز نہ آئے تو منصفین اس کی شکست کا اعلان کر دیں گے۔

(یہ نہائت اہم شق ہے کہ کوئی مناظر جب اپنا بیان کر رہا ہے تو اس وقت دوسرے مناظر کو بولنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ اور اگر وہ دخل اندازی کرے تو ایک بار تنبیہہ کے بعد اس کی شکست کا اعلان ہوگا)

نمبر ۵۔ **مقام مناظرہ**:۔ جو یہاں مرقوم ہے وہ تبدیل ہو کر انتظامیہ کے حکم کے مطابق ریسٹ ہاؤس بنگلہ نول والا ہو گیا ہے۔

نمبر ۶۔ **وقت مناظرہ و تاریخ مناظرہ**:۔ مناظرہ متذکرہ ۹۷-۸-۲۷ بروز سوموار

marfat.com

بوقت ۸ بجے صبح شروع ہو جائیگا۔ لیکن چونکہ انتظامی امور کی وجہ سے تاخیر ہو گئی ہے لھذا اب مناظرہ شروع کرنیکا وقت نئے سرے سے متعین ہو گا۔ یعنی عملاً جس وقت شروع ہو گا وہی وقتِ آغاز قرار پائے گا۔

نمبر ۸:- **منصفین مناظرہ**:- درج ذیل افراد متفقہ طور پر منصفین قرار دیئے گئے ہیں۔ یہ پہلے کچھ اور حضرات لکھے ہوئے تھے اس کے بعد کچھ ترمیم ہو کر منصفین کی ایک فہرست اور آ گئی ہے جو اس وقت آپ کے سامنے تشریف فرما ہیں۔ میں بھی ان حضرات سے واقف نہیں بہر حال متفقہ طور پر فریقین نے ان تین حضرات کو منصف قرار دیا ہے اور صدرِ منصفین نے اپنا بیان بھی فرما دیا ہے۔

نمبر ۱۔ پروفیسر تقی الدین صاحب انجم	صدر منصفین
نمبر ۲۔ جناب منظور حسین خان صاحب	ایڈوکیٹ
نمبر ۳۔ جناب ماسٹر غلام باری صاحب	

نمبر ۹:- **صدر مناظرہ**:- دیوبندی مکتبِ فکر کی طرف سے صدر مناظرہ منظور احمد چنیوٹی اور بریلوی مکتب فکر کی طرف سے علامہ مولانا عبدالرشید صاحب رضوی جھنگوی ہونگے

نمبر ۱۰:- ہر دو فریق کے صدرِ مناظرہ حسب ضرورت اپنے اپنے مناظر کو مشورہ دے سکیں گے۔ تعداد معاونین مناظرہ ہر دو فریق چار چار تک رکھنے کی اجازت ہوگی اور چار چار موجود ہیں ہر دو فریق کے صدرِ مناظرہ مخالف فریق کے مناظر کی عبارت یا ترجمہ کی غلطی کی نشاندہی کرنے کے مجاز ہوں گے۔

نمبر ۱۱:- دیوبندی مناظر مولوی حق نواز ہوں گے جبکہ بریلوی مناظر حضرت مولانا علامہ محمد اشرف صاحب سیالوی ہوں گے۔

marfat.com

نمبر۱۲۔ تعداد سامعین ۔ اس میں بھی تعداد سامعین کے فیصلہ کے مطابق کمی کر دی گئی ہے پچاس پچاس کی بجائے اب پچیس پچیس افراد ہوں گے۔

نمبر۱۳۔ مناظر منصفین کے فیصلہ کے مطابق بصورت شکست اپنی شکست کا اعلان بنماز جمعہ میں برملا کرے گا۔

نمبر۱۴۔ ہر دو فریقین کے مناظرین میں سے جو بھی مندرجہ بالا شرائط میں کسی ایک سے بھی انحراف کرے گا تو درج ذیل افراد اس کی شکست کا برملا اعلان کریں گے اور اگر چاہیں تو اسے تحریری صورت میں شائع کیا جا سکے گا۔

شیخ محمد فاروق صاحب	ایڈووکیٹ	
حاجی اللہ وسایا صاحب	صدر انتظامیہ	دیوبندی مکتب فکر کی طرف سے
جی ایم نظامی صاحب	ایڈووکیٹ	
ملک محمد اقبال صاحب	سیکرٹری	

محمد طاہر القادری صاحب	ایڈووکیٹ	
شیخ محمد وارث صاحب	صدر انتظامیہ	بریلوی مکتب فکر کی طرف سے
قاری محمد طیب صاحب		
منظور اکبر حیدری صاحب		

یہ شرائط ہیں اور اس کے مطابق اب مناظرہ شروع ہوگا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ ایک تلخ سا موضوع ہے اور دونوں ہی فریق اس بات پر متفق ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی سلب ایمان اور کفر کا موجب ہے۔ ایک دوسرے کا الزام یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں ان کی طرف سے گستاخی ہے۔ وہ کہتے ہیں ان کی طرف سے گستاخی ہے تو یہ ایک ناخوشگوار سا موضوع ہے لیکن اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اگر دونوں فریق میں سے ایک کو غلط فہمی ہے تو وہ دور ہو جائے اور دونوں اپنے اس دعوے میں کہ ہم حضور سے محبت

marfat.com

رکھتے ہیں اور حضور کی گستاخی کو ہم کفر اور خروج عن الاسلام سمجھتے ہیں تو ممکن ہے کہ غلط فہمی دور ہو کر آپس کے اندر اتفاق و اتحاد کہ جس کی اس وقت ملک کو اشد ضرورت ہے کرلیں۔ ملک کے موجودہ حالات درحقیقت ایسے مناظروں کے ابھی متقاضی نہ تھے۔ لیکن یہ ایک مجبوری امر سمجھئے کہ بہر حال ہمارے ضلع کے اندر یہ ایک تلخ سا موضوع شروع ہوا۔ اللہ کرے کہ یہ خوش اسلوبی سے طے پا جائے۔

پروفیسر تقی الدین صاحب انجم:۔ انجم صاحب نے کہا کہ جناب دوران مناظرہ اگر کوئی مناظر ایسی زبان استعمال کرتا ہے جو دوسرے کے لئے دل آزاری کا باعث ہو جائے تو آپ ہمیں قانون بتائیں کہ کیا منصفین کو یہ اختیار ہے کہ اُسے خاموش کرائیں۔

مولوی منظور احمد نے کہا یہ تو جو صدر اور منصفین حضرات ہیں وہ نظم ونسق خراب کرنے والے شخص کو باہر نکال دینے کے مجاز ہوں گے۔ اور اگر کوئی مناظر دوسرے مناظر کی تقریر کے دوران دخل اندازی کرے گا تو منصفین مناظرہ اسے ایک بار تنبیہہ کریں گے اور اگر وہ باز نہ آئے تو منصفین مناظرہ اس کی شکست کا اعلان کر دیں گے۔

انجم صاحب:۔ یہی چیز باعثِ جھگڑا بن جاتی ہے کہ حقیقی موضوع سے ہٹ کر ذاتی عناد آجاتا ہے اور معاملہ بجائے فیصل ہونے کے بہت دور تک چلا جاتا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں اور ہم سب کے مفاد میں یہ بات ہے کہ ہم ایسی گفتگو سے حتی الامکان پرہیز کریں اور اگر جوش میں آکر کہیں ایسے الفاظ منہ سے نکل جاتے ہیں تو کم از کم منصفین کی التجا کو ملحوظ رکھا جائے۔

حضرت مولانا عبدالرشید صاحب:۔ جو دلائل پیش کئے جائیں گے اور جو عبارات پیش کی جائیں گی ان پر دلائل کی قوت جتنی ہو وہ استعمال کریں لیکن ان کو ایسے الفاظ سے بیان نہ کریں جن سے دوسرے فریق کی دل آزاری ہو۔

marfat.com

قاری محمد شاہد حسن

انجم صاحب:۔ مثال کے طور پر اگر ہم کسی کی عبارت پیش کرتے وقت کہتے ہیں کہ وہ ایسا تھا۔ اب یہاں واحد کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کے لئے خواہ وہ اچھا ہو یا برا ہو اس کی عزّت کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کر لیتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مولوی حق نواز صاحب:۔ آپ کے پاس گھڑی ہوگی ٹائم دیکھ لیں۔ اتنے میں کسی نے کہا کہ حلف غیر جانبداری منصفین سے لیا جائے تو منظور احمد چنیوٹی نے کہا کہ شرائط میں نہیں ہے کہ منصفین سے غیر جانبداری کا حلف ہوگا۔

منظور خان صاحب ایڈووکیٹ:۔ اگر حلف نامہ کی کوئی مخصوص عبارت ہے تو آپ ہمیں دے دیں وہی سنا دیتے ہیں۔

منظور احمد صاحب چنیوٹی:۔ یہاں تو اس میں کوئی عبارت نہیں ہے۔

مولانا عبدالرشید صاحب رضوی:۔ اگر ان کو منصف ہی قرار دیا گیا ہے تو پھر حلف لینے کی کیا ضرورت ہے۔

انجم صاحب:۔ حضرات میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ ہم نے یہ فیصلہ دراصل خدا کے ہاں دینا ہے۔ ہم جو کچھ فیصلہ کریں گے ہمیں خدا کے روبرو وہی فیصلہ دینا ہوگا اور اس فیصلہ میں کسی قسم کی طرفداری التعصب اور جانبداری نہیں ہوگی۔ اور ہماری زبان و قلم سے جو کچھ نکلے گا وہ حق ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ

حضرت مولانا عبدالرشید صاحب:۔ ہمیں کوئی شک نہیں ہے جبکہ ہم نے یہ منظور کر لیا ہے کہ ہم ان کا فیصلہ مان لیں گے تو اب ان پر ایک شرط عائد کرنا ٹھیک نہیں ہے۔

marfat.com

مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی: ٹھیک ہے جی ہمیں ان پر مکمل اعتماد ہے اور ساتھ ہی اپنے مناظر کو تقریر شروع کرنے کے لئے کہا ۔

دیوبندی مناظر مولانا حق نواز صاحب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ اما بعد

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ علیہ ۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

قابل صد احترام ججز صاحبان اور صدرِ اجلاس ۔ دنیائے اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ کے کسی بھی سچے پیغمبر کی توہین کرنے والا اس پیغمبر کا امتی شمار نہیں ہوتا اور اسی طرح عالم اسلام کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ جتنے اللہ رب العزت کے سچے رسول اور نبی ہیں ان پر ایمان لانا ۔ ان کی عزت اور ان کا احترام کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے ۔

میرے واجب الاحترام بزرگو ! آج کے اس مناظرہ میں جس کے شرائط آپ نے سن لئے ہیں میرے ذمہ یہ بات لگائی گئی ہے اور میرا یہ دعویٰ ہے کہ علمائے بریلی اپنی تحریرات میں سرور دو عالم سمیت دیگر بعض انبیاء کی گستاخی کا ارتکاب فرما چکے ہیں ۔ چنانچہ اس کے ثبوت کے لئے میں مولانا احمد یار خان صاحب گجراتی کی کتاب المعروف "جاء الحق" پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ جس میں وہ ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں ۔ اعتراض یہ ہوا کہ قرآن میں آتا ہے کہ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اور آپ حضرات مثلیت کے قائل نہیں ۔ اس اعتراض کا جواب

marfat.com

کیا ہے۔ اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے مفتی احمد یار خاں صاحب جاء الحق صفحہ نمبر ۱۷۵
(دوسرا باب بحث مسئلہ بشریت پر اعتراضات کے بیان میں) یہ تحریر کرتے ہیں۔

اس آیت میں کفار سے خطاب ہے۔ چونکہ ہر جنس اپنی جنس سے نفرت کرتی ہے۔ لہذا فرمایا گیا کہ اے کفار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں۔ شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے۔ اس سے کفار کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود ہے۔ اگر دیوبندی بھی کفار میں سے ہی ہیں تو ان سے بھی یہ خطاب ہو سکتا ہے۔ ہم مسلمانوں سے یہ فرمایا گیا اَیُّکُمْ مِثْلِی۔

میرا اس پر اعتراض یہ ہے کہ کائنات میں آج تک سرورِ دو عالم سے زیادہ سچا کوئی نہیں آیا۔ سچے اور بھی بہت ہیں۔ انبیاء سب سچے ہیں۔ جیسے جیسے انبیاء میں درجات کا فرق ہے۔ آپ سے زیادہ سچا آج تک ماں نے نہیں جنا۔ اور آپ نے پتھر کھائے تلواروں کے سائے میں آپ نے سچ کہا ہر وقت آپ کی زبان سے سچ نکلتا رہا اور یہی ایک صادق و مصدوق پیغمبر کی شان اور عزت ہو سکتی ہے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مفتی صاحب نے اس تحریر میں معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکے باز ثابت کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں سے اور الفاظ میں خطاب فرماتے ہیں اور کفار کو اور الفاظ سے۔ کفار کو فرماتے تھے کہ میں تمہاری جنس سے ہوں میرے قریب آجاؤ۔ مسلمانوں سے کہتے تھے کہ تم سے کوئی میری مثل نہیں۔ معاذ اللہ پیغمبر کی دو زبانیں اور دوغلی پالیسی بنائی گئی ہے کہ آپ نے کفار سے کچھ کہا اور مسلمانوں سے کچھ۔ پھر اس عبارت میں یہ مثال کہ شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے۔ امام الانبیاء کی عظمت کے اور زیادہ خلاف بنا رہی ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ شکاری جب کوئی بٹیر پکڑنے کے لئے جاتا ہے تو وہ بٹیرے جیسی آواز بناتا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ خود بٹیرا نہیں بلکہ وہ شکار کو دھوکہ دینا چاہتا ہے کہ شکار سمجھے کہ وہ میری جنس ہے۔ حالانکہ وہ اس کی جنس نہیں ہوتا اور وہ یہ سمجھ کر کہ مجھے میری جنس آواز دے رہی ہے بھاگ کے آتا ہے اور جال میں پھنس جاتا ہے۔ اسطرح وہ اس کو شکار کر لیتا ہے۔ گویا شکاری کی مثال دے کر یہ بتلایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کو ابتداءً نہ بتلایا کہ میں کس جنس سے ہوں اور میری حقیقت کیا ہے بلکہ کہا کہ میں تمہاری

marfat.com

جنس سے ہوں۔ واقعہ اس کے خلاف تھا۔ واقعتہً آپ انسان اور بشر نہیں تھے یہ محض کفار کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے کہا۔ چنانچہ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر دیو بندی بھی کفار میں سے ہیں تو ان سے بھی یہ خطاب ہو سکتا ہے ہم مسلمانوں سے نہیں ہو سکتا یعنی کفار کے لئے آپ نے یہ خطاب کیا ہے۔ ہم مسلمانوں سے یہ خطاب نہیں ہو سکتا۔

میرے واجب الاحترام بزرگو! میرا یہ دعویٰ ہے کہ اس عبارت میں معاذاللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکے باز اور جھوٹ بولنے والا ثابت کیا ہے اور معاذاللہ آپ کفار کو اپنے معجزات کے ساتھ اپنے اخلاق و تقدس کے ساتھ اپنی طرف مائل نہ کر سکے بلکہ آپ کو ایسا طریقہ استعمال کرنا پڑا جو ایک عام شریف آدمی کے تقدس کے بھی خلاف ہے۔ پیغمبر کو درکنار بلکہ وہ پیغمبر جیسے تمام الانبیاء فخر الرسل، خاتم النبیین سلطان الرسل جیسے مقامات اور شرف حاصل ہیں۔ اس ذات گرامی کی طرف یہ بات منسوب کر دی جائے کہ آنحضرت کفار کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے اور اسلام میں لانے کیلئے فرماتے تھے کہ میں بشر ہوں حالانکہ ایسا نہیں تھا جیسا کہ شکاری شکار کرنے کے لئے ایسا کرتا ہے۔
میرا اس پر یہی الزام اور اعتراض ہے کہ اس عبارت میں فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوغلی پالیسی بیان کی گئی ہے۔ امام الانبیاء کو دھوکے باز ثابت کیا گیا ہے اور آپ کو شکاری اور دھوکے باز سے تشبیہ[ع] دیکر آپکے اور آپ کے تقدس کے خلاف بات کی گئی ہے اور اس اردو عبارت میں یہ بات بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ میں انہی الفاظ پر اکتفا کرتا ہوں۔

ع شکاریوں کی بالعموم عادت یہی ہوتی ہے کہ وہ شکار جیسا آواز نکالتے ہیں اور بقول مولانا صاحب دھوکا ہے اور شکاری دھوکا باز ہیں تو آیا مولانا صاحب اس کی وضاحت فرماسکیں گے کہ دھوکا دینا شرعاً حرام ہے۔ تو کیا اس فعل کی وجہ سے سارے شکاری فعل حرام کے مرتکب ہو کر فاسق و فاجر ہو جائیں گے اور ان کی شہادت وغیرہ مردود ہو جائیگی یا نہیں۔ اگر وہ فاسق و فاجر بھی نہ بنیں اور ان کی شہادت وغیرہ بھی شرعاً مردود نہ ٹھہرے تو انکو دھوکے باز اور انکے اس فعل کو دھوکہ قرار دینے کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں لہذا یہ سب بیہودہ اور لغو بحث ہوتی۔

marfat.com

جناب منظور خان صاحب ایڈووکیٹ: عبارت ایک دفعہ پھر پڑھ لیں ۔ چنانچہ مولانا حق نواز صاحب نے دوبارہ اس عبارت کو انما انا بشر مثلکم سے لیکر ایکم مثلی تک پڑھ دیا ۔

منصفین نے کہا کہ ابھی آپ کے دو منٹ باقی ہیں کچھ اور بیان کرلیں ۔ چنانچہ مولانا صاحب دوبارہ یوں گویا ہوئے ۔ اس موضوع کے سلسلہ میں میرا دوسرا اعتراض مفتی صاحب پر یہی ہے ۔ وہ اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۹۱ پر قرآن حکیم کی ایک اور آیت کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں ۔ آیت یہ ہے

قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک ۔

اس آیت پر اعتراض ہوا کہ اس میں آنحضرت فرما رہے ہیں کہ میرے پاس خزانے نہیں اور آپ کا عقیدہ ہے کہ آپ مختار کل ہیں اور یہ آیت اس کے خلاف بن جاتی ہے ۔ مفتی صاحب جواب میں فرماتے ہیں کہ :: لکم میں کفار سے خطاب ہے یعنی اے کافرو میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس خزانے ہیں تم چور ہو اور چوروں کو خزانے نہیں بتائے جاتے تم شیطان کی طرح اسرار کی چوری نہ کرلو ۔

میرے واجب الاحترام بزرگو ! اس میں بھی میرا یہی اعتراض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خزانے بچانے کے لئے کفار سے معاذ اللہ جھوٹ بولا ۔ خزانے تو تھے لیکن فرمایا میرے پاس نہیں ہیں تاکہ کفار چوری کرکے نہ لے جائیں ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات پیغمبر کی عظمت کے خلاف ہے کہ وہ خزائن کی حفاظت کے لئے خلاف واقعہ بات کہے ۔ مجھے بار بار لفظ جھوٹ کہتے ہوئے زبان لرزتی ہے ۔ اللہ معاف کرے ۔ مجھے مجبوراً ان تحریروں سے پردہ اٹھانا پڑا ایسی بات پیغمبر کی کی عظمت کے سراسر خلاف ہے ۔ کہ امام الانبیاء جیسی ذات گرامی جس نے بدر و احد کی جنگ میں تلواروں کے سائے میں کلمۂ حق کہا ۔ اسے یہ ثابت کیا جائے کہ انہوں نے اپنے خزانے بچانے کے لئے کفار سے یہ کہا میرے پاس خزانے نہیں یعنی تھے تو سہی لیکن چوری کے ڈر سے کہہ دیا کہ میرے پاس خزانے نہیں ۔ اس عبارت میں بھی بعینہٖ اس عبارت کی طرح آپ کے تقدس کے خلاف بات کہی گئی ہے ۔ اور آپ کو

marfat.com

جھوٹا ثابت کیا گیا ہے اور آپ کو کفار کے ساتھ اس قسم کی کاروائیوں میں کہ آپ ان کو دھوکے دیکر اس قسم کی تبلیغ کیا کرتے تھے ثابت کیا گیا ہے۔

بریلوی مناظر حضرت علامہ مولانا محمد اشرف صاحب سیالوی

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ الطیبین الطاہرین والتابعین لہم بالاحسان الیٰ یوم الدین

اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم الامین۔

حضرات گرامی! آپ نے میرے مدمقابل فاضل گرامی کے ارشادات سُنے۔ انہوں نے ہمارے مسلک کے ایک عالم کی عبارات پر اعتراض فرمایا۔ پہلا اعتراض اس آیت کریمہ کے سلسلہ میں ہے کہ انما انا بشر مثلکم میں کفار کے ساتھ خطاب قرار دیتے ہوئے یہ فرمایا کہ میں جنس میں تمہارے ساتھ شریک ہوں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مختلف تھے اور یہ ایک دوغلی پالیسی ہے۔ میں اس میں اپنے فاضل مناظر سے پوچھنا چاہوں گا کہ آیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد انما انا بشر مثلکم کے ساتھ ساتھ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی ارشاد کہ اِنّی لَستُ کاَحَدٍ منکم موجود ہے کہ نہیں ہے۔

تفصیلی روایت عرض کردوں جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صوم وصال یعنی مسلسل روزہ رکھنا شروع کیا تو صحابہ نے بھی آپ کے اتباع کے شوق میں مسلسل روزہ رکھنا شروع کرلیا۔ لیکن وہ اسکی قوت نہیں رکھتے تھے۔ جب ان کی قوتیں جواب دے گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مَالَکُم اے صحابہ تمھیں کیا ہو گیا ہے۔ انہیں نے عرض کی رَأَیْنَاکَ تُوَاصِلُ

marfat.com

فَوَاصَلُنَا ہم نے آپ کو صومِ وصال رکھتے دیکھا ہے تو ہم نے بھی صومِ وصال رکھ لیا ہے۔ اس لئے ہماری قوتیں جواب دے گئی ہیں اور ہم کمزور ہو گئے ہیں تو سرکار نے اس اتباع کے متعلق ارشاد فرمایا کہ تم اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

اس موقعہ پر بخاری شریف کے اندر مختلف قسم کے الفاظ موجود ہیں۔ لَسْتُ كَاَحَدٍ مِنْكُمْ کہ میں تم میں سے کسی ایک کی مانند نہیں لَسْتُمْ مِثْلِیْ اور لَسْتُ مِثْلَكُمْ یہ سب الفاظ بخاری شریف میں موجود ہیں۔ ایسی صورت میں اگر یہ دوغلی پالیسی ہے کہ کفار کو مِثْلُكُمْ کہا جائے۔ حالانکہ آپ ان کی جنس سے نہ ہوں تو فاضل مناظر ہمیں یہ بتائیں کہ قرآن کی وہ آیت قُلْ کے ساتھ شروع ہوتی ہے جو کلام مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم میں ہے اور یہ حدیث بھی خود ارشاد مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اور بخاری شریف اور مسلم شریف کے اندر متفق علیہ طور پر موجود ہے جس کی صحت سے انکار کی گنجائش نہیں ہے۔

پھر بقول مناظر صاحب دوغلا پن خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے لازم آئے گا۔ یا نہیں؟ رہی یہ بات کہ نعوذ باللہ آپ دھوکہ باز ہیں۔ منصفین حضرات کو اگر مفتی احمد یار خاں صاحب کی عبارت میں یہ الفاظ نظر آجائیں تو ہم ابھی لکھ کر دینے کو تیار ہیں کہ انہوں نے کفر کا ارتکاب کیا اور اگر یہ الفاظ نہیں بلکہ یہ تمہاری حاشیہ آرائی ہے تو تمہاری حاشیہ آرائی یا تمہاری سمجھ کی غلطی کے مفتی صاحب جواب دہ نہیں ہو سکتے۔ اسالیب کلام کے ماہر جانتے ہیں کہ فصل کیا ہوتا ہے وصل کیا ہوتا ہے۔ یہاں بالکل کلام کو الگ کر دیا گیا ہے۔

لہٰذا اس جگہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شکاری نہیں کہا گیا بلکہ سرکارِ دوعالم کے اس منصب کو کہ آپ نے ان لوگوں کو جو جہنم میں گر رہے تھے بچا کر اللہ کی راہ پر چلاتا تھا اور اللہ سے واصل کرتا تھا کو واضح کرنے اور سمجھانے کے لئے یہ مثال ذکر کی گئی ہے۔ شکاری شکار کو قابو کرتا ہے تو سرکار نے ان لوگوں کو قابو کیا ہے جو جہنم کے گڑھے میں گر رہے تھے اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یہ ارشاد فرمایا ہے اِنِّیْ اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ کہ میں تمہاری کمروں کو

marfat.com

پکڑ پکڑ کے جہنم سے پیچھے گھسیٹ رہا ہوں ؏۵

میں اپنے فاضل منصف سے اجازت چاہوں گا کہ اگر اس عبارت میں آپ کو گستاخی نظر آتی ہے اور آپ نے اُسے گستاخی سمجھ لیا ہے تو ذرا اپنے گھر کی بھی خبر لیجئے میں اس سلسلہ میں آپ کے مولانا رشید احمد صاحب کی ایک عبارت پیش کرنا چاہتا ہوں - انہوں نے تقویۃ الایمان کی ایک عبارت "سب مخلوق چھوٹی ہو یا بڑی اللہ کی شان کے آگے چمار سے ذلیل ہے" کی تصحیح و توجیہہ کے لئے ایک مثال نقل فرمائی ہے اگرچہ تقویۃ الایمان کی اس عبارت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جملہ انبیاء کرام جملہ اولیائے عظام صدیقین اور شہدا آ چکے ہیں اور ان کی توہین و تنقیص صراحتاً لازم آرہی ہے مگر مولانا رشید احمد صاحب کے نزدیک یہ عبارت بالکل درست ہے اس کی تاویل و توجیہہ کرتے ہوئے کہا کہ "اس عبارت سے مراد حق تعالےٰ کی بے نہایت بڑائی ظاہر کرنا ہے اور اسکی سب مخلوقات اگرچہ کسی درجہ کی ہو اس سے کچھ مناسبت نہیں رکھتی - کمہار لوٹا مٹی کا بنا دے اگرچہ خوبصورت و پسندیدہ ہو مگر توڑنے پر بھی مختار ہے اور کوئی مناسبت کسی وجہ سے لوٹے کو کمہار سے نہیں ہوتی - پس حق تعالےٰ کی ذات جو خالق محض قدرت سے ہے اس کے ساتھ کیا نسبت و درجہ کسی خلق کا ہو سکتا ہے۔"

؏۵ ہر ادنیٰ سمجھ رکھنے والا شخص اس حقیقت سے باخبر اور آگاہ ہے کہ مثال میں صرف وجہ تمثیل کا لحاظ ہوتا ہے جملہ امور میں اشتراک نہیں ہوتا ورنہ جب ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور بہادری کو واضح کرنے کے لئے ان کو شیر خُدا کہتے ہیں تو کیا کوئی کم بخت خارجی کہہ سکتا ہے اور مولوی صاحب اس کو یہ کہنے کا حق دے سکتے ہیں کہ شیر کا دم ہوتا ہے پنجے ہوتے ہیں اور چار پاؤں تیز ڈاڑھیں ہوتی ہیں جن سے چیرتا پھاڑتا ہے تو نعوذ باللہ جس شخص نے ان کو شیر کہا اس نے ان کی سخت بے ادبی کی ہے - شیر کمزور جانوروں کو اپنا لقمہ بناتا ہے ان پر دست ظلم و تعدّی دراز کرتا ہے تو کیا آپ کے متعلق بھی یہی گمان کیا جائے گا - وہ جانور ہوتا ہے اور علم و معرفت سے عاری تو کیا جن کی شیر

marfat.com

آپ پر کپکپی کیوں طاری ہوئی۔ یہ امر کیسے متصور ہو سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت یکایک اپنی اس حقیقت کا تحمل نہیں فرما سکے جو آپ پر جبرئیل کو دیکھ کر منکشف ہوئی اور یہ قاعدہ ہے کہ غیر جنس میں رہ کر اپنی حقیقت محجوب رہتی ہے اور ہم جنس کو دیکھ کر منکشف ہو جاتی ہے۔ جیسے مثل مشہور ہے کہ کسی شخص نے شیر کا بچہ پال رکھا تھا اور اپنی بکریوں میں چھوڑ رکھا تھا۔ شیر کو بکریوں میں رہ کر اپنی حقیقت کی خبر نہ لگی اور وہ مثل بکریوں کے مسکین بنا ہوا تھا۔ اتفاق سے ایک دن پانی پیتے ہوئے اپنی صورت دیکھ لی۔ آپ کی اپنی شجاعت و بسالت کی تصویر اس کے سامنے آگئی اور پھر جو بکریوں کو دیکھا تو سمجھا کہ میں بکری نہیں ہوں بلکہ کچھ اور ہوں اور یہ حقیقت پا کے پھر جو بکریوں میں گیا تو بکریوں میں غل غدر مچ گیا کسی کو پھاڑا کسی کو کھا گیا تو اس تمثیل میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن جو انسانوں میں اور اپنی برادری میں گزرا اس کے متعلق یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ آپ مثل شیر کے بچہ کے تھے جو بکریوں میں پلا اور اس کو اپنی حقیقت کی سمجھ نہیں تھی جو پانی پر گیا تو اپنی حقیقت سمجھ آگئی۔ اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی حقیقت سے بے خبر ہونا لازم آ رہا ہے اور **بنو ہاشم اور بنو مطلب کا بھیڑ اور بکریاں ہونا لازم آ رہا ہے۔ تو کیا اس میں بے ادبی یا گستاخی ہے** یا نہیں ہے؟ یہاں فتویٰ کیوں صادر نہیں کیا جاتا ہے اور حاجی امداد اللہ صاحب مکی کو گستاخ کیوں نہیں قرار دیا جاتا۔ نیز مفتی صاحب نے جو کہا تھا کہ آپ جنس کفار سے نہیں تھے وہی بات حاجی صاحب کی اس توضیح و تشریح سے ظاہر ہے۔ یعنی غیر جنس میں رہ کر۔ اگر آپ کی حقیقت عام انسانوں کی طرح تھی تو انسانوں میں رہنے پر منکشف ہو جاتی۔ محجوب کیونکر رہتی اور صرف جبرئیل علیہ السلام کے دیکھنے پر کیونکر منکشف ہوئی تو معلوم ہوا کہ آپ نہ حقیقت عام انسانوں سے مختلف تھے اور خواص کو حقیقت سے آگاہ کر دیا گیا اور کفار کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے ظاہری صورت بشریہ کے پیشِ نظر فرمایا۔ انما انا بشر مثلکم

وقت ختم

دیوبندی مناظر :

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم ۔ صدر محترم و سامعین کرام!

marfat.com

فاضل مناظر نے میرے اعتراض کا جواب نہیں دیا بلکہ اسکی بجائے وہ عبارات پیش کرنا شروع کردیں جن کو وہ اپنے مستقل موضوع میں پیش فرماسکتے تھے۔ تاہم مجھے اس بحث میں نہیں جانا ہے کہ انہوں نے دوسری عبارات پیش کردیں۔ میں اتنا بتلانا چاہتا ہوں کہ میرا اعتراض یہ تھا کہ اس عبارت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معاذاللہ دوغلی پالیسی ثابت ہوتی ہے یا نہیں اور آپ کا کفار کے ساتھ دھوکہ کرنا ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ وہ عبارت دوبارہ پڑھتا ہوں "اس آیت میں کفار سے خطاب ہے کیونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لہذا فرمایا گیا۔ اے کفار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں۔ شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے۔ اس سے کفار کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود ہے۔ اگر دیوبندی بھی کفار میں سے ہی ہیں تو ان سے بھی یہ خطاب ہو سکتا ہے۔ ہم مسلمانوں سے فرمایا گیا۔ اَیُّکُمْ مِثْلِیْ۔

میرے واجب الاحترام سامعین :۔

میں نے عرض کیا تھا کہ کفار سے بشر مثلکم کہا گیا اور مسلمانوں سے اَیُّکُمْ مِثْلِیْ کہا گیا۔

میرے فاضل مناظر نے جواباً کہا کہ یہ تو احادیث میں آتا ہے کہ آپ نے ایک طرف یہ کہا ایک طرف یہ کہا۔ میرے فاضل مخاطب یہ معنی نہیں ہیں جس طرح احادیث میں الفاظ آئیں گے تو جس طرح اُنکی تاویل کرکے ان کو قرآن وسنت کے مطابق کرنے کے آپ پابند ہیں اسی طرح میں بھی پابند ہوں۔ یہ اس کا جواب نہیں ہے بلکہ اس کا جواب یہ ہونا چاہیے تھا کہ اس عبارت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو زبانیں بتلائی گئی ہیں یا نہیں۔ اور آپ کو دھوکے باز ثابت کیا گیا ہے یا نہیں اور واضح ہے کہ کفار سے آپ نے یہ کہا اور مسلمانوں سے یہ کہا اور مفتی صاحب یہی فرماتے ہیں کہ دیوبندی صاحبان اگر تم کفار ہو تو تم سے بھی یہ خطاب ہو سکتا ہے اور جیسے شکاری شکار پکڑنے کے لئے دھوکہ کرتا ہے گویا حضور تمہیں بھی فرما رہے ہیں کہ میں تمہاری مثل بشر ہوں۔

بات تو صرف اتنی تھی کہ اس میں دھوکہ ہے یا نہیں ہے باقی یہ بات رہی کہ احادیث میں

marfat.com

اور آپ کو دھوکے باز ثابت کیا گیا ہے یا نہیں۔ اور وہ واضح ہے کہ کفار سے آپ نے یہ کہا اور مسلمانوں سے یہ کہا اور مفتی صاحب یہی فرماتے ہیں کہ دیوبندی صاحبان اگر تم کفار ہو تو تم سے بھی یہ خطاب ہو سکتا ہے اور جیسے شکاری شکار پکڑنے کے لئے دھوکہ دیتا ہے گویا حضور تمہیں بھی فرما رہے ہیں کہ میں تمہاری مثل بشر ہوں نہ

بات تو صرف اتنی تھی کہ اس میں دھوکہ ہے یا نہیں ہے۔ باقی آپ نے اَیُّکُمْ مِثْلِی بھی فرمایا۔ اور قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کے الفاظ بھی فرمائے تو میں فاضل مخاطب سے یہ گزارش کروں گا۔ کہ آپ پورے ذخیرۂ احادیث میں سے کہیں ایک حدیث دکھائیں کہ جہاں آپ نے فرمایا ہو کہ میں تمہاری مثل بشر نہیں ہوں اگر یہ مل جائے تو واقعی پھر بات بنتی ہے کہ قرآن میں آیا قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اور حدیث میں آیا میں تمہاری مثل بشر نہیں ہوں۔ اگرچہ آپ نے کسی خاص موقعہ پر کسی خاص چیز کی نفی کے لئے فرمایا ہو کہ میں تم جیسا نہیں ہوں۔ مثلاً ایک بڑا عالم اپنے چھوٹے شاگرد کو کہتا ہے کہ میاں تو مجھ جیسا نہیں ہے یعنی ایک کتاب کی عبارت اس نے غلط پڑھی اور اس کو استاد کہتا ہے کہ اچھا اب تجھے بھی ایک جوش چڑھ گیا ہے کہ اب تو بھی اس قسم کی عبارتیں پڑھنے کے لئے اور میدان میں آنے کے لئے تیار ہے۔ تو مجھ جیسا نہیں ہے یہ میرا کام ہے۔ اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ وہ شاگرد کہے کہ اچھا استاد جی تو پھر انسان ہی نہ رہے میں تو انسان ہوں۔ نہیں استاد اس کو بتلانا یہ چاہتا ہے کہ یہ علمی مقام اور کتب کا جاننا اور عبارت کی تفصیح میرا مقام ہے۔ تو ابھی اس مقام پر نہیں پہنچا۔

ہاں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اَیُّکُمْ مِثْلِی وہاں فرمایا جہاں صحابہ مسلسل روزے رکھنے لگ گئے۔ آپ نے فرمایا اَیُّکُمْ مِثْلِی تم میرے جیسی طاقت نہیں رکھتے ہو۔ مجھے اللہ کھلاتا پلاتا ہے تمہیں یہ مقام حاصل نہیں۔ بشریت مراد نہ تھی۔ بشریت کی عدم مماثلت مراد نہیں ہے۔

جیسے فاضل مخاطب سے پھر عرض کروں گا کہ پورے ذخیرۂ احادیث میں

marfat.com

سے آپ معتبر سند کے ساتھ کوئی ایک حدیث دکھائیں جس میں آپ نے فرمایا ہو میں تم جیسا نہیں ہوں۔ لیکن پھر اس قاعدہ کو مدنظر رکھئے۔ کہ اگر فرض کیجئے کوئی ایسی روایت مل بھی جائے تو وہ خبر واحد ہو کر قرآن سے ٹکرا جائے گی۔

قرآن کہتا ہے اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ۔ اگر حدیث آ بھی جائے تو وہ خبر واحد ہوتے ہوئے نص قطعی کے مقابلے میں سرے سے پیش ہی نہیں ہو سکتی۔ اور پھر یہ مصلحت جو آپ نے استعمال کی۔ یہ الفاظ جو آپ نے استعمال کئے یہ دو زبانیں جو آپ نے استعمال کیں۔ یہ سب کچھ داعیہ ہونا چاہیئے تھا۔ داعیہ یہ ہو سکتا تھا کہ کفار کہتے جناب تم ہماری غیر جنس سے ہو۔ ہمارا تمہارا کیا تعلق، اسی طرح اور بھی الزام تھے۔ اگر یہ اعتراض کفار نے کیا ہوتا کہ ہم تمہارے قریب کیوں آئیں۔ اور یہ تم کس بات کی دعوت دیتے ہو۔

پھر بھی بفرض والمحال میں ایک منٹ کے لئے بات مان لوں کہ یہ کہنا بایں ہے کہ ان کو مائل کرنے کے لئے کہا ہے کہ کسی طرح قریب آجائیں لیکن جب قرآن کہتا ہے کہ مشرکین اس بات کے قائل تھے کہ آپؐ انسان ہیں اور انسان کو نبوت نہیں ملتی۔ انسانیت کے وہ قائل تھے اس کا کوئی منکر نہیں تھا۔ پھر آپ کو یہ الفاظ استعمال کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ یہ تب استعمال کئے جا سکتے تھے کہ وہ بشریت اور انسانیت کے منکر ہوتے۔ اور ان کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے کہنا پڑتا۔ کہ میں تمہاری جنس سے ہوں ۔ وہ جنس مانتے تھے وہ بشر بھی مانتے تھے اور وہ اس بات کے

حاشیہ ✱ :۔ تو کیا وہ نور تسلیم نہیں کرتے چلے آ رہے حتیٰ کہ تمہارے اکابرین میں سے مولوی اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب میں مستقل باب "نور محمدی بیان" میں قائم کیا ہے اور مولوی رشید احمد گنگوہی نے امداد السلوک ص ۱۵۲ پر قد جاءکم من اللہ نور سے مراد جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات لی ہے اور سراجاً منیرا آپ کی ذات کو قرار دیا ہے۔ اور یہی عقیدہ قاسم نانوتوی صاحب کا ہے ؎ رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت نہ جانا کسی نے تمہیں بجز ستار

marfat.com

منقر تھے اور رسالت کی نفی کے لئے انہوں نے بشریت ہی کو دلیل بنایا۔ کہ تم بشر ہو لہٰذا بشر نبی نہیں ہو سکتے۔ تو پھر فاضل مخاطب سے مطالبہ کروں گا۔ کہ قرآن وسنت کی روشنی میں قرآن کی نص قطعی کے ساتھ اور حدیث میں کہ جو قرآن کے جواب میں آسکے یعنی حدیث متواتر ہو یا خبر مشہور ہو۔ آپ ایک روایت نکال لائیں کہ جس میں کفار نے کہا ہو کہ تم ہماری جنس سے نہیں ہو۔ پھر ہم تمہارے اوپر ایمان کیسے لائیں جبکہ یہ ضرورت اور داعیہ ہی نہیں تھا۔ یہ سوال ہی نہیں تھا۔ تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اسطرح کی پالیسی اختیار کرنے کی ضرورت ہی کیوں پیش آئی۔

میں پھر پرزور الفاظ میں کہتا ہوں کہ اس عبارت میں آپ کی دوغلی پالیسی بیان کی گئی ہے جس کی نہ ضرورت تھی نہ اس کا کوئی اعتراض تھا، نہ اس بات کی خواہش تھی اور پھر قرآن بڑے واضح الفاظ میں یہ کہہ رہا ہے کہ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اور چودہ سو برس کے مفسرین آپ کو بشر تسلیم کرتے چلے آرہے ہیں۔ تو اس بات کی ضرورت قطعاً پیش نہ ہو سکتی تھی اور نہ ہے

میرے واجب الاحترام بزرگو! میرا اعتراض قائم ہے۔

میں نے کہا ہے کہ آپ مفتی صاحب کی عبارت سے یہ اٹھائیں کہ دوغلی پالیسی ہے یا نہیں دو زبانیں ہیں یا نہیں، مسلمانوں سے اور کفار سے اور اگر یہ الفاظ ہیں تو زبانیں دو کیں۔ اور یہی میرا دعوےٰ ہے جس کو میرے فاضل مخاطب نہیں توڑ سکے۔

نیز میرا دوسرا اعتراض تھا اس کو میرے فاضل مخاطب نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ وہ یہ کہ کفار کو آپ کہتے ہیں کہ میرے پاس خزانے نہیں ہیں۔ اور آپ نے یہ بات معاذ اللہ اس لئے کہی کہ کہیں چوری نہ کر لیں۔ خزانوں کے تحفظ کے لئے نبوت کی زبان سے جھوٹ بلوانا۔ اللہ! زبان لرزتی ہے کہ نبی ہو کر جس نے اپنے وجود کو پیش کر دیا

(سوائے خدا کے بھلا کوئی مجھ کو کیا جانے تو شمسی نور ہے اور بشر ملط اوّ الابصار۔ الغرض اگر آپ کو بشر تسلیم کیا گیا ہے تو ظاہر کے لحاظ سے لیکن آپکو باطن اور حقیقت کے لحاظ سے سب نے نور ہی تسلیم کیا ہے۔

marfat.com

پتھروں کی بارش ہوئی۔ آپ کے وجود سے لہو نکلا۔ طائف کی وادیاں آپکے لہو سے رنگین ہوگئیں۔ آپ کے نعلین لہو سے تر ہو گئے۔ سید الملائکہ تشریف لاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں۔ آقا اجازت ہو تو طائف کی پہاڑیاں ملاکر کفار کو تہس نہس نہ کر دیا جائے کہ اتنا ظلم اور اتنا تشدد کہ آپ کے وجود سے لہو نکل رہا ہو۔

حضرت صدیقہ کائنات فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ آقا آپ پر سب سے زیادہ سخت دن کونسا آیا۔ امام الانبیاء نے فرمایا طائف کا دن سب سے زیادہ سخت آیا۔ کیا ہے دنیا میں ماں کا کوئی لاڈ لا لخت جگر جو یہ ثابت کرے کہ آقا نے طائف کے میدان میں کھڑے ہو کر یہ کہہ دیا ہو۔ کہ میں نبی نہیں ہوں تاکہ مار سے بچ جاؤں پیغمبر سب سے بڑا دعویٰ پیش کر رہے ہیں کہ میں نبی ہوں۔ جو تمام کائنات میں ممتاز ہوتا ہے۔ پھر دوسری باتوں میں ایسی بات کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

آپؐ نے معجزات دکھائے چاند کو دو ٹکڑے کیا۔ آپؐ کے پسینہ سے خوشبوئیں آتی تھیں۔ اور آپ کا وہ قرآن معجزہ جس کی مثال دنیا پیش نہ کر سکی۔ وہ فصاحت و بلاغت کے ساتھ سامنے آگیا۔ آپ نے فرمایا۔ نبی نہیں مانتے ہو تو قرآن کی مثل لاؤ۔ تو دنیا عاجز رہ گئی۔ جب آپ دلائل سے عاجز کر چکے تھے تو ایسی پالیسی اختیار کرنا تقدس و شرافت نبوت کے خلاف عظمت نبوت کے خلاف ہے۔

میں پھر عرض کرتا ہوں کہ مفتی احمد یار خاں صاحب گجراتی نے اپنی اس کتاب میں امام الانبیاء کی دو زبانیں بتلائی ہیں۔ کفار سے اور مسلمانوں سے اور۔ اور شکاری کی مثال دیکر واضح کر دیا کہ جیسے شکاری شکار کو پھنسانے کے لئے ایک غلط زبان استعمال کرتا ہے۔ وہ بیٹر انہیں ہے۔ بنتا بیٹر ہے۔ اس مثال کو لاکر گویا واضح کر دیا کہ آقا تھے تو وہ چیز نہیں۔ لیکن ان کو مائل کرنے کے لئے کہا کہ دیتی ہوں۔

میرا یہ دعویٰ تھا کہ اس میں بالکل آقائے دو عالم کی دو زبانیں اور دوغلی پالیسی اور دھوکے بازی ثابت کی گئی ہے۔ وہ اعتراض نہیں اٹھا اور میرے دوسرے اعتراض کو فاضل مخاطب نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ وہ ابھی قائم ہے اور اپنی جگہ انشاء اللہ قائم

marfat.com

رہے گا۔

میرے قابل صد احترام سامعین! میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں۔ کہ ذرا آپ بھی اس عبارت پہ توجہ فرمالیں۔ کہ کیا اس میں دو زبانیں ہیں کہ نہیں۔ میں بجز صاحبان سے عرض کر دوں گا۔ وہ ان عبارات کو کتاب میں سے دیکھ لیں کہ ہم مسلمانوں سے یہ کہا گیا، یا کفار سے یہ کہا گیا۔ جب دو زبانیں ہیں تو میرا دعوے ثابت ہو گیا کہ نبی کی دوغلی پالیسی بیان کی گئی ہے۔

بریلوی مناظر حضرت علامہ مولانا شیخ الحدیث صاحب:۔ حضرات گرامی! فاضل مناظر نے اپنا سارا زور بیان اس پر صرف فرما دیا۔ کہ کوئی ایسی حدیث ثابت کی جائے جس میں حضور نے فرمایا ہو کہ میں تمہاری طرح بشر نہیں۔ اگر آپ کو یہی شوق ہے کہ مسئلہ بشریت اور نورانیت پر بحث کی جائے تو اس کے لئے ایک الگ موضوع رکھا جائے۔ پورے دس منٹ اس ضمن میں صرف کرنا ٹھیک بات نہیں ہے۔ رہا یہ اعتراض کہ سرکار کو شکاری قرار دیا گیا ہے۔ اس ضمن میں دو مثالیں آپ کی کتابوں سے پیش کر چکا ہوں۔ اور غالباً آپ توجہ نہیں فرما رہے ہیں یا سمجھتے نہیں ہیں کہ جواب کے اندر مقدمات مسلمہ عند الخصم پیش کئے جاتے ہیں۔ کہ ادھر مثال ہے شکاری کے ساتھ، ادھر مثال ہے شیر کے پنجے کے ساتھ ادھر بھی غیر جنس کہا گیا ہے۔ ادھر بھی غیر جنس کہا گیا ہے۔ تو ایسی صورت میں ہم حاجی امداد اللہ صاحب کے ارشاد کے ساتھ مفتی صاحب کی پوزیشن کو واضح کر رہے ہیں۔ کہ یہی بات تمہارے مسلم بزرگ نے ارشاد فرمائی ہے۔ اور یہی بات ہمارے ایک بزرگ فرما رہے ہیں۔ تو پھر یہ کہنا کہ اس سوال کا جواب نہیں آیا ہے۔ یہ ایک بہت بڑی زیادتی ہے جو عمداً ہی کی گئی ہے۔ اس میں سہو کی کوئی وجہ ہی نہیں۔ رہ گیا یہ مسئلہ کہ سرکار کی دوغلی پالیسی ثابت ہوتی ہے۔ وہاں کوئی اس قسم کا لفظ نہیں ہے آپ کی حاشیہ آرائی ہے۔ پھر میں آپ کے سامنے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ کی آیت بھی پڑھ چکا ہوں، اور اس کے مقابل حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی عرض کر چکا ہوں۔ اور یہی مفتی صاحب فرما رہے تھے۔ کہ کہیں قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ

کتابٌ مُبِیْنٌ ہے۔ کہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا۔ کہیں فرمایا وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ان کو روشن کرنے والا چراغ قرار دیا ہے۔ کہیں منصب نورانیت کا اظہار ہے اور کہیں قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کا اظہار ہے تو قرآن کی دونوں آیتوں سے دو منصب ثابت ہوتے ہیں۔ نورانیت کا منصب بھی ثابت ہوتا ہے اور منصب بشریت بھی۔

مفتی صاحب نے اپنے مسلک کے مطابق ان کے اندر تطبیق کرتے ہوئے یہ فرمایا۔ کہ کفار کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ فرمایا۔ اور رازدان حقیقت اور نیاز کیشان بارگاہ رسالت کو اپنی حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اَیُّکُمْ مِثْلِیْ (اور یہ ظاہر ہے کہ انہوں نے توجیہہ و تاویل آپ کے مذہب پر نہیں اپنے مذہب کے مطابق کرنی تھی) رہا یہ سوال کہ وہ بشریت کے منکر نہیں تھے بلکہ ان کا دعویٰ یہ تھا کہ یہ ہماری طرح بشر ہیں اور نبی نہیں ہیں۔ لہٰذا ان کو مائل کرنے کے لئے یہ فرمانا اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ کیسے متصور ہو سکتا ہے تو جواباً عرض ہے کہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ تحقیق آئے تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری قوم سے ہیں۔ تو کیا وہ نہیں جانتے تھے کہ رسول اکرم علیہ السلام ہماری جنس یا ہمارے نفوس اور ہمارے قبیلہ سے ہیں اور اگر جانتے تھے اور یقیناً جانتے تھے۔ تو ایک واضح بات کے ذکر کا مقصد کیا تھا۔ یہاں بھی نقطہ یہی مصلحت ہے کہ ان کو انکار وجود اور تکذیب و تنقیص سے باز رکھا جائے اور آپ کی اتباع کی طرف مائل اور راغب کیا جائے اور چونکہ ہم جنس کی طرف طبعاً میلان ہوتا ہے۔ لہٰذا فرمایا لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ کیونکہ جنس جنس کی طرف مائل ہوتی ہے جو صورتاً مماثل ہو۔ اس کی طرف میلان پیدا ہوتا ہے لہٰذا یہاں باطن اور حقیقت کے اندر اگرچہ اتحاد نہ سہی بلکہ صرف ظاہری صورت کے اندر اتحاد ہے لیکن بشر مثلکم کہہ کے ان کو اپنی طرف مائل اور راغب فرمایا۔ اور فاضل مناظر یہ الفاظ استعمال کر گئے ہیں کہ بیڑا نہیں ہے بیڑا بن جاتا ہے۔ پتہ نہیں

یہ کس جگہ کے الفاظ ہیں۔ آپ اس حاشیہ آرائی کو چھوڑیں اور دلائل کی طرف آئیں۔ اور دلائل سے ثابت کریں کہ مفتی صاحب نے کس کو بیڑا کہا ہے۔

کیا مفتی صاحب نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ فرمایا ہے ؟

مفتی صاحب آگے فرما رہے ہیں کہ مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ اَیُّکُمْ مِثْلِیْ۔ اور یہی بخاری شریف کے الفاظ ہیں جو میں پہلے عرض کر رہا تھا۔ اَیُّکُمْ مِثْلِیْ اِنِّیْ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ۔ تم میں سے کون میری مانند ہے۔ میں ہر رات خدا کے ہاں ہوتا ہوں وہ مجھے کھلاتا بھی ہے پلاتا بھی ہے۔ لہذا میں مسلسل روزے رکھ سکتا ہوں۔ کیونکہ میں ہر رات وہاں ہوتا ہوں۔ تمہارے اندر یہ طاقت اور ہمت نہیں ہے۔

اس حدیث پاک سے آپ کا باطنی مقام اور اندرونی صلاحیتیں واضح ہیں کہ بظاہر ... ہیں اور درحقیقت وہاں ہیں تو تعلق اور تجرد اور بشریت اور نورانیت والی دونوں حیثیتوں کو واضح فرما دیا۔

میں اس بحث کو طول نہیں دینا چاہتا۔ لیکن مختصراً اتنا عرض کر دوں کہ مولانا حق نواز نے اگر بیضاوی پڑھی ہوتی تو اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کی بحث انہیں ... ہوتی تو بار بار دوغلی پالیسی کا لفظ استعمال نہ کرتے۔ وہاں یہ واضح کر دیا گیا ہے جیسا کہ حاشیہ بیضاوی کے اندر فاضل سیالکوٹی نے بھی لکھا ہے اور روح المعانی کے اندر بھی ہے کہ خلیفہ تین ضرورتوں کے تحت مقرر کیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ضرورتوں سے پاک ہے۔ وہاں انہوں نے تصریح کی ہے کہ لَا بُدَّ مِنْ متوسط ذی جہتی التجرد والتعلق لیستفیض من جھۃ ویفیض باخری۔ رب العزت نے خلیفہ اس لئے مقرر کیا کہ خالق اور مخلوق کے درمیان کوئی نسبت نہیں ہے لہذا ان کے درمیان ایک ایسا رابطہ پیدا کیا جائے جو کہ صورتاً ... ہو تاکہ ادھر مناسبت ہو اور اس کا باطن ملکی اور نورانی ہو تاکہ ادھر مناسبت ہو ... سے فیض لے اور ادھر فیض دے۔ اگر یہ دوہری حیثیت ہونا دوغلی پالیسی ہے

marfat.com

کتابٌ مُبِیْنٌ ہے۔ کہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا۔ کہیں فرمایا وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ان کو روشن کرنے والا چراغ قرار دیا ہے۔ کہیں منصب نورانیت کا اظہار ہے اور کہیں قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کا اظہار ہے تو قرآن کی دونوں آیتوں سے دو منصب ثابت ہوتے ہیں۔ نورانیت کا منصب بھی ثابت ہوتا ہے اور منصب بشریت بھی۔

مفتی صاحب نے اپنے مسلک کے مطابق ان کے اندر تطبیق کرتے ہوئے یہ فرمایا۔ کہ کفار کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ فرمایا۔ اور راز دان حقیقت اور نیاز کیشان بارگاہ رسالت کو اپنی حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اَیُّکُمْ مِّثْلِیْ (اور یہ ظاہر ہے کہ انہوں نے توجیہہ و تاویل آپ کے مذہب پر نہیں اپنے مذہب کے مطابق کرنی تھی) رہا یہ سوال کہ وہ بشریت کے منکر نہیں تھے بلکہ ان کا دعویٰ یہ تھا کہ یہ ہماری طرح بشر ہیں اور نبی نہیں ہیں۔ لہٰذا ان کو مائل کرنے کے لئے یہ فرمانا اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ کیسے متصور ہو سکتا ہے تو جواباً عرض ہے کہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔ لَقَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ تحقیق آئے تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری قوم سے ہیں۔ تو کیا وہ نہیں جانتے تھے کہ رسول اکرم علیہ السلام ہماری جنس یا ہمارے نفوس اور ہمارے قبیلہ سے ہیں اور اگر جانتے تھے اور یقیناً جانتے تھے۔ تو ایک واضح بات کے ذکر کا مقصد کیا تھا۔ یہاں بھی فقط یہی مصلحت ہے کہ ان کو انکار وجود اور تکذیب و تنقیص سے باز رکھا جائے اور آپ کی اتباع کی طرف مائل اور راغب کیا جائے اور چونکہ ہم جنس کی طرف طبعاً میلان ہوتا ہے۔ لہٰذا فرمایا لَقَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ کیونکہ جنس جنس کی طرف مائل ہوتی ہے جو صورتاً مماثل ہو۔ اس کی طرف میلان پیدا ہوتا ہے لہٰذا یہاں باطن اور حقیقت کے اندر اگرچہ اتحاد نہ سہی بلکہ صرف ظاہری صورت کے اندر اتحاد ہے لیکن بشر مثلکم کہہ کے ان کو اپنی طرف مائل اور راغب فرمایا۔ اور فاضل مناظر یہ الفاظ استعمال کر گئے ہیں کہ بیڑا نہیں ہے بیڑا بن جاتا ہے۔ پتہ نہیں

marfat.com

یہ کس جگہ کے الفاظ ہیں۔ آپ اس حاشیہ آرائی کو چھوڑیں اور دلائل کی طرف آئیں۔ اور
دلائل سے ثابت کریں کہ مفتی صاحب نے کس کو بیڑا کہا ہے۔
کیا مفتی صاحب نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ فرمایا ہے؟
مفتی صاحب آگے فرما رہے ہیں کہ مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ اَیُّکُمْ
مِثْلِیْ۔ اور یہی بخاری شریف کے الفاظ ہیں جو میں پہلے عرض کر رہا تھا۔ اَیُّکُمْ
مِثْلِیْ اِنِّیْ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ۔ تم میں سے کون میری مانند
ہے۔ میں ہر رات خدا کے ہاں ہوتا ہوں وہ مجھے کھلاتا بھی ہے پلاتا بھی ہے۔
لہذا میں مسلسل روزے رکھ سکتا ہوں۔ کیونکہ میں ہر رات وہاں ہوتا ہوں۔
تمہارے اندر یہ طاقت اور ہمت نہیں ہے۔
اس حدیث پاک سے آپ کا باطنی مقام اور اندرونی صلاحیتیں واضح ہیں کہ بظاہر
یہاں ہیں اور درحقیقت وہاں ہیں تو تعلق اور تجرّد اور بشریت اور نورانیت والی دونوں
حیثیتوں کو واضح فرما دیا۔
میں اس بحث کو طول نہیں دینا چاہتا۔ لیکن مختصراً اتنا عرض کر دوں کہ مولانا حق نواز
نے اگر بیضاوی پڑھی ہوتی تو اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کی بحث انہیں
یاد ہوتی تو بار بار دوغلی پالیسی کا لفظ استعمال نہ کرتے۔ وہاں یہ واضح کر دیا گیا ہے
جیسا کہ حاشیہ بیضاوی کے اندر فاضل سیالکوٹی نے بھی لکھا ہے اور روح المعانی
کے اندر بھی ہے کہ خلیفہ تین ضرورتوں کے تحت مقرر کیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ
ضرورتوں سے پاک ہے۔ وہاں انہوں نے تصریح کی ہے کہ لَا بُدَّ مِنْ
مُتَوَسِّطٍ ذِیْ جِھَتَیِ التَّجَرُّدِ وَالتَّعَلُّقِ لِیَسْتَفِیْضَ مِنْ جِھَۃٍ وَّیُفِیْضَ بِاُخْرٰی۔
تو رب العزت نے خلیفہ اس لئے مقرر کیا کہ خالق اور مخلوق کے درمیان کوئی
مناسبت نہیں ہے لہذا ان کے درمیان ایک ایسا رابطہ پیدا کیا جائے جو کہ صورتاً
بشر ہو تاکہ ادھر مناسبت ہو اور اس کا باطن ملکی اور نورانی ہو تاکہ ادھر مناسبت ہو
ادھر سے فیض لے اور ادھر فیض دے۔ اگر یہ دوہری حیثیت ہونا دوغلی پالیسی ہے

marfat.com

تو آپ علامہ آلوسی پر فتویٰ لگایئے۔ فاضل سیالکوٹی اور دوسرے مفسرین پر فتویٰ لگایئے جنہوں نے کہا ہے کہ لَا بُدَّ مِنْ مَنَاسَبَۃٍ لِلْاِفَاضَۃِ وَالْاِسْتِفَاضَۃِ یعنی فیض لینے والے اور دینے والے کے درمیان مناسبت کا ہونا بہت ضروری ہے اور خالق و مخلوق کے درمیان ایک ایسا برزخ اور واسطہ ضروری ہے جو ظاہری طور پر بشر ہو۔ اور باطنی طور پر نورانی ہو۔ اور اگر دوہری حیثیت ہونا دوغلا پن نہیں ہے تو بیگانوں سے ظاہری حیثیت کا اظہار فرمانا اور یگانوں سے باطنی حیثیت کا اظہار فرمانا کیونکہ دوغلی پالیسی قرار دی جاسکتی ہے یا اس کو نعوذ باللہ جھوٹ کیونکہ کہا جاسکتا ہے۔ اس شبہ کو زائل کرنے کے لئے مزید وضاحت عرض کر دوں کہ ضرورت کے تحت ایسے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ جو ذومعنیین ہوتے ہیں۔

مثال کے طور پر جب جابر اور ظالم بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ کی بیوی حضرت سارہ کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو آپ فرماتے ہیں کہ یہ میری بہن ہے حالانکہ وہ آپ کی بہن نہیں تھی بلکہ بیوی تھی۔ لیکن وہاں دوسرے معنی کے لحاظ سے بہن کہہ دیا۔ اور اپنی بیوی کو آکر ارشاد فرمایا ہے کہ اَنْتِ اُخْتِیْ فِی الْاِسْلَامِ کہ تو اسلام کے لحاظ سے میری بہن ہے نہ کہ نسبتی رشتے کے لحاظ سے بہن ہے۔ تو ایک ضرورت اور مصلحت کے تحت ایسا لفظ بولا گیا ہے جس کے اندر دونوں حیثیں موجود ہیں۔ اگر یہ دوغلی پالیسی ہے تو یہاں اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ میں بھی دوغلی پالیسی ہوسکتی ہے۔ اگر وہ دوغلی پالیسی نہیں تو یہاں بھی نہیں ہے اسی طرح کفار سورج چاند اور ستاروں کی عبادت کرتے تھے۔ ان کو اس غلطی پر تنبیہ کرنے کے لئے بظاہر الیسی کلام فرمائی ہے جس میں کوئی استفہام وغیرہ نہیں ہے ستارے کو دیکھا تو فرمایا ھٰذَا رَبِّیْ وہ ڈوب گیا تو کہا میں ان کو پسند نہیں کرتا چاند کو دیکھا تو فرمایا ھٰذَا رَبِّیْ وہ ڈوب گیا تو کہا میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ سورج کو چمکتے ہوئے دیکھا جو کہ بڑا تھا تو کہا ھٰذَا رَبِّیْ۔ جب وہ بھی ڈوب

marfat.com

گیا تو فرمایا کہ لا اُحِبُّ الاٰفِلِیْنَ۔ میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا صرف اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تو اس صورت میں لفظ یہ ہیں ھٰذَا رَبِّیْ ھٰذَا رَبِّیْ وہ سمجھتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو رب کہہ رہے ہیں۔ مگر آپ کی مراد استفہام تھا۔ اور آپ یہ ان کی غلطی پر تنبیہ کرنے کے لئے فرما رہے تھے کہ یہ ڈوبنے والے ہیں ان کو اپنے وجود پر اختیار نہیں ہے تو پھر ان کی عبادت کیونکہ کی جا سکتی ہے لہٰذا یہ کوئی دوغلی پالیسی نہیں ہے۔ راز جاننے والوں کو راز کی بات بتائی جاتی ہے۔ اور جو راز نہیں جانتے اور اہل نہیں ہوتے ان کو اور بات بتائی جاتی ہے اور قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ سے جناب کا سرور انبیاء علیہ السلام کی حقیقت بشری ثابت کرنا درست نہیں ہے۔ آپ نے یہاں اپنی حقیقت کو بیان نہیں فرمایا بلکہ آپ کی ظاہری بشریت سے کفار کو غلطی لگی اور وہ انکار نبوت کرنے لگے کیونکہ کفار سمجھتے تھے کہ جو انسان کی صورت میں ہو وہ رسول نہیں ہو سکتا تو آپ نے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ فرما کر ان کے نظریہ کو باطل کیا ہے کہ جو صورت انسانی میں ہو وہ رسول بھی ہو سکتا ہے لہٰذا تمہارا یہ عقیدہ اور نظریہ غلط ہے اور غالباً آپ نے معانی کی کتابوں کے اندر یہ پڑھا نہیں ہے یا توجہ نہیں فرما رہے ہیں کہ اس مقام پر کفار کا نظریہ باطل کرنا مقصود ہے نہ یہ بتلانا کہ میں صرف بشر ہی ہوں اور اس کے علاوہ کسی اور حیثیت اور منصب کا مالک نہیں ہوں تو کیا آپ رسول نہیں تھے یا آپ کا کوئی اور مقام نہیں تھا بلکہ ان کو ان کی غلطی پر تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ تم نے جو بشریت اور رسالت کو متضاد اور متخالف سمجھ لیا ہے یہ ٹھیک نہیں ہے۔

میں بشر بھی ہوں۔ رسول بھی ہوں اور ظاہر بات ہے کہ جب تک رسول باطنی حیثیت سے مختلف نہیں ہوگا تو وہ رسول رسول نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ کو ان دلائل کا شوق ہے۔ اور سننا چاہتے ہیں تو الگ موضوع رکھ لیں۔ میں اس سلسلہ میں مزید وضاحت پیش کر دوں گا۔

چنانچہ دوغلی پالیسی والا اعتراض ختم ہوا نیز شکاری کی مثال کی حقیقت میں لوٹے اور

marfat.com

کمہار کی تمثیل اور شیر کے بچہ والی تمثیل کے ساتھ واضح کر چکا ہوں۔ اب دوسری آیت کریمہ جو آپ نے پیش کی تھی۔ مفتی صاحب اس ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں (قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب) کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے پاس خزانے نہیں ہیں تم چور ہو چوری کر لوگے تو اس عبارت میں فاضل مناظر کو یہ خدشہ لاحق ہو گیا ہے کہ سرکار تو عالم بھی تھے مختار بھی۔ تھے اور کون ان سے یہ خزائن چوری کر سکتا تھا۔ خزانے بچانے کے لئے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی نعوذ باللہ! تو پہلی بات یہ ہے کہ آپ فرما رہے ہیں لَا اَقُولُ لَکُمْ میں تمہیں کہتا نہیں ہوں۔ میں تمہیں بتلاتا نہیں ہوں کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے سارے خزانے ہیں۔ اس میں جھوٹ اور کذب بیانی کا کونسا احتمال ہے۔ کسی کے گھر میں مال پڑا ہو۔ اور وہ جتنا ہی با اختیار ہو تو وہ لوگوں کو کہتا نہیں ہے کہ آؤ اپنی طاقت کو آزما لو۔ اور میرے گھر سے چوری کر کے دیکھو تو سہی۔ یہاں بھی لا اقول لکم ہے یعنی میں تمہیں کہتا نہیں ہوں۔ نہ یہ کہ میرے پاس خزانے نہیں ہیں۔ ہاں یہ خزائن کی بات جو اپنے ہیں۔ ان کے سامنے بیان کی جائے گی اور آپ کو شاید یاد بھی ہو گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے راز اپنے صحابہ اور اپنے مخلصین کو بیان فرمائے ہیں۔ اور جو بیگانے تھے ان سے اسی قسم کی راز کی باتیں نہیں کیں۔ رہ گئی یہ بات کہ مخاطب یہاں کون ہیں۔ کفار و مشرکین ہیں یا غیر ہیں۔ تو اس آیت کا ماقبل وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا یَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ہے تو ایسی صورت میں سیاق و سباق کے ساتھ یہ معنیٰ واضح ہو جاتا ہے کہ کلام ان کفار کے ساتھ ہے جو آیات کی تکذیب کرنے والے تھے اور وہی آپ سے یہ مطالبے کیا کرتے تھے کہ ہمیں یہ پہاڑ سونے کے بنادیں۔ اور ان پہاڑوں کو ہٹادیں یہ کریں وہ کریں تو اس کے جواب میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں۔ اگر میں یہ دعویٰ کرتا تو تم مجھ سے اس قسم کے

marfat.com

مطالبے کرتے۔ لہٰذا اس مقام میں جھوٹ بولنے والے اعتراض کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے اور پہلے بھی اس کا جواب دیا جا چکا ہے کہ آپ نے ان کے سامنے اظہار نہیں فرمایا کہ میرے پاس خزانے ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ میرے پاس خزانے نہیں ہیں (اور یہی مطلب مفتی صاحب کا تھا کہ کفار پہ ان کا انکشاف نہیں کیا بلکہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا مجھے زمین کے سبھی خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں)

رہا یہ سوال کہ آپ حفاظت کر سکتے تھے تو اللہ رب العزت بھی آسمانوں کی حفاظت کر سکتا ہے۔ براہ راست حفاظت کرنے پر قادر ہے۔ علیٰ کل شیٔ قدیر ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس نے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں اور ان کے لئے شہاب ثاقب رجوم شیاطین ہیں۔ جو آلات حرب کا کام دیتے ہیں۔ اور اسلحہ کا کام دیتے ہیں جب اللہ تعالےٰ نے آسمانوں کے تحفظ کے لئے ان اسباب کو استعمال فرمایا ہے تو مخلوق خواہ جتنے بلند مقام پہ بھی فائز کیوں نہ ہو وہ بھی ذرائع و اسباب استعمال کرے اور کشف اسرار سے گریز کرے تو کیا وجہ اعتراض ہے۔ ؎

دیوبندی مناظر :۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ میں گزارش کرونگا کہ یہ اس وقت فاضل مناظر نے غلط مبحث کرتے ہوئے ہمارے فریق یا ہمارے علماء کی عبارتیں پیش کرنا شروع کر دیں، پروفیسر تقی الدین صاحب انجم صدر منصف جناب وہ تو انہوں نے آپکے اعتراض کے جواب میں پیش کی ہیں۔ کہ اگر ادھر مثال ہے۔

حاشیہ :۔ مفتی احمد یار خانصاحب کی بات تو قابل اعتراض ٹھہری مگر ذرا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی اور علماء دیوبند کے شیخ طریقت کا ارشاد بھی تو ملاحظہ فرما لیجئے۔

اولیاء اللہ اپنے کو چھپانا چاہتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جس کے پاس دولت ہوتی ہے وہ چھپاتا ہے۔ کیا خیال ہے وہ دولت اپنوں سے چھپائی جاتی ہے یا بیگانوں سے؟

امداد المشتاق مولفہ تھانوی صد ۶۵

marfat.com

شکاری کے ساتھ تو ادھر مثال ہے کمہار اور لوٹے کے ساتھ۔ ادھر شکاری کہا گیا ہے تو ادھر شیر کا بچہ کہا گیا ہے۔ یا آپ یہ کہیں کہ ان کے متعلق ہم کچھ نہیں چاہتے کیونکہ یہ ہمارے اپنے ہیں۔

مولوی حق نواز صاحب

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

قابل صد احترام سامعین! میں نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ فاضل مخاطب یہ ثابت کرے کہ جاء الحق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو زبانیں بتلائی گئی ہیں یا نہیں انہوں نے جو ہماری کتابوں کا حوالہ دیا ہے اگرچہ وہ خلط مبحث ہے۔ اس کے ساتھ اس کا تعلق نہیں۔ تاہم ان میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قسم کی تشبیہ نہیں دی گئی جس میں آپ کو دھوکے باز تسلیم کیا گیا ہو، یا آپ کے منصب کو خلاف کر کے پیش کیا گیا ہو۔ بلکہ ان میں تو انہوں نے ایک اور مسئلے کو بیان کرتے ہوئے کہ جس کا دھوکے بازی کے ساتھ کوئی تعلق اور بات ہی نہیں ہے۔ لیکن میں واضح یہ کرنا چاہتا ہوں۔ جو میرا اصل موضوع ہے وہ یہ ہے۔ حضرات صاحبان غور فرمائیں۔ میں بتلانا یہ چاہتا ہوں کہ مفتی احمد یار خاں گجراتی صاحب نے جو عبارت کتاب میں لکھی ہے۔ اس میں دو زبانیں استعمال کی گئی ہیں یا نہیں۔ اگر کی گئی ہیں اور کسی اور نے بھی کی ہیں اور وہ بھی اس زد میں آتا ہے۔ وہ ایک مستقل موضوع رکھا ہوا ہے۔

بعد میں کہ دیوبندی گستاخ انبیاء ہیں۔ جب یہ ثابت ہو جائے گا۔ کہ اس عبارت میں گستاخی نہیں تھی تو آپ اپنے دوسرے نمبر میں وہی عبارت اٹھا کر پیش کر دیں۔ کہ جناب آپ ان کو توہین سمجھ چکے ہیں۔ دیکھیے آپ کے بزرگوں نے بھی یہ توہین کر رکھی ہے۔ اس کا مطلب تو گویا یہ نکلا کہ اگر ہم نے توہین کی ہے تو تم نے بھی کر دی ہے۔ یعنی دونوں باطل ہو گئے کہ تم دونوں گستاخی کرتے ہو۔ یہ بات نہیں آپ اس اعتراض

marfat.com

کو حل کیجئے کہ مفتی احمد یار خاں صاحب گجراتی نے اس کو اردو عبارت میں لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار سے کہا کہ میں تم جیسا ہوں۔ اور ہم مسلمانوں سے کہا کہ نہیں میں تم جیسا نہیں ہوں۔

اس پر میں نے فاضل مخاطب سے یہ سوال کیا تھا۔ کہ اس پالیسی کے اختیار کی ضرورت تب آسکتی تھی کہ کفار اور مشرکین آپ کی بشریت کے منکر ہوتے۔ اور وہ کہتے کہ تو بشر نہیں ہیں۔ آپ اور جنس ہیں ہم اور جنس ہیں۔ آپ ہمارے سامنے کیسے آ رہے ہیں۔

جب یہ داعیہ ہی نہیں تھا۔ یہ بات ہی نہیں تھی تو پھر آپ نے یہ پالیسی کیسے اختیار فرمائی اور اس کا کیا جواز تھا۔ اس کے بعد میرے فاضل مخاطب نے چلتے ہوئے میری ہی بات کی تائید کر دی ہے۔

اگر جج صاحبان نے غور فرمایا ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے شبہ کو زائل کرنا چاہتے تھے۔ کہ تم بشریت اور رسالت کو منافی سمجھتے ہو حالانکہ نہیں ہے۔

بھئی جب بشریت اور رسالت کو وہ منافی سمجھتے تھے۔ اور آپ اس شبہ کو زائل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو یہ نہیں کہنا چاہیے تھا۔ آپ تو پھر گویا صاف یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ میں بشر ہوں۔ پھر مفتی صاحب یہ کیوں فرماتے ہیں۔ آپ بشر نہیں تھے اور مائل کرنے کے لئے یہ پالیسی اختیار کی گئی۔ یہ تو گیا میرا اعتراض اور وزنی ہو گیا۔ تو جو یہ کہا گیا ہے کہ فی الحقیقت بات ایسے نہیں تھی۔ میرے فاضل مخاطب نے مفتی صاحب کی عبارت کا جواب تو کیا دینا تھا الٹا میرے دعوی کی تائید کر دی۔

حاشیہ :۔ جناب کے اعتراض کا جواب تو لقد جاءکم رسول من انفسکم سے دے دیا گیا تھا جس کو جناب نے ہضم کر لیا۔ یہاں یہ بحث تھی کہ انما انا بشر مثلکم فرمانے سے آیا۔ اپنی حقیقت بیان کرنی مطلوب تھی یا کوئی اور مقصد تھا؟ اور جناب کے اس آیت سے بشریت محضہ پہ استدلال کی حقیقت واضح کرنی تھی کہ یہ استدلال لغو اور باطل ہے۔ ان کا شبہ ظاہری بشریت پر مبنی تھا۔ م

marfat.com

یہ تو کفار نے اعتراض ہی نہیں کیا۔ جیسے کہ اعتراض سے بچنے کے لئے معاذ اللہ رسول اللہ کو پالیسی اختیار کرنا پڑی۔

میرے دوسرے اعتراض کے جواب میں فاضل مخاطب نے کہا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ کہ میں تمہیں خزانے بتاتا نہیں ہوں۔ اور کسی کو اپنی چیز نہ بتلانا جھوٹ نہیں۔ میں فاضل مخاطب سے کہتا ہوں کہ اپنے اعلیٰ حضرت کا ترجمہ اٹھایئے۔ کیا اس میں لَا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰهِ کا یہی ترجمہ لکھا ہوا ہے کہ میں تمہیں اپنے خزانے بتاتا نہیں ہوں یا یہ لکھا ہوا ہے کہ میں تمہیں کہتا نہیں ہوں کہ میرے پاس خزانے ہیں یعنی خزانوں کی نفی کی گئی ہے کہ میرے پاس نہیں۔ یہ کس کتاب میں لکھا ہے کہ میں آپ کو بتلاتا نہیں ہوں چنانچہ خود مفتی احمد یار خاں صاحب نے ترجمہ کیا ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں بتلاتا نہیں۔ یہ نہیں کہا بلکہ وہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میرے پاس خزانے نہیں ہیں۔ چنانچہ خود مفتی صاحب نے ترجمہ کیا ہے۔ میں وہی آپ کے سامنے پڑھ دیتا ہوں۔

وہ یہ ترجمہ کرنے کے باوجود کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میرے پاس خزانے نہیں ہیں۔ اور یہ اس لئے فرمایا کہ کفار چوری نہ کرلیں۔ ترجمہ سُنیے

قُلْ لَا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰهِ۔ خود مفتی صاحب صفحہ ۲۰۹ پر ترجمہ کر رہے ہیں۔ کہ تم فرما دو کہ "میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں" یہ اللہ

۴۔ لہذا جواب میں آپ نے فرمایا کہ بظاہر تمہاری طرح ہوں مگر باطن میں مختلف بھی ہوں۔ صوری مناسبت مثلکم سے ظاہر ہے اور باطنی امتیاز یوحیٰ الیّ سے ظاہر اور قد جاءکم من اللہ نور" اور سراجاً منیراً سے ظاہر، نیز علل و اسباب میں تزاحم نہیں ہوتا۔ اس فرمان سے انکو اپنی طرف راغب کرنا بھی مقصود ہے۔ اور ظاہری بشریت سے انہیں جو مغالطہ ہوا تھا اس کا ازالہ بھی مطلوب ہے۔ کیا ایک کلام کے متعدد مقاصد اور فوائد نہیں ہو سکتے۔ لہذا اس کو اپنی تائید سمجھنا حق سے آنکھیں بند کر لینے کے مترادف ہے۔

marfat.com

کے خزانے ہیں میں تم سے نہیں کہتا۔ یہ نفی ہو گئی کہ میرے پاس نہیں ہیں۔
اگر یہ ترجمہ کرتے کہ میں تمہیں نہیں بتلاتا کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں۔ اور کہاں رکھے ہیں تو بات بنتی تھی لیکن وہ خود ترجمہ کرتے ہیں قرآن کی آیت کا کہ میں تمہیں دعویٰ نہیں کرتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ یہ نفی کرنے کے بعد آگے کہتے ہیں۔ کہ یہ کیوں کہا تاکہ کفار چوری نہ کرلیں۔ اسلئے میں نے یہ بتلایا تھا۔ اور آگے مفتی صاحب نے یہ ثابت کیا ہے کہ چوری کے ڈر کی وجہ سے یہ کہا ہے۔
تو میرے اس سوال کا جواب بھی میرے فاضل مخاطب نے ہرگز نہیں دیا ہے۔ یہاں وہ اعتراض قائم ہے کہ آپ نے چوری کے ڈر کی وجہ سے معاذ اللہ جھوٹ بولا اور قرآن کا یہی ترجمہ اعلیٰ حضرت نے کیا ہے اور یہی ترجمہ مفتی احمد یار خاں صاحب خود کر رہے ہیں۔ اس ترجمہ کے بعد اس تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

بریلوی مناظر حضرت علامہ مولانا محمد اشرف صاحب د

حضرات گرامی جہاں تک فاضل مناظر کے اس ارشاد کا تعلق تھا۔ کہ دوغلی پالیسی کا جواب نہیں دیا گیا۔ تو میں عرض کر چکا ہوں۔ سرکار کی دوہری حیثیت ہے اور اس پر دلائل پیش کر چکا ہوں۔ لہٰذا آپ کے وہ اعتراض ساقط ہو چکے ہیں۔ اب دوبارہ ان کا مطالبہ نہیں کیا جاسکتا۔ اور میں آپ منصفین حضرات سے بھی یہ اپیل کروں گا۔ کہ وہ حق نواز صاحب سے یہ پوچھیں کہ جواب کی صورت میں کیا کچھ پیش کیا جاسکتا ہے؟ وہ کبھی برہانی دلائل ہوتے ہیں۔ اور کبھی جدلی دلائل ہوتے ہیں۔ جدلی دلائل کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مسلّمات خصم کے ساتھ استدلال کیا جائے۔ ہم پر جب یہ الزام عائد ہوتا ہے کہ آپ گستاخی کر رہے ہیں۔ تو بعینہٖ اسی معاملے یعنی مقام تمثیل میں اسی قسم کی عبارات ہم آپ کے سامنے رکھ رہے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی تمثیل کمہار کے ساتھ مقبولانِ بارگاہ خداوندی کی تمثیل لوٹے کے ساتھ اور علیٰ ہذا القیاس آنحضرت صلی اللہ علیہ

marfat.com

وآلہ وسلم اور بنو عبد المطلب، بنو ہاشم اور جملہ قریش کی تمثیل شیر کے بچے اور بھیڑ بکریوں کے ساتھ۔

لہٰذا سب پر گستاخی کا فتویٰ لگائیں اور بھاگنے کی کوشش نہ کریں۔ اور یا پھر مفتی صاحب کی عبارت کو بھی گستاخانہ نہ کہیں۔ رہا دوغلی پالیسی اور دوہری زبان کا معاملہ تو وہ بھی حاجی صاحب والی عبارت سے واضح ہو جاتا ہے۔ شیر کا بچہ بھیڑ بکریوں کے اندر رہتا ہے تو شیر کا بچہ کیا بھیڑ بکریوں کی جنس ہے۔ بلکہ حاجی صاحب نے (غیر جنس میں رہتے ہوئے اپنی حقیقت محجوب رہتی ہے۔ اور ہم جنس کو دیکھ کر منکشف ہوتی ہے) کہہ کر تصریح کردی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیر جنس میں رہ رہے تھے۔ الغرض آپ کا یہ کہنا کہ یہ عبارات دوسرے موقعہ پر پیش کریں یا تو الزامی اور تحقیقی جدلی اور برہانی جوابات کا فرق نہ سمجھنے پر مبنی ہے۔ اور یا اس غلط فہمی پر مبنی ہے کہ ہمارے پاس اس موقعے پر پیش کرنے کے لئے کوئی اور عبارات نہیں ہیں۔ بیشک آپ لکھ کر رکھ لیں کہ جو عبارت اس موقعے پر پیش کریں گے۔ وہ اس موقعے پر قطعاً پیش نہیں کی جائیگی۔ اس وقت ہم وہ عبارات پیش کریں گے جو آپکے مقدمات مسلمہ سے ہونگی اور مسلمہ بزرگوں سے ہوں گی۔ اور اسی نظریہ و مذہب کے ساتھ ان کا تعلق ہوگا۔ یعنی سرکار کی دوہری حیثیت لباس بشری اور حقیقت نورانیہ کی تبیین و تفہیم کے لئے جو کچھ ذکر کیا گیا ہے۔ آیا وہ تمہارے اکابر کے ہاں بھی موجود ہے یا نہیں ہے؟ اور مفتی صاحب شکاری کی تمثیل ذکر کریں۔ تو گستاخی بن جاتی ہے تو ہم آپ کے بزرگوں کی عبارات سے یہ تمثیل پیش کر چکے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شیر کے بچے سے تمثیل و تشبیہ دی گئی ہے۔ جو اپنی حقیقت معلوم کرنے پر بھیڑ بکریوں کو پھاڑنے لگ جائے۔ اگر اس تمثیل و تشبیہ سے آپ کی شان میں کوئی فرق نہیں پڑتا تو شکاری والی تمثیل سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ شکاری جانور اور چیرنے پھاڑنے والے جانور کے ساتھ تمثیل قابل اعتراض نہ ہو محض شکار کرنے والے شخص کے ساتھ تمثیل جو اپنے آواز سے جانوروں کو مانوس کرنے اور اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کرے

marfat.com

قابل اعتراض بن جائے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ الوہیت اور رسالت کے مابین فرق بیان کرتے ہوئے آپ کے مسلم بزرگ مولانا رشید احمد صاحب نے کمہار اور لوٹے کا ذکر کر کے اس فرق کی وضاحت کی ہے۔ تو اگر الوہیت اور رسالت کے فرق میں کمہار اور لوٹے کے ذکر سے بے ادبی نہ خدا کی بنتی ہے نہ پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنتی ہے۔ تو سرکار کی باطنی صلاحیتوں کا اور ظاہری بشریت کا فرق سمجھانے کے لئے یہ مثال ذکر کی جائے کہ شکاری جس طرح شکار کی مانند آواز نکالتا ہے اور اس کو اپنی طرف مانوس کرتا ہے تو یہ قطعاً بے ادبی نہیں ہے۔ اب مانوس کرنے کے لئے آواز دیا جانا دھوکہ ہے یا نہیں۔ میں اس کی ایک مثال عرض کئے دیتا ہوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج پر جاتے ہیں اور عرش علیٰ کو عبور کر لیتے ہیں تو اللہ رب العزت کی طرف سے آواز آتا ہے قِف یا محمد اِنَّ رَبَّکَ یُصَلِّی کہ اے حبیب ٹھہر جا کہ آپ کا رب صلوٰۃ ادا فرما رہا ہے۔ آپ پر رحمت بھیج رہا ہے اور وہ آواز مثل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے آواز کے تھا۔

ملاحظہ ہو مدارج النبوۃ جلد اول ص ۱۶۲

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے لب و لہجہ میں جب یہ آواز سنی قِف یا محمد فَاِنَّ رَبَّکَ یُصَلِّی بتفکر رفت کہ ایں آواز ابی بکر از کجا آمدہ و بانسے کہ بداں یافت بیرون آمد از وحشتی کہ حاصل شدہ بود پس از حضرت ندا آمد اُدْنُ یا خیر البریۃ، اُدْنُ یا احمد، اُدْنُ یا محمد۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لب و لہجہ میں اس آواز کو سنا تو طبیعت میں جو اضطراب تھا وہ دور ہو گیا۔ مانوسیت حاصل ہو گئی اور پھر سرکار کو ندا آئی کہ ذرا آگے آیئے۔ اللہ تعالےٰ کے حضور حاضر ہونے کے بعد آپ نے تعجب کے طور پر یہ عرض کیا شنیدم بلغتے کہ مشابہ بلغت ابوبکر بود کہ میگوید قِف یا محمد اِنَّ رَبَّکَ یُصَلِّی۔ پس تعجب کردم کہ ابوبکر ایں جا کجا آمد۔

میں نے ابوبکر کے لب و لہجہ میں قِف یا محمد فَاِنَّ رَبَّکَ یُصَلِّی سنا تو حیران رہ گیا

marfat.com

کہ ابوبکرؓ یہاں کیسے پہنچ گیا۔ اور یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ تو اللہ رب العزۃ نے فرمایا کہ چونکہ تمہیں صحابہ میں سے ان سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا۔ لہٰذا ان کی آواز میں ہم نے تمہیں پکارا۔ تاکہ اس سے تمہاری وحشت اور گھبراہٹ دور ہو جائے۔ پکارنے والا رب العزۃ اللہ ہے۔ اور آواز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہے (تو کیا اللہ تعالےٰ نے نعوذ باللہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکہ دیا) اور اگر یہ دھوکہ نہیں ہے بلکہ محض مانوس کرنا مقصود ہے تو مفتی صاحب پر اس تمثیل میں آپ کو دھوکے باز کہنے کا الزام کیسے عاید ہو سکتا ہے؟

علاوہ ازیں میں یہ نہیں سمجھا کہ یہاں شکاری حضور کو کہا گیا ہے؟ خدا معلوم یہ کس جگہ کے الفاظ ہیں کہ حضور شکاری ہیں؟

دوسری بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ آپ دھوکہ باز دھوکہ باز کے الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔ آیا مفتی صاحب نے حضور کو دھوکے باز کہا ہے یا آپ نے ان کی عبارت سے سمجھا ہے؟ آپ کا سمجھنا ان پر الزام اور حجت نہیں ہے۔ اگر مفتی صاحب نے حضور کو دھوکہ باز کہا ہے تو آپ ہمیں وہ دکھلا دیں ہم انکے متعلق وہی فتوےٰ لکھ کر دینے کو تیار ہونگے جو آپ کہیں گے۔ لہٰذا آپ اپنی طرف سے حاشیہ آرائی کر کے اس قسم کے الفاظ مت استعمال کریں۔ اور نہ ہی لوگوں کے جذبات کے ساتھ کھیلیں۔ رہ گئی یہ بات کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک کو اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ یعنی آپ کہہ دیں کہ میں تمہیں بتاتا نہیں ہوں کہ میرے پاس اللہ تعالےٰ کے خزائن ہیں۔

اس پر جناب کا یہ اعتراض کہ اعلیٰ حضرت نے اپنے ترجمہ قرآن میں اور مفتی صاحب نے جاء الحق میں یہ ترجمہ نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے کہا ہے کہ میرے پاس اللہ تعالےٰ کے خزانے ہیں۔ یہ دعویٰ نہ کرنا اور نہ کہنا اور چیز ہے خزائن نہ ہونے کا اعلان کرنا اور چیز۔ ہاں فرق نکلا تو اتنا کہ میں نے بتلانا کا لفظ استعمال کیا۔ اور انہوں نے صرف کہنا کا لفظ استعمال کیا ہے۔

marfat.com

یہ حضرات (سامعین اور منصفین) بیٹھے ہیں۔ یہ ہی بتلا دیں کہ ان دونوں جملوں یعنی میں کسی کو کہتا نہیں ہوں اور میں کسی کو بتاتا نہیں ہوں میں کتنا ایک فرق ہے۔ اور وہ پڑھے لکھے حضرات جان سکتے ہیں کہ جس سے کچھ کہا جائے گا وہ سمجھ جائے گا کہ کیا کہا گیا۔ اور جس سے کچھ نہیں کہا جائے گا وہ نہیں سمجھے گا کہ کیا کہا گیا ہے۔ تو کسی کو کچھ کہنے میں اور کسی کو کچھ بتلانے میں آپ کو جو زمین آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے وہ ذرا سمجھا دیں؟

باقی رہی یہ بات کہ خزائن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں یا نہیں؟ اور یہ کہ آیت کریمہ میں خطاب کس سے ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ اس میں کفار کو خطاب کیا گیا ہے۔ (تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۱۶ پر صاف لفظوں میں موجود ہے) کہ

قُلْ یَا مُحَمَّدُ لِھٰؤُلَاءِ الْمُشْرِکِیْنَ لَا اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰہِ۔

کہ اے محبوب ان مشرکین سے فرما دیجئے کہ میں تمہیں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ لہٰذا مشرکین کے ساتھ تو یہ معاملہ ثابت ہو گیا۔

اب یہ دیکھیں کہ حضور علیہ السلام کے پاس خزائن تھے یا نہیں؟

تو سنیئے! اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ۔ بیشک ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا۔ اس میں کوثر سے مراد کیا ہے؟

ھُوَ الْخَیْرُ الْکَثِیْرُ کُلُّہٗ یعنی ہر قسم کی بھلائیاں اور خیرات ہم نے آپ کو عطا کیں اور بخاری شریف کے اندر احادیث موجود ہیں کہ سرکار نے ارشاد فرمایا اُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ۔ مجھے تمام روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کر دی گئی ہیں۔

اس کے علاوہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد زرقانی جلد ۵ کے اندر مسند امام احمد اور فضائل مقدسی کے حوالہ سے موجود ہے۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اُوْتِیْتُ مَقَالِیْدَ الدُّنْیَا عَلٰی فَرَسٍ اَبْلَقَ۔ کہ ساری کائنات کی چابیاں مجھے ایک چتلے رنگ کے گھوڑے پر لاد کر عطا کی گئی ہیں۔ یہ وہ ارشادات ہیں جو آپ نے اپنے صحابہ کرام کے سامنے بیان

marfat.com

فرماتے۔ ملاحظہ ہو زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۶۰

اور اسی طرح آخرت کے خزانے سرکار کے پاس ہیں یا نہیں؟ تو مشکوۃ شریف صفحہ ۵۱۴ پر یہ حدیث مبارک حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اور اس کو بحوالہ ترمذی اور دارمی کے نقل کیا گیا ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اَلْکَرَامَۃُ وَالْمَفَاتِیْحُ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ۔ قیامت کے دن ساری کرامتیں، عزتیں اور سب خزائن کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہونگی۔ لہٰذا دو جہان کی چابیوں کا سرکار کے ہاتھ میں ہونا احادیث سے واضح ہو گیا۔

اب آخر میں میں ایک روایت یہ بھی پیش کرتا جاؤں کہ آیا جنت اور اس کی تقسیم بھی سرکار کے قبضے و اختیار میں ہے یا نہیں؟

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی سے روایت ہے۔ وہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وضو کرا رہے تھے۔ سرکار نے فرمایا۔ سَلْ۔ اے ربیعہ مانگ مجھ سے جو کچھ مانگنا چاہتا ہے۔ عرض کی۔ اسئلک مرافقتک فی الجنۃ۔ میں آپ سے یہ مانگتا ہوں، کہ جنت میں مجھے اپنے ساتھ رکھیں۔ تو سرکار نے فرمایا۔ اَوَغَیْرَ ذَالِکَ یہی مانگتے ہو یا کچھ اور بھی چاہیئے۔ عرض کی ھُوَ ذَاکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ۔ میرا مدعا صرف یہی ہے۔ آپ مل گئے تو سب کچھ مل گیا۔ مجھے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ تو فرمایا۔ فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِکَ بِکَثْرَۃِ السُّجُوْدِ۔ پھر اپنے نفس کے خلاف درزی کرتے ہوئے عبادات کی کثرت کے ساتھ میری امداد کیجئے۔

تو جنت کی تقسیم یہاں سے ثابت ہے کہ نہیں؟ اگر آپ کو اس جگہ کوئی اعتراض ہو تو آپ کے فاضل شارح کے حوالہ سے میں یہ بات ثابت کرتا جاؤں۔ وہ فرماتے ہیں کہ سب خزائن سرکار کو دے دیئے گئے ہیں۔

حاشیہ ✽:۔ مولوی شبیر احمد عثمانی دیو بندی فتح الملہم شرح مسلم میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں یوخذ من ھذا الاطلاق ان اللہ سبحانہ مکنہ من اعطاء کل ما اراد من خزائن

نوٹ :- پہلا گھنٹہ ختم ہوا۔ لہٰذا اب بریلوی فاضل مناظر کی طرف سے اعتراضات ہوں گے۔ اور دیوبندی مناظر ان کا جواب دے گا۔

بریلوی فاضل مناظر حضرت علّامہ مولانا شیخ الحدیث صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ۝ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے کہ جو لوگ اللہ

الحق ومن ثم عد ذالک ائمتنا من خصائصہ انہ یخص من شاء بما شاء ۔ جلد دوم ص ۹۶ ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محض سَل فرمادینے اور ان پہ کوئی پابندی عاید نہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اپنے خزانوں میں حسب ارادہ تصرف کرنے اور انہیں تقسیم کرنے کا اختیار دے دیا ہے۔ اور یہیں سے ہمارے آئمہ نے آپ کے خصائص میں ایک یہ خصوصیت بھی شمار کی ہے کہ آپ جو چاہیں جس کو چاہیں باذن اللہ عطا فرما سکتے ہیں۔ اور یہ تحقیق دراصل حضرت علی قاری کی ہے۔ جو مرقاۃ سے نقل کی گئی ہے۔ اور یہی تحقیق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی ہے۔ ملاحظہ ہو مرقاۃ جلد ثانی ص ۳۲۲ ۔ اور اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۴۲۵ پہ حضرت شیخ محقق فرماتے ہیں۔

از اطلاق سوال کہ فرمود سل اے بخواہ وتخصیص نہ کرد بمطلوبے خاص معلوم میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت وکرامت اوست ہرچہ خواہد وہرکرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد۔ فان من جودک الدنیا وضرتھا - ومن علومک علم اللوح والقلم + اگر خیریت دنیا وعقبیٰ آرزو داری - بدرگاہش بیاد ہرچہ میخواہی تمنا کن ۔

ترجمہ :- نبی کریم علیہ السلام کے صرف لفظ سل یعنی مانگ جو مانگتا ہے۔ فرمانے سے اور کسی خاص مطلوب ومقصود کی تخصیص نہ فرمانے سے معلوم ہوتا کہ سب معاملات اور حاجات لوگوں کے آپکے دست ہمت وکرامت میں ہیں۔ جو چاہیں جس کو چاہیں اللہ تعالےٰ کے اذن اور امر سے دیتے ہیں ۔ کیونکہ دنیا اور آخرت اے محبوب تیرے جود ونوال کا ادنےٰ سے کرشمہ ہے ۔ اور

marfat.com

تعالٰی اور اس کے رسولِ پاک کو ایذاء پہنچاتے ہیں۔ اللہ رب العزۃ ان پر دنیا و آخرت میں لعنت فرماتا ہے۔ اور اس نے ان کے لئے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے۔

اب آپ حضرات غور و توجہ کے ساتھ اس عبارت کو سُنیں کہ جو میں آپ کے سامنے عرض کرنے لگا ہوں۔ آیا یہ عبارت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذاء کا موجب ہے یا نہیں؟

کتاب صراط مستقیم جو فارسی میں ہے۔ اور مولانا اسماعیل دہلوی کی لکھی ہوئی ہے اس کا صفحہ ۸۶ میرے سامنے ہے۔ یہاں نماز کے اندر پیدا ہونے والے خطرات کے ازالہ کے سلسلہ میں فرماتے ہیں۔ کہ

"مقتضائے ظلمات بعضہا فوق بعض از وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجۂ خود بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ و خر خود است کہ خیال آں بتعظیم و اجلال بسویدائے دل انسان میچسپد بخلاف خیال گاؤ و خر کہ نہ آنقدر چسپیدگی می بود و نہ تعظیم بلکہ مہان و محقر می باشد و ایں تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز ملحوظ و مقصود میشود بشرک میکشد"

(یہ ہے اصل عبارت فارسی کی اور اب اس کا ترجمہ بھی علماء دیوبند کی زبانی سُنیئے)

ترجمہ

اندھیرے میں جو درجے ہیں بعض سے بعض اوپر ہیں۔ زنا کے وسوسہ سے اپنی بی بی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اس جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں۔ اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے بُرا ہے۔ کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور

لوح و قلم کے علوم تیرے وسیع ترین علوم کا ایک جز اور حصہ ہیں۔ اے سائل اگر تجھے دنیا و آخرت کی خیر اور بھلائی مطلوب ہو تو ان کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو۔ اور ہر دلی مراد سے بہرہ ور ہو۔

marfat.com

نہ تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے۔ اور غیر کی یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو۔ وہ شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے (صراط مستقیم اردو ص ۱۲۶)

یہ ہے عبارت اور میں اپنے طور پر اس پر تبصرہ یہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ یہاں ایک طرف ہے نماز کے اندر خیال کا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جانا۔ اور دوسری طرف گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہو جانا۔

تو مولانا فرماتے ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خیال کا لے جانا گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہونے سے بدرجہا برا ہے۔ لہذا میں اس سلسلہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عمل اور بخاری شریف کی حدیث پیش کرتا ہوں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ جبکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف کی طرف تشریف لے گئے تھے۔ اور واپس آئے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مصلے پر کھڑے تھے۔ نماز شروع تھی پہلی رکعت تھی۔ سرکار صفوں کو چیرتے ہوئے آگے تشریف لے گئے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس صف میں پہنچتے صحابہ تالیاں بجانا شروع کر دیتے گویا تصفیق کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ حتیٰ کہ جب سرکار پہلی صف میں پہنچے تو پہلی صف میں موجود صحابہ بھی تالی بجانے لگے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پیچھے متوجہ ہوتے تاکہ معلوم کریں کہ یہ شور کیسا ہے۔ تو دیکھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا کر پیچھے کھڑے ہو گئے ہیں۔ تب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹنے لگے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو اور پیچھے نہ ہٹو۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے باوجود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹتے چلے آئے۔ اور مصلے خالی فرما دیا۔ جب نماز ختم ہوئی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے صدیق! تم نے مصلیٰ کیوں چھوڑا۔ امامت کیوں چھوڑی۔ پیچھے کیوں ہٹے۔ تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا جواب کیا تھا۔ مَا كَانَ لِابْنِ اَبِي قُحَافَةَ اَنْ يُّصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ کہ ابو قحافہ کے بیٹے ابوبکر کو یہ حق حاصل نہیں تھا کہ وہ محبوب خدا کے

آگے کھڑے ہو کر امامت کرائیں۔ لہٰذا وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام کی خاطر پیچھے ہٹ آئے ہیں۔ امامت چھوڑ دی ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر مصلے خالی فرما دیا ہے اور مقتدیوں نے تالیاں بجا بجا کر اپنے امام کو خبردار کیا ہے۔ عین نماز کے اندر غیر اللہ کی تعظیم سرکار دو عالم کی تعظیم بجا لائی جا رہی ہے۔ نہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم نے شرک کیا ہے۔ کیونکہ تم نے نماز کے اندر میری تعظیم کی ہے۔ یہ تم سے برا فعل صادر ہوا ہے نہ صحابہ کرام کو خیال آیا کہ ہم نماز کے اندر آپ کی تعظیم کر رہے ہیں۔

تو میں پوچھنا چاہوں گا۔ کہ اگر نماز کے اندر سرکار کی طرف متوجہ ہونا گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہونے سے برا ہے تو پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سمجھانا چاہیئے تھا۔ کہ نماز کے اندر غیر کی تعظیم شرک بن جاتی ہے۔ لہٰذا ایسی تعظیم نہیں ہونی چاہیئے۔ نہ تو نبی کریم علیہ افضل الصلوات صحابہ کو فرماتے ہیں کہ تم نے غلط کیا ہے اور نہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہیں کہ تم نے غلط کیا ہے۔ بلکہ فرماتے ہیں اے صحابیو! تم نے تالیاں کیوں بجائیں اگر نماز کے اندر کسی کو ایسا معاملہ پیش آجائے۔ مَن نابَہ شئی فی صلوٰۃ فلیقل سُبحان اللہ تو چاہیے کہ وہ سبحان اللہ کہے۔ کیونکہ جب وہ سبحان اللہ کہے گا۔ تو اس کی طرف لوگ متوجہ ہو جائیں گے۔ (بخاری شریف جلد اوّل ص ۱۶۲)

اگر تم اپنے امام کو متوجہ کرنا چاہتے تھے تو سبحان اللہ کہہ دیتے۔ امام تمہاری طرف متوجہ ہو جاتا۔ یہ تالیاں تو عورتوں کے لئے ہوا کرتی ہیں۔ تو ایسی صورت میں میں آپ سے یہ پوچھوں گا کہ مصلے چھوڑنا تعظیم ہے کہ نہیں؟

صحابہ کرام تالی سرکار کے لئے بجا رہے تھے یا کہ خدا کے لئے بجا رہے تھے؟ تو عین نماز کے اندر یہ تالیاں بجانا سرکار کی خاطر ہے۔ آپ کی تعظیم کی خاطر ہے اور نعوذ باللہ آپ کے سامنے غیر شرعی کام ہو۔ اور آپ نہ روکیں تو کیا یہ صاحب شرع کی طرف سے مداہنت فی الدین لازم آتی ہے کہ نہیں؟ کہ وہ غیر شرعی معاملہ پر سکوت اختیار فرماتے ہیں پھر اللہ ... حضرت بھی نہیں ٹوکتا۔ کہ میں نے تو تمہیں توحید سکھانے کے لئے اور انہیں صحیح نماز

marfat.com

کے طریقے سمجھانے کے لئے بھیجا تھا۔ تم نے تو ان کو شرک کے اندر مبتلا کر دیا۔ نہ خدا نے ٹوکا نہ پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹوکا۔

تو میں عرض کروں گا کہ اللہ رب العزت کا سکوت، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سکوت اور صحابہ کا یہ فعل ایک طرف رکھیے۔ دوسری طرف صراط مستقیم کی یہ عبارت دیکھیے اور پھر دیکھئے کہ اس میں گستاخی اور بے ادبی کی انتہا کر دی گئی ہے یا نہیں؟

یہ عبارت مولانا اسماعیل دہلوی یا سید احمد بریلوی یا مولانا عبدالحی کسی کی بھی ہو ہمیں اس کی تعیین سے غرض نہیں۔ ہمیں صرف اس سے غرض ہے کہ علماء دیوبند کی ایک مسلمہ کتاب کے اندر ایک طرف سرکار کے خیال اور تصور کو رکھ کر دوسری طرف اس کے مقابل گدھے اور بیل کے تصور اور خیال کو ذکر کیا گیا ہے۔ اور ان کے درمیان موازنہ کیا گیا ہے۔ تو کیا اس توازن کے اندر، اس موازنہ اور مقابلہ کے اندر سرکار دوجہاں کی بے ادبی ہوئی ہے یا نہیں ہوئی؟

رہ گئی یہ بات کہ مولانا نے تو تصوف کا اعلیٰ درجہ بیان کیا ہے۔ اور نماز کی یکسوئی کو بیان کیا ہے۔ کیا زنا کا خیال آنے لگے تو بیوی کی مجامعت کا خیال کر لینا یکسوئی کے منافی نہیں ہے؟ صرف سرکار دوجہاں کا تصور پاک ہی یکسوئی کے منافی ہو گیا؟

جناب والا۔ اگر تصوف کا وہ مقام حاصل ہو تو وہاں تو آدمی کو نہ اپنا ہوش رہتا ہے نہ اپنے عمل کا ہوش رہتا ہے۔ چہ جائیکہ اسے یہ درس دیا جائے کہ زنا کا خیال آنے لگے تو بیوی کی مجامعت کا خیال کرے۔ تو معلوم ہوا یہاں تصوف کا کوئی مقام بیان نہیں کیا جا رہا ہے۔ بلکہ صرف اور صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت گھٹانے کے لئے یہ توازن قائم کیا گیا ہے۔ نیز ایک طرف حبیب کریم علیہ السلام کی طرف توجہ مبذول کرنا ذکر کیا۔ اور اس کے مقابل میں گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہونا ذکر کیا ہے۔ اور پھر اتنا بھی نہیں کہا کہ یہ دونوں چیزیں برابر ہیں۔ بلکہ کہا ہے کہ سرکار کی طرف خیال کا پھرنا گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہونے سے بدرجہا بدتر اور برا ہے۔

marfat.com

لہٰذا میں آپ سے انصاف کے نام پر بلکہ ادب و احترام مصطفوی کے نام پر اپیل کروں گا۔ کہ تعصب کو ایک طرف رکھتے ہوئے یہ بتایئے کہ آیا اس موازنہ کے اندر بے ادبی کا پہلو موجود ہے کہ نہیں ہے؟

دیوبندی مناظر

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

میرے فاضل مخاطب نے شاہ اسمٰعیل شہید کی مرتب کردہ صراطِ مستقیم کی ایک عبارت پیش کی ہے۔ جو درحقیقت سید احمد شہید کے ملفوظات ہیں۔ میں اس عبارت کو آپ حضرات کے سامنے مفصل طور پر پڑھنے سے قبل فاضل مخاطب سے ایک سوال کروں گا۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ نے بڑے پُر زور الفاظ میں یہ کہہ دیا ہے۔ کہ اس میں نبی پاک کی توہین کے سوا اور کوئی وجہ نہیں ہے۔ میں آپ سے کہوں گا کہ یہ عبارت مولانا احمد رضا خاں صاحب کے سامنے موجود تھی۔ انہوں نے اس عبارت کو نوٹ کیا لکھا۔ اس کے باوجود انہوں نے اپنی کتابوں اور ذخائر میں یہ واشگاف الفاظ میں لکھ دیا۔ کہ میں شاہ اسمٰعیل کو کافر نہیں کہتا۔ میں فاضل مخاطب سے یہ سوال کروں گا۔ کہ کیا گستاخ رسول آپ کے فتویٰ کے نزدیک کافر نہیں ہے۔ اگر وہ آپ کے فتویٰ کے نزدیک کافر ہے۔ تو پھر مولانا شاہ اسمٰعیل کو مولانا احمد رضا خاں صاحب نے کافر کیوں نہیں لکھا۔

یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اس عبارت میں توہین نہیں تھی۔ یہ کھینچا تانی کر کے بنائی جا رہی ہے۔ اگر توہین ہوتی تو مولانا احمد رضا خاں صاحب کہتے کہ رسالت مآب کی توہین ہو گئی۔ لہٰذا کفر ہے۔ چلو تو آپ یہ بتلائیں کہ علمائے بریلی کے نزدیک امام الانبیاء کی توہین کفر نہیں ہے۔ اگر کفر ہے تو پھر وجہ بتلائیے کہ مولانا احمد رضا خانصاحب نے اس عبارت کے باوجود فتویٰ کفر کیوں نہ دیا؟

marfat.com

۲۔میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میرے فاضل مخاطب نے یہ بالکل پوری عبارت پڑھنے سے اس لئے گریز کیا ہے کہ کہیں حقائق سامنے نہ آجائیں۔ میں آپ کے سامنے پوری عبارت پڑھوں گا۔ اور آپ حضرات اس پر غور فرمائیں کہ شاہ صاحب فرمانا کیا چاہتے ہیں۔ شاہ صاحب فرمانا یہ چاہتے ہیں۔ کہ نماز میں کچھ وسوسے آجاتے ہیں۔ ان وسوسوں کا کچھ ازالہ ہونا چاہیئے۔

فرمایا کہ عالم پاک باز یہ خیال نہ کرے کہ نماز میں شیخ کا تصور یا ارواح اور فرشتوں کی ملاقات کی طرف توجہ کرنا بھی اس نماز کا حاصل ہے جو مومنوں کے لئے معراج ہے نہیں یہ معراج ہرگز نہیں نماز میں یہ توجہ۔

بریلوی صدر مناظرہ حضرت علامہ مولانا عبدالرشید صاحب

جناب! شاہ اسمٰعیل کی کتاب اردو میں ہے یا فارسی میں ہے۔ فارسی عبارت پڑھیں اور اصل عبارت پڑھیں۔ حق نواز صاحب نے کہا کہ میں اردو کی صراط مستقیم پڑھ رہا ہوں۔

منصفین نے کہا آپ فارسی کی عبارت پڑھیں جو اصل ہے۔

حق نواز صاحب نے کہا۔ یہ ترجمہ شدہ کتاب ہے۔ اور اردو ترجمہ لوگوں کو آسانی سمجھ آجائے گا۔ لہذا میں یہی پڑھتا ہوں۔ چنانچہ پھر شروع ہوا۔ کہ شاہ اسماعیل رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نماز میں شیخ کے تصور یا ارواح اور فرشتوں کی ملاقات کی طرف توجہ کرنا بھی اس نماز کا حاصل سمجھتا ہے۔ جو مومنوں کے لئے معراج ہے۔ ہرگز نہیں مومنوں کے لئے نماز نہیں۔ نماز میں یہ توجہ بھی شرک کی ایک شاخ ہے۔ خواہ وہ خفی ہو، یا اخفیٰ یہ بھی نہ سمجھنا چاہیئے کہ عزیب مسائل کا سمجھ میں آجانا ارواح و فرشتوں کا تصور میں نماز میں برا ہے بلکہ اس کام کا ارادہ کرنا اور اپنی ہمت کو اس طرف متوجہ کر دینا نیت میں اسی مدعا کا ملا دینا، مخلص لوگوں کے خلوص کے خلاف ہے

marfat.com

ان الفاظ کی تھوڑی سی تشریح کرنی ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں ایک ہے خیال خود بخود آجانا۔ اور ایک ہے کہ اپنی تمام توجہ اور ہمت ایک ذات کی طرف مبذول کر دینا یہ اس کے خلاف ہے۔ اگر شاہ صاحب نے اسی بات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ مخلص لوگوں کے خلوص کے خلاف ہے۔ اور خود بخود مسائل کا دل میں آجانا ارواح و فرشتوں کا تصور ان کو آجانا
جو حضور حق سے مستغرق باخلاص لوگوں کو عطا ہوا کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ اگر مقدس لوگوں کے خیال اپنے آپ آجائیں تو یہ اللہ کی عطا ہے۔
میں فاضل مخاطب سے کہوں گا۔ کہ آپ نے اپنے ہاتھوں سے لکھی ہوئی کتاب ـــــ کوثر النجرات میں تسلیم کیا ہے کہ یہ تصوف کا اعلیٰ ترین مقام ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف توجہ نہ ہو۔ تو شاہ صاحب بھی یہی بیان فرمارہے ہیں۔ اور تصوف کے اعلیٰ مقام کو بیان کر رہے ہیں۔ البتہ مقام کو بیان کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ بعض وسوسے گندے بھی آسکتے ہیں۔ اور بعض وسوسے اچھے آسکتے ہیں۔ لہذا گندہ وسوسہ یہ ہے تو شاہ صاحب سمجھانا کیا چاہتے ہیں۔
شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ مقدس لوگوں کے خیال اپنے آپ آجائیں تو یہ اللہ کی عطا ہے۔ لیکن وہ فرماتے ہیں بعض وسوسے برے ہوتے ہیں بعض اچھے۔ برے وسوسے کیا ہیں مثلاً زنا کا خیال آجائے۔ اس کی بہ نسبت اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال کم خطرناک ہے۔
اس کے بعد گدھے کا خیال آجائے یہ بہت برا ہے۔ لیکن نماز میں گدھے کا خیال اور اگر کسی مقدس شخصیت کا خیال آجائے کہ اس کی طرف میں کھڑا ہوں۔ اسی کی طرف میری ساری ہمت اور ارادہ ہے۔ ہمت اس کی طرف لگا دی گئی۔ اللہ سے توجہ ہٹا لی گئی تو نماز میں یہ توجہ بہ نسبت اس گدھے کے خیال کے خطرناک ہوگی۔
میں جج صاحبان سے عرض کرتا ہوں یا سامعین سے عرض کرتا ہوں۔ بلکہ مثال سے سمجھاتا ہوں کہ ایک مقام میں گدھے کا فوٹو ہے اور ایک مقام میں میرے شیخ پیر کا فوٹو ہے۔ تو

marfat.com

ظاہر ہے کہ میں پیر کے فوٹو سے گرد جھاڑ دوں گا۔ لیکن گدھے کے فوٹو سے گرد جھاڑنے کی مجھے کبھی خواہش پیدا نہیں ہوگی۔ ظاہر ہے کہ میرے دل میں داعیہ پیدا ہو سکتا ہے کہ میں پیر کے فوٹو کو بوسہ دے دوں۔ لیکن گدھے کے فوٹو کو کبھی بوسہ نہیں دوں گا۔ اور ظاہر ہے اگر کہیں خدانخواستہ اور طبیعت بگڑی تو دل میں یہ آئے گا کہ پیر کے فوٹو کو سجدہ تعظیمی کر لوں۔ لیکن گدھے کو حقارت کی نگاہ سے دیکھونگا

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ نماز میں مقدس شخصیت کا خیال آنا خطرہ ہے۔ کہ اس کو معبود سمجھ کر کہیں عبادت نہ شروع کر دے۔ گدھے کا خیال آئے تو اسمیں عبادت کا خطرہ نہیں۔ اس لحاظ سے فرمایا کہ وسوسے کے اعتبار سے یہ وسوسہ زیادہ خطرناک ہے کہ اس سے تو شرک کی طرف لوٹ جائے گا۔ اور گدھے کا وسوسہ آئے گا۔ تو زائل کرنے کی کوشش کرے گا۔ نکالنے کی کوشش کرے گا۔ دفع کرے گا کہ یہ برا خیال ہے جب نبی کا تصور آتا ہے تو ساری ہمت ادھر لگ جائے گی تو کہے گا اور لگ جاؤ۔ اور لگ جاؤ۔

شاہ صاحب تو یہی فرماتے ہیں۔ نماز میں اس قسم کے وساوس سے بچو۔ بعض خطرناک ہیں اور بعض کم خطرے والے۔ گدھے کا خیال گدھے کا تصور اتنا خطرناک نہیں۔ کہ انسان کو عبادت پر مجبور کر دے۔ نبی اور ولی کا خیال وہ تو تعظیم بنا بیان کر رہے ہیں نبی کی طرف اگر توجہ ہوگی تو ساری توجہ اس طرف مبذول ہو جائے گی۔ صرف ہمت کا یہی معنی ہے کہ نبی کے ساتھ دل میں چسپیدگی ہو جائے گی۔ اور تعظیم کے ساتھ نبی کا خیال آجائے گا۔ لیکن گدھے کے بارے میں ایسا خیال (تعظیم کا) نہیں آئے گا۔

میرے واجب الاحترام بزرگو! اس عبارت کی یہی تاویل ہو سکتی تھی۔ یہی معنی تھا جس کی وجہ سے مولانا احمد رضا خاں صاحب فتویٰ کفر نہ لگا سکے۔ وہ سمجھتے تھے کہ اس میں کوئی توہین نہیں۔ ورنہ دنیا میں آج تک کوئی ماں نے نہیں جنا۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہو چکی ہو۔ اور وہ اس کو مسلمان جانتا ہو۔

جناب تقی الدین انجم صاحب (صدر منعقد) مولانا آپ یہ بتائیں کہ جو عبارت

marfat.com

مولانا نے پڑھی تھی۔ وہ یہاں ہے یا نہیں ہے۔

مولوی حق نواز صاحب۔ میں ابھی پڑھ دیتا ہوں۔ عبارت یہ ہے۔ کہ عالم پاک باز یہ خیال نہ کرے۔ کہ نماز میں شیخ کے تصور یا ارواح اور فرشتوں کی ملاقات کی طرف توجہ کرنا اسی نماز کا حاصل کردہ ہے۔ جو مومنوں کے لئے معراج ہے۔ ہرگز نہیں نماز میں یہ توجہ بھی شرک کی ایک شاخ ہے۔ خواہ وہ خفی ہو۔ یا اخفیٰ۔ یہ بھی نہ سمجھنا چاہیئے کہ عزیب مسائل کا سمجھ میں آجانا اور ارواح و فرشتوں کا تصور نماز میں برا ہے بلکہ اس کام کا ارادہ کرنا اور اپنی ہمت کو انکی طرف متوجہ کرنا فرماتے ہیں خود قصد ہو جائے تو برا نہیں۔ بلکہ خود ہمت کو انکی طرف متوجہ کرنا اور نیت اسی مدعا کا ملا دینا یعنی اسی مدعا کے علاوہ کوئی اور مدعا نہ رہے یہ معنٰی ہے۔ مخلص لوگوں کے خلوص کے خلاف ہے۔ خود بخود مسائل کا دل میں آجانا ارواح و فرشتوں کا تصور ان فاخرہ خلعتوں سے ہے جو حضور حق سے مستغرق باخلاص لوگوں کو نہایت مہربانی سے عطا ہوا کرتے ہیں۔ بلکہ ان کے حق میں ایک ایسا کمال ہے جو وصال کے موقعہ پر مجسم ہوتے ہیں۔ اور ان کی نماز میں عبادت ہیں جس کا ثمرہ ان کی آنکھوں کے سامنے آگیا ہے۔ ہاں حاجتوں کی وہ دعائیں جو باکمال نمازی سے منسلک ہیں۔ بے نیاز کی ذات میں حاجت روائی کے مناسب ہونے کے اعتقاد کے باعث عین نماز میں صادر ہوتی ہیں بھی اسی قبیل سے ہیں۔ یعنی وہ قبیل نماز کے لئے کمال ہے۔ اور اپنی حاجتوں کے بارے میں اپنے نفس کے ساتھ مشورے کرنا تو وسوسوں اور نماز کے نقصانات میں سے ہے۔ اور جو کچھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نماز میں سامان لشکر کی تجہیز کیا کرتے تھے ہم یہی بے مقصد عبارت پڑھتے وقت گزار دیا۔ اور مصنفین حضرات نے جس عبارت یعنی علامہ سیالوی کی پیش کردہ عبارت کے متعلق دریافت کیا تھا۔ کہ وہ اس کتاب میں موجود ہے یا نہیں؟ اس کا جواب ہضم کر گئے اور ہاں یا نہیں کے ساتھ جواب دینے کی ہمت نہ ہوئی۔

★

marfat.com

بریلوی مناظر حضرت علامہ شیخ الحدیث صاحب

میں نے گذارش یہ کی تھی کہ حضرت صحابہ نے بالقصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام کی خاطر اور اپنے امام کو متوجہ کرنے کے لیے تالیاں بجائیں تھیں کہ نہیں ؟

اپنا خیال سرکار کی طرف لگایا تھا کہ نہیں لگایا تھا ؟

امام کا خیال ادھر لگانا چاہتے تھے یا نہیں لگانا چاہتے تھے ؟

تالی بجانے سے ان کا فقط یہی مقصد تھا کہ امام ادھر متوجہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا چکے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کے ادب و احترام کی خاطر مصلیٰ چھوڑ دیں اور پیچھے ہٹ آئیں۔

صحابہ خود متوجہ ہوتے اپنے امام کو متوجہ کیا۔ پھر ان کا امام متوجہ ہوا۔ سرکار کے اس حکم کے باوجود کہ اَنْ اُمْکُثْ مَکَانَکَ (اپنی جگہ ٹھہرے رہو)

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سرکار کے ادب و احترام کی خاطر واپس آ گئے۔ تو بالقصد انہوں نے عین نماز کے اندر تعظیم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار کیا ہے۔

اب میں یہ پوچھتا ہوں کہ یہ تعظیم آپ کے منصب رسالت کے لحاظ سے تھی یا منصب الوہیت کے لحاظ سے۔ الوہیت کے لحاظ کسی غیر کی تعظیم نماز میں ہو، یا باہر، ہر حالت میں شرک ہے۔ تو حالت نماز کی تخصیص کا کیا مطلب ہوگا؟ اور اگر منصب رسالت کے لحاظ سے ہے تو تعظیم عین نماز میں ہی کیوں نہ ہو عین اسلام بن جاتی ہے۔ وہ شرک قرار نہیں دی جا سکتی۔

رہ گیا یہ معاملہ کہ خیال آ جائے تو اور بات ہے مگر خیال آ جائے تو ٹالنے کی کیا صورت ہے۔ آپ کے یہ فاضل عالم خیال ٹالنے کی تدبیر بیان کر رہے ہیں۔ کہ زنا کا خیال آئے تو اسے ٹالے کس طرح کہ بیوی کی مجامعت کا خیال کرے۔ اور اگر سرکار

marfat.com

کا خیال آتا ہے یا کسی اور کا تو ظاہر ہے کہ مولانا اس خیال کو دور کرنے کی تدبیر بیان کر رہے ہیں کہ یہ خیال گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہونے سے بُرا ہے۔ جیسے کہ زنا کا وسوسہ زیادہ بُرا ہے۔ اور بیوی کی مجامعت کا وسوسہ اس کی نسبت کم ہے لہٰذا اس زیادہ بری بات سے جو کم ہے وہ قابل برداشت ہے۔ اس لئے ادھر متوجہ ہو جائے۔ لہٰذا وہی تلقین ادھر بھی فرمائی جا رہی ہے کہ نماز میں سرکار کا خیال آنے لگے تو یہ گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہونے سے بُرا ہے۔ لہٰذا اس سے بچنے کی صورت کیا ہوگی۔

اس پہلے جملہ کے مطابق کہ اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال کرے۔ یہاں بھی بچنے کی یہی صورت ہوگی کہ اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہو جائے۔ لیکن خیال کو نبی پاک کی طرف نہ جانے دے۔ تو یہاں صاف طور پہ اس آئی ہوئی توجہ کو ہٹانے کی ایک تدبیر بیاں کی جا رہی ہے۔ اور موازنہ بیان کیا جا رہا ہے۔ جو کہ سخت بے ادبی ہے اور گستاخی اور توحید الٰہی، توحید نبوی اور توحید صحابہ سے اس کو کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ آیا نماز میں بالقصد توجہ سرکار کی طرف کرنا جائز ہے کہ نہیں ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ کی وجہ خطاب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں جس کو احیاء العلوم سے علامہ علی قاری نے مرقاۃ جلد ۲ صفحہ ۲۲۵ پر نقل فرمایا ہے۔ کہ قَالَ الْغَزَالِیُّ فِی الْاِحْيَاءِ وَ قَبْلَ قَوْلِكَ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَحْضِرْ شَخْصَهُ الْكَرِيْمَ فِیْ قَلْبِكَ کہ جب اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ کہنے لگو تو سرکار کے شخص کریم کو اپنے دل میں حاضر کرو۔ وَلْيَصْدُقْ اَمَلُكَ فِیْ اَنَّهٗ يَبْلُغُهٗ سَلَامُكَ تمہاری امیدیں اور آرزوئیں اس معاملے میں صادق اور راسخ ہونی چاہئیں کہ تمہارا سلام سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچ رہا ہے وَ يَرُدُّ عَلَيْكَ مَا هُوَ اَوْفٰى مِنْهُ۔ اور یہ کہ سرکار تجھے جو جواب ارشاد فرما رہے

marfat.com

ہیں۔ وہ تیرے سلام کی نسبت اتم اور اکمل ہے۔ یہ ہے احیاء العلوم کی عبارت جو علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمائی ہے۔ اور آپ کے شارح مسلم شریف مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب اسی حدیث کے ضمن میں وہی بعینہٖ عبارت نقل فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

اَحْضِرْ فِیْ قَلْبِكَ النَّبِیَّ وَشَخْصَہُ الْکَرِیْمَ وَقُلْ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ کہ بالقصد اپنی توجہ کو ادھر مبذول کیا جائے۔ اَحْضِرْ کا حکم موجود ہے۔ حاضر کرو ان کو اپنے دل میں۔ اور توجہ کو بالقصد ادھر مبذول کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

آیئے! میں آپ کے سامنے آخر میں یہ حدیث عرض کر دوں۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۴۴ پر یہ حدیث موجود ہے۔ کہ حضرت ابو سعید بن معلیؓ نماز پڑھ رہے تھے۔ سرکار دو عالم نے ان کو یاد فرمایا، یا انہوں نے سوچا میں نماز میں ہوں۔ پہلے نماز مکمل کر لوں۔ اس کے بعد سرکار کی بارگاہ میں حاضری دونگا۔ چنانچہ جب نماز پڑھ کے آئے تو سرکار نے پوچھا، دیر کیوں لگائی ہے؟ جلدی کیوں نہیں آئے ہو۔ انہوں نے عرض کی کُنْتُ اُصَلِّیْ فِی الْمَسْجِدِ۔ کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اس لئے دیر ہو گئی ہے۔

محبوب کریم علیہ السلام نے ان کو تنبیہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ اَلَمْ یَقُلِ اللّٰہُ اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ۔ کہ اے ابو سعید تجھے اللہ کا یہ حکم معلوم نہیں تھا کہ جب تمہیں میرا حبیب پکارے۔ میری اور میرے حبیب کی جب تمہیں دعوت پہنچے اور پیغام ملے تو کیا کرو اِسْتَجِیْبُوْا فوراً ان کی بارگاہ میں حاضر ہو جایا کرو۔ تم نماز پڑھتے رہے اور میری طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اور نماز کو چھوڑ کر میری بارگاہ میں حاضر نہیں ہوئے۔

غور کیجئے نماز کے اندر ہوتے ہوئے بھی سرکار کا بلاوا آئے تو تعمیل واجب ہے۔ اور نماز پڑھتے رہنا ممنوع ہے۔ مگر علماء دیوبند کی توحید کے مطابق انہیں

marfat.com

سنی ان سنی کر دینی چاہیے تھی۔ آتا ہوا خیال بھی انہیں رد کر دینا چاہیے تھا کہ کون پکار رہا ہے۔ کون نہیں پکار رہا۔ لیکن جو توحید ان کو بارگاہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سکھائی گئی تھی وہ کیا تھی کہ نماز کو چھوڑ دیتے پہلے میری بارگاہ میں آتے۔ تم نے آیت کریمہ کا معنی نہیں سمجھا ہے اور آیت کے مطابق عمل نہیں کیا۔ اِستَجِیبُوا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُولِ اِذَا دَعَاکُمْ۔ اللہ کے حکم کو مانو۔ اللہ کے رسول کے حکم کو مانو۔

ذکر دو کے حکموں کا ہے لیکن آگے دعوت ایک کی ذکر کی جا رہی ہے۔ اجابت کرد دو کے حکم کی، مانو دو کے حکم کو، کب اِذَا دَعَاکُمْ، جب میرا رسول تمہیں پکارے معلوم ہوا ان کا بلانا خدا کا بلانا، ان کی بارگاہ میں حاضری دینا خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔ لہٰذا ان کی طرف توجہ بھی توجہ اِلی اللہ کا ذریعہ ہے۔ بلکہ وہ بھی در حقیقت توجہ الی اللہ ہے۔ لہٰذا اس کو گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہونے سے بدتر کہنے کا کیا جواز ہے، اور اس کو شرک کیسے کہا جا سکتا ہے۔ اس موقعہ پر حضرت مولانا عبدالرشید صاحب رضوی صدر مناظرہ نے فرمایا۔ کہ مولوی اسمٰعیل کی اصل عبارت پڑھ کر سنا دیں۔ کیونکہ مولوی حق نواز صاحب نے وہ جگہ قصداً نہیں پڑھی تھی۔ اور جناب انجم صاحب کے دریافت کرنے پر کہ وہ عبارت جو مولانا سیالوی نے پیش کی ہے۔ وہ کتاب میں ہے یا نہیں۔ تو وہ دوسری عبارت پڑھتے رہے اور اسے عمداً نہ پڑھا۔ چنانچہ علامہ سیالوی صاحب نے وہ عبارت دوبارہ پڑھ کر سنائی (فارسی عبارت پہلے گزر چکی ہے۔ صرف مفہوم پیش خدمت ہے) ہاں بمقتضائے ظلمات بعضھا فوق بعض۔ کبھی ظلمتیں اور وساوس ان پر طاری ہو جاتے ہیں۔ تو ان کے مقتضیٰ کے پیش نظر اگر زنا کا خیال آتا ہے۔ تو زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے۔ اور شیخ یا اسی جیسے دیگر بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں۔ اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے۔ گویا یہاں یہ

marfat.com

توازن اور تقابل قائم کیا جا رہا ہے۔ ایک طرف تصور مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو رکھا جا رہا ہے۔ اور دوسری طرف گدھے اور بیل کے خیال کو رکھا جا رہا ہے۔ اور تصور رسالت مآب علیہ افضل الصلوٰت کو اس سے بھی نعوذ باللہ بدتر کہا جا رہا ہے۔

جناب منظور خاں صاحب:۔ یہ کونسا صفحہ ہے تو آپ نے فرمایا صفحہ ۹۷ مطبوعہ دیوبند۔ اس ضمن میں میں یہ بھی عرض کر دوں۔ کہ فاضل مناظر میری کوثر الخیرات کا حوالہ دے رہے تھے۔ یہ عجیب بات ہے کہ دوپہر کے اجالے میں وہ اتنی غلط بیانی کر رہے تھے اور جھوٹ بول رہے تھے۔ ہمت ہے تو دکھلاؤ اور وہ عبارت پڑھ کر سناؤ۔

میں نے کوثر الخیرات میں اس خدشہ کا جواب دیا ہے۔ کہ ہوسکتا ہے کوئی کہے کہ یہ تصوف کا اعلےٰ درجہ ہے کہ بالکل استغراق ہونا چاہیئے۔ اور ادھر ادھر توجہ نہیں ہونی چاہیئے۔

تو میں نے اس بات کا جواب دیا ہے کہ اگر ادھر ادھر تصور نبوی میں تصوف کا یہ مقام تھا تو یہاں وسوسہ زنا میں بھی یہ ہونا چاہیے تھا۔ لہذا بیوی کی مجامعت کی طرف خیال پھرنے کا درس کیوں دیا جا رہا ہے۔ تو یہاں جماع بلکہ جس سے جماع کرنا ہے اس کا خیال بھی نہیں ہونا چاہیے تھا۔ نماز کا حق تو یہ تھا۔ چہ جائیکہ بیوی کی مجامعت کی طرف ترغیب اور توجہ دلائی جائے۔

آیئے میں اب اس قسم کے موازنہ کے برعکس علماء محققین کا نظریہ عرض کر دوں اور آپ کی طرف توجہ مبذول کرنے کا جواز واضح کر دوں۔

حضرت شیخ محقق شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۴۰۳ پر اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کہنے کی حکمت اور وجہ خطاب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ بعضے از عرفاء گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائر موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت در ذات مصلیاں موجود د

حاضر است پس مصلی باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد و ازیں شہود غافل بنود تا بانوار قرب و اسرار معرفت منور و فائز گردد۔

ترجمہ:۔ بعض عرفاء فرماتے ہیں کہ السلام علیک ایہا النبی کا خطاب کیوں ہے حالانکہ آپ بظاہر سامنے موجود نہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ خطاب حقیقت محمدیہ کے کائنات کے ذرہ ذرہ میں موجود ہونے کے پیش نظر ہے۔ اور آپ کے افراد ممکنات میں موجود ہونے کے پیش نظر ہے۔ لہذا یہ سبق دیا گیا ہے۔ کہ چونکہ حقیقت محمدیہ عارفوں اور افراد ممکنات میں موجود ہے۔ لہذا اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ خطاب کرو۔ اور ان کے حضور و شہود کو مدنظر رکھتے ہوئے سلام عرض کرو۔

(یہ ہے عرفاء اور محدثین کا مذہب، مسلک اور نماز میں حقیقی لذت و سرور، اجر و ثواب اور فیوض و برکات حاصل کرنے کا ذریعہ۔ ان کاملین کے نزدیک اور اسکے برعکس علماء دیوبند کی توحید ملاحظہ کرو۔ جو سراسر بے ادبی و گستاخی پر مبنی ہے)

دیوبندی مناظر مولوی حق نواز صاحب

نحمدہ، ونصلی علی رسولہ الکریم۔

قابل صد احترام سامعین! میں صراط مستقیم کی اصل عبارت پڑھ رہا تھا۔ کہ وقت ختم ہو گیا۔ میں وہیں سے آگے اس عبارت کو پڑھ دیتا ہوں۔ اور پھر اس کے بعد اس پر کچھ عرض کرونگا۔

حضرت خضر علیہ السلام کے لئے کشتی کے توڑنے اور بے گناہ بچے کے مار ڈالنے میں بڑا ثواب تھا۔ دوسروں کے لئے بڑا گناہ ہے۔

جناب فاروق رضی اللہ عنہ، کا وہ درجہ تھا کہ لشکر کی تیاری آپ کی نماز میں خلل انداز نہ ہوتی تھی۔ بلکہ وہ بھی نماز کے کامل کرنے والوں میں سے ہو جاتی۔

marfat.com

اس لئے کہ وہ تدبیر ربّ العزت کے الہامات میں سے آپ کے دل میں ڈالی جاتی تھی۔ اور جو شخص خود کسی امر کی تدبیر کی طرف متوجہ ہو خواہ وہ امر دینی ہو، یا دنیاوی بالکل اس کے برخلاف ہے۔ اور جس شخص پر یہ مقام کھل جاتا ہے وہ جانتا ہے یہاں بمقتضائے ظلمات بعضھا فوق بعض زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے۔ اور شیخ یا اس جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ وہ جناب رسالت مآب ہی ہوں۔ اپنی ہمت (خیال) کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے بدرجہا بُرا ہے۔

سامعین کرام! ذرا اوپر والی عبارت کو خدارا دوبارہ پڑھیئے۔ اور اس پر چند منٹ کے لئے غور کیجئے۔ یہ میرے فاضل مناظر شاہ صاحب کی عبارت کو خود اپنی زبان سے پڑھ رہے ہیں۔ کیونکہ شیخ کا خیال اس کو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ دل میں چمٹ جاتا ہے۔ اور بیل اور گدھے کے خیال کے ساتھ نہ اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے۔ اور نہ تعظیم پیدا ہوتی ہے بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے۔ اور غیر کی یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں موجود ہو وہ شرک کی طرف کھینچ کرلے جاتی ہے۔

یہ پوری عبارت ہے جو میں نے آپ کے سامنے پڑھ دی ہے۔ اب اس پر میں فاضل مخاطب سے گذارش کروں گا۔ کہ انہوں نے فرمایا کہ زنا کے خیال کو دفع کرنے کے لئے شاہ اسمٰعیل نے اپنے پیر کے ملفوظ کو نقل کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ اس خیال کو دفع کرنے کے لئے بیوی کے جماع کا خیال کرے۔

یہ عبارت میں کہاں لفظ ہے کہ بیوی کے جماع کا خیال کرے۔

حاشیہ :۔ اگر سبھی وساوس کے بُرا ہونے کا حکم لگانا مقصود تھا۔ کہہ دیتے کہ زنا کا خیال بیوی کی مجامعت کا خیال، اپنے گدھے اور بیل کا خیال اور رسالت مآب علیہ السلام کا خیال کرنا نمازی کے لئے درست نہیں ہے۔ وہ نماز کے اندر پیش آنے والے وساوس میں فرق بیان

marfat.com

بلکہ وہ اس کے بڑے ہونے کے پیش نظر کہتے ہیں۔ کہ وہ زنا ہے اس سے کوڑے لگتے ہیں۔ اور بیوی کے ساتھ ہم بستری کا خیال آجائے تو یہ نسبت اس کے کم درجہ رکھتا ہے۔ وہ تو تمام وسوسوں کی تردید کرتے ہیں۔ کہ کوئی وسوسہ امر دینی میں سے ہو، یا دنیادی میں سے، اپنی ہمت کو اس طرف نہیں لگانا۔ اور خاص کر خطرناک یہ وسوسہ ہے کہ اگر آپ نے ساری توجہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لگا دی۔ تو اس طرح وہ شرک کی طرف رفتہ رفتہ کھینچ کرلے جائے گی۔

اس عبارت کی وضاحت کے بعد میں پھر کھل کر کہنا چاہتا ہوں۔ کہ میرے فاضل مخاطب نے بڑے پُر زور الفاظ کے ساتھ احادیث کے حوالہ جات سے دوسری کتب کے حوالہ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ اس عبارت میں توہین ہے میں فاضل مخاطب سے جج صاحبان سے عرض کروں گا۔ کہ حوالہ جات کی بھرمار کی بات نہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ اگر یہ توہین ہے اور آپ نے جو دلائل پیش کئے ہیں وہ دلائل اسی عبارت پر فٹ آتے ہیں۔ تو مولانا احمد رضاخاں صاحب نے کافر کیوں نہیں کہا۔ جبکہ گستاخ رسول دنیائے اسلام کی نظر میں کافر ہے۔ ان کا کافر نہ کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس عبارت میں توہین نہیں تھی۔ یہ آپ خواہ مخواہ وقت کو طول دینے کے لئے اس کو توہین بنا رہے ہیں۔ ورنہ جب یہی عبارت مولانا احمد رضاخاں صاحب الکوکبۃ الشہابیہ میں اور سل السیوف الہندیہ میں اور سبحان السبوح میں اور اسی طرح دیگر کتب میں نقل فرماتے ہیں

کرکے جو زیادہ قبیح ہے۔ اس سے بچنے کی صورت بیان کر رہے ہیں۔ اس لئے کہتے ہیں۔ کہ زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے۔ اگر وہ نماز میں قابل برداشت نہ ہوتا تو مولانا اس کو بہتر قرار نہ دیتے۔ اور اس سے اگلی عبارت کا مقصد بھی واضح ہوگا کہ خیال مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء نماز میں قابل برداشت نہیں۔ مگر اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہو جانا بھی قابل برداشت ہے العیاذ یا اللہ

marfat.com

لیکن سبحان السبوح کے آخر میں لکھا۔میں کافر نہیں کہتا ہوں۔ملفوظات میں لکھا کافر نہیں کہتا ہوں۔ الکوکبۃ الشہابیۃ کے آخر میں لکھا کہ میں کافر نہیں کہتا ہوں۔ بلکہ حسام الحرمین میں لکھا کہ شاہ اسمٰعیل کو کافر نہیں کہتا ہوں۔ اگر یہ توہین ہے۔ تو قائل کو کافر کہنا چاہیئے۔ اگر کافر نہیں کہا گیا تو پتہ چلا کہ اس عبارت میں یہ توہین نہیں بلکہ شاہ صاحب فرمانا یہ چاہتے ہیں کہ کسی اعلیٰ ہستی کی طرف اپنی تمام توجہ تمام ارادہ مبذول کر کے اپنی عبادت کو جب تم کرو گے۔تو خطرہ ہے کہ تم صحابہ پاکوں جیسے نہیں ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مثال دے کر بتلایا کہ وہ اونچے لوگ تھے۔اس قسم کے خیالات کہ وہ لشکر کی تیاری کر رہے ہیں۔ان کی نماز میں خلل نہیں آتا تھا۔تم صحابہ کی مثالیں لے کر اپنی نماز کو تباہ نہ کرنا۔تم پھل جاؤ گے وہ صحابہ کی جتنی روایات آپ پیش کر رہے ہیں۔حضرت شاہ اسمٰعیل شہید نے ان کو مستثنیٰ کر دیا ہے۔ کہ ع کار پاکاں را قیاس از خود مگیر ؎

وہ تو فرماتے ہیں کہ پاکوں کو اپنے اوپر قیاس کیوں کرتے ہو۔تم میں وہ اہلیت کہاں وہ تو توحید کے علمبردار تھے۔ان میں تو ایک بات بھی خطرناک نہیں تھی۔ وسوسے کے باطل ہونے کو بتلا رہے ہیں کہ خطرناک نقصان وہ کونسی چیز ثابت ہوگی۔

میں گذارش کروں گا کہ فاضل مخاطب نے اس سوال کا جواب نہیں دیا کہ شاہ اسمٰعیل

؎ حاشیہ:۔کار پاکاں را قیاس از خود مگیر کا مطلب تو یہ تھا کہ انکے افعال میں اسرار اور حکمتیں ہوتی ہیں۔وہ بظاہر خلاف شرع ہی کیوں نہ ہوں جیسے حضرت خضر علیہ السلام کا معاملہ لیکن تجھے اعتراض کا حق نہیں ہے۔نہ یہ کہ نبی اکرم علیہ السلام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان بلکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کو نظرانداز کردو۔نہ استجیبوا للہ وللرسول کا خیال کرو۔ السلام علیک ایھا النبی کی حکمت سے غرض رکھو نہ حدیث تقریری کا خیال رکھو، نہ اجماع صحابہ پر نگاہ رکھو نہ خصائص نبوی کو خاطر میں لاؤ۔

marfat.com

کی یہ عبارت جو توہین تھی۔ تو مولانا احمد رضا خاں صاحب نے کافر کیوں نہیں کہا۔ اور کافر نہ کہنے کی وجہ کیا ہے؟ ادھر سے مولانا احمد رضا خاں صاحب کی کتابوں کا حوالہ پوچھا گیا تو کہنے لگا۔ کہ انہوں نے شاہ اسمٰعیل کی تردید میں پوری کتاب لکھی ہے۔ اس کے صفحہ ۶۳ پر شاہ صاحب کے خلاف لکھتے لکھتے مولانا احمد رضا خاں صاحب لکھتے ہیں۔ بلکہ الکوکب الشہابیہ صفحہ ۵۹ پر فرمایا۔ "بالجملہ ماہ نیم ماہ و مہر نیمروز کی طرح ظاہر کہ اس فرقہ متفرقہ یعنی وہابیہ اسماعیلیہ اور اس کے امام نافرجام پر جزماً قطعاً یقیناً اجمالاً بوجوہ کثیرہ کفر لازم اور بلاشبہ فقہائے کرام واصحاب فتویٰ اکابر و اعلام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد، کافر باجماع ائمہ ان سب پر اپنے تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ و رجوع اور ازسرنو کلمۂ اسلام پڑھنا واجب اگرچہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ و مختار و مرضی و مناسب ہے"

شاہ صاحب کا ان تمام عبارات کے باوجود یہ فیصلہ ہے کہ میں شاہ اسمٰعیل شہید کو کافر نہیں کہتا ہوں۔ اسی طرح دیگر کتب کے علاوہ الکوکبۃ الشہابیہ میں اور فراۃ الہندیہ اور اپنے ملفوظات میں بھی ان کے یہی فتاویٰ ہیں۔ اور فاضل مخاطب ان تمام حوالہ جات سے آگاہ ہیں۔ کہ انہوں نے کافر نہیں کہا۔

بہرحال میں عرض کر رہا تھا کہ شاہ اسمٰعیل شہید نے جس طرح پوری وضاحت کے ساتھ اس میں عبارت نقل کر دی ہے کہ ان کا مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں محض خیال آنے کا مطلب نہیں۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ خیال تو خود بخود آتا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ اپنی توجہ کو کسی طرف مبذول کر دینا، اپنا مدعا اسی کو بنا لینا۔ اور ساری چیزوں سے توجہ ہٹا کر ایک ہی ذات کی طرف توجہ کر لینا۔ یہ فرماتے ہیں کہ نماز کے اور مخلص لوگوں کے خلوص کے خلاف ہے۔ یعنی یہ مقصد نہیں۔ کہ نبی پاک کا معاذ اللہ السلام علیک ایہا النبی کہتے ہوئے خیال آ گیا تو نماز ٹوٹ جائے

marfat.com

گی۔ بلکہ وہ فرماتے ہیں کہ جہاں جہاں اللہ نے جو دُعائیں قرآن میں سکھائی ہیں جیسا کہ عبادات میں آئیں۔ ان دعاؤں کا نماز میں پڑھنا بھی نماز کے خلاف نہیں کیونکہ اللہ نے خود ان دعاؤں کا ارشاد فرمایا ہے۔ اسی طرح السّلام علیک ایّھا النبیّ پڑھنے کا تو خود حکم ہے۔ اور ساتھ ساتھ اس کو خارج کر کے فرماتے ہیں کہ یہ چیزیں تو نماز کے کمال کے خلاف نہیں۔ کیونکہ شرعاً حکم ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے ان باتوں کا حکم دیا ہے۔ اس لئے یہ اس کے خلاف نہیں ہے۔

میرے واجب الاحترام بزرگو! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ شاہ اسمٰعیل کی اس عبارت میں توہین نہیں۔ جس کے لئے میں نے علمائے بریلوی کے مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب کا نام پیش کیا تھا۔

بریلوی مناظر حضرت علاّمہ شیخ الحدیث صاحب

حضرات گرامی!

پہلے تو میں آپ سے یہ گذارش کروں۔ کہ یہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کی عبارت سے ثابت فرما رہے ہیں۔ کہ ان کے نزدیک مولانا اسمٰعیل صاحب کافر نہیں ہیں۔ لہذا ان کی یہ عبارت گستاخانہ نہیں ہے۔ اور شاید ان کو معلوم نہیں ہے کہ ایک ہے لزوم کفر اور ایک ہے التزام کفر۔ فتویٰ کفر کا اس صورت میں دیا جاتا ہے جبکہ یہ پتہ چل جائے کہ یہ عبارت لکھنے والا اور یہ عبارت بولنے والا اس کفر پہ مطلع ہوا۔ اور باوجود اس کے اس پہ اڑا رہا۔ اور اس نے رجوع اور توبہ نہیں کی۔ تب یہ کہا جائے گا کہ یہ عبارت کفریہ اور گستاخانہ ہے۔ اور اس کا کہنے والا کافر ہے۔

اور جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ اس عبارت کا لکھنے والا اس کی قباحت اور مفاسد پر مطلع ہوا۔ تو احتیاط یہی ہے کہ عبارت کو کفر یہ کہا جائے۔ مگر اس

marfat.com

کے لکھنے والے کو کافر نہ کہا جائے۔ اور چونکہ اسماعیل دہلوی صاحب مولانا احمد رضا خاں صاحب کے زمانہ سے پہلے رحلت کر چکے تھے۔ لہذا اس اطمینان کی کوئی صورت نہیں تھی کہ وہ واقعی اس عبارت کی سنگینی اور اس میں مضمر مفاسد پر مطلع ہوئے۔ اور پھر بھی اس پر مصر رہے۔ لہذا انہوں نے از راہ احتیاط ان کو کافر نہ کہا۔ کیونکہ ان کا التزام کفر متحقق نہیں ہوا تھا باقی رہا عبارت کے گستاخانہ ہونے کا معاملہ تو انہی مولانا احمد رضا خانصاحب نے اسی کتاب کے صفحہ ۳۰ پر یہ ارشاد فرمایا۔ کہ مسلمانوں لِلّٰہ کیا ایسا کلمہ کسی اسلامی زبان یا قلم سے نکلنے کا ہے حاشا لِلّٰہ۔ پادریوں، پنڈتوں وغیرہ کھلے کافروں، مشرکوں کی کتابوں کو دیکھو کہ انہوں نے بزعم خود اسلام جیسے روشن چاند پر خاک ڈالنے کو لکھی ہیں۔ شاید ان میں اس طرح کی نظیر نہ پاؤ گے۔ کہ ایسے کھلے ناپاک الفاظ تمہارے پیارے نبی، تمہارے سچے رسول کی عصمت میں سے ہوں۔ انہیں مواخذہ دنیا کا ڈر لگتا ہے۔ مگر اس مدعی اسلام بلکہ مدعی امامت کا کلیجہ چیر کر دیکھئے کہ اس نے کس جگرے سے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے دھڑک یہ سب دشنام کے جملے لکھ دیئے۔ اور روز آخر اللہ رب العزت غالب قہار کے غضب عظیم اور عذاب الیم کا اصلاً اندیشہ نہ کیا۔ تو جہاں تک عبارت کی سنگینی کا تعلق تھا صفحہ ۳۰ پر یہ تنبیہہ فرما دی ہے۔ اور جہاں تک احتیاط کا تعلق تھا کہ ہوسکتا ہے مولانا اسمٰعیل صاحب اپنی اس عبارت کی قباحت پر متوجہ نہ ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے بے توجہی کی صورت میں یہ کہہ دیا ہے۔ اگر وہ میرے وقت میں ہوتے تو میں ان کو متوجہ کراتا، متنبہ کرتا۔ ہوسکتا ہے باز آجاتے۔ اور توبہ کر جاتے۔ اس احتیاط کے باعث انہوں نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میں کافر کا فتویٰ نہیں دیتا۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ باقی آئمہ کی تصریحات کے مطابق چونکہ عبارت کے اندر توہین تامہ کی گئی ہے کہ ایک طرف خیال مصطفٰے صلی اللہ علیہ

marfat.com

وسلم کو رکھا گیا ہے۔ اور دوسری طرف گدھے اور بیل کے خیال کو رکھا گیا ہے لہذا یہ عبارت صریح گستاخی اور توہین کے ضمن میں آتی ہے۔ لہذا انہوں نے اس قسم کا فتویٰ دے دیا ہے۔ لیکن میں اس کو لزوم کفر سمجھتا ہوں۔ اور التزام کفر نہیں سمجھتا۔ اور کفر کا فتویٰ نہیں دیتا۔ نہ یہ کہ میں عبارت کو گستاخانہ نہیں سمجھتا۔

آیئے! اب یہ دیکھیں کہ کفر کے لزوم اور التزام میں فرق ہے کہ نہیں ہے تو یہ کتاب نبراس میرے ہاتھ میں ہے۔ یہ عقائد کی کتاب ہے اور شرح عقائد کی شرح ہے۔ اس کے صفحہ ۱۹۹ پر موجود ہے۔ قَدْ تَقَرَّرَ فِی الشَّرْعِ اِنَّ اِلْتِزَامَ الکفر کُفْرٌ لَا لُزُوْمُہٗ کہ کفر کا التزام کر لینا یعنی معنیٰ کفریہ سمجھنے کے باوجود اس پہ اڑ جانا۔ یہ تو کفر ہے اور کفر کا فتویٰ بھی دیا جائے گا۔ لیکن غلطی سے کسی کے منہ سے نکل جائے تو اس کلمہ کو کفریہ کہا جائے گا۔ بولنے والے کو کافر نہیں کہا جائے گا۔ الغرض التزام کفر کفر ہے، لزوم کفر کفر نہیں ہے تو یہ ایک احتیاط والا پہلو تھا۔ جس کی وجہ سے مولانا احمد رضا خاں صاحب نے کفر کا فتویٰ نہ دیا۔ نہ یہ کہ اس عبارت کو گستاخانہ تسلیم نہیں کیا۔ؑ

علاوہ ازیں آپ یہ بھی فرما گئے ہیں۔ کہ صراط مستقیم میں یہ کہیں نہیں لکھا ہوا۔ کہ زناء کا خیال آنے پر اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال کرے۔ تو عرض کیا جا چکا ہے۔ کہ دہلوی صاحب فرماتے ہیں کہ از وسوسہ زناء خیال مجامعت

ؑ حاشیہ: مولانا حق نواز صاحب کا یہ استدلال عجیب تھا۔ کہ کافر نہ کہنا ان اقوال کے درست اور صحیح ہونے کی دلیل بن گیا۔ کیا زانی شرابی ڈاکو اور قاتل کافر ہیں۔ اور شریعت میں ان پر کفر کا فتویٰ لگانا درست ہے؟ جب کافر کہنا درست نہیں تو کیا کہا جائیگا۔ کہ یہ افعال درست ہیں؟ یقیناً یہ افعال بھی درست نہیں ہیں۔ بلکہ فسق وفجور کے ضمن میں آتے ہیں اسی طرح ان اقوال میں بھی قائل کا التزام کفر معلوم نہ ہونے کی وجہ سے قائل کو کافر نہ کہنے (جاری)

marfat.com

زوجہ خود بہتر است ۔تو حالت نماز میں بیوی کا خیال کیوں بہتر قرار دیا جارہا ہے؟ تو یہ زنا کے برُے خیال سے بچنے کی ہی ایک تدبیر بیان کی جارہی ہے۔ اور پھر تم کہتے ہو کہ صحابہ کا معاملہ چھوڑیئے مجھے ذرا یہ بتلایئے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ صحابہ میں سے ہے ۔جنہوں نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ اَحْضِرْ فِیْ قَلْبِكَ شَخْصَہُ الْکَرِیْمَ ۔کہ آپ کے شخص کریم کو اپنے دل میں حاضر کرد۔ پھر سلام پیش کرد اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتلایئے کہ کیا صحابہ کرام قابل تقلید نہیں ہیں؟ نیز یہ حدیث تقریری بن گئی کہ سرکار کے سامنے صحابہ نے ایک فعل کیا۔ اور سرکار نے انہیں نہ ٹوکا ۔ اور اسلام کے اندر آپ لوگوں کے نزدیک بھی قومی عملی اور تقریری حدیث معتبر اور قابل قبول ہے کہ نہیں ؟ لہذا اگر یہ فعل کسی صورت میں بھی توحید کے منافی ہوتا تو سرکار منع فرما دیتے اور روک دیتے۔

اور اس کے علاوہ میں شیخ محقق کی بات عرض کرچکا ہوں۔کہ وہ فرماتے ہیں۔
مصلی را باید کہ ازیں شہود و مقصود آگاہ باشد کہ وہ سرکار کی تشریف آوری سے آگاہ ہو۔ اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بالقصد یہ سمجھتے ہوئے کہ آپ کی حقیقت موجود ہے سلام بھیجے ۔یہاں بھی قصد کی تلقین عرفاء کی زبان سے اور شیخ محقق کی زبان سے موجود ہے ۔

سے ان کا درست ہونا کیونکر لازم آسکتا ہے ؟ اور یہی حقیقت حضرت بریلوی قدس سرہٗ کی کلام سے ظاہر ہے ۔جس طرح کہ مولانا حق نواز صاحب کی پیش کردہ عبارت کے الفاظ "اس فرقہ متفرقہ یعنی دہابیہ اسماعیلیہ اور اس کے امام نافرجام پر جزماً قطعاً یقیناً اجمالاً بوجوہ کثیرہ کفر لازم"
میں اس امر کی صراحت موجود ہے ۔ لہذا عبارات کا کفریہ ہونا ان کے نزدیک مسلم ہے ۔ البتہ ان کے قائل کو کافر کہنے میں بوجہ التزام کفر معلوم نہ ہونے کے احتیاط سے کام لیا ہے ۔ ——— مرتب

marfat.com

لہذا یہ کہنا کہ اب توجہ کرنی ناجائز ہے۔ بالکل غلط ہے۔ اور تمہارا یہ قول بجا نہیں ہے اس کے ساتھ ساتھ میں ابوسعید بن معلی کی روایت میں بھی عرض کر چکا ہوں۔ کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ٹوکا تھا۔ کہ میرے بلانے پہ کیوں حاضر نہیں ہوئے تھے؟

اور اسی حدیث کی شرح میں محدثین کرام فرماتے ہیں۔ کہ یہ تو بہر حال واجب ہے کہ سرکار کے بلانے پر نمازی نماز چھوڑ دے۔ اور ان کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے۔ ہاں ان کی بارگاہ میں حاضری سے نماز ٹوٹتی ہے یا نہیں ٹوٹتی۔؟

یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے اور اس میں کثیرین کا مذہب یہ ہے کہ نماز چھوڑ کر بارگاہ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری دینے سے نماز نہیں ٹوٹتی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنتے ہی نماز چھوڑ کے چلا جائے۔ سرکار جو کام فرمائیں وہ کام کر کے آئے پھر جہاں چھوڑ گیا تھا وہیں سے شروع کرے۔ تو اس کی نماز میں خلل نہیں آئے گا۔ بلکہ نمازی کی نماز باقی ہے۔ اگرچہ سرکار کو سلام دیا ہے

حاشیہ عہ:۔ علامہ عینی عمدہ القاری جلد سابع صفحہ ۲۸۲ پر فرماتے ہیں۔ وقال صاحب التوضیح صرح اصحابنا فقالوا من خصائص النبی علیہ السلام انہ لو دعا انسانا وھو فی الصلوٰۃ وجب علیہ الاجابۃ ولا تبطل صلوتہ۔ ا

ترجمہ:۔ صاحب توضیح نے فرمایا۔ کہ ہمارے علماء نے صراحتاً فرما دیا ہے۔ کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے یہ امر بھی ہے۔ کہ آپ کسی شخص کو پکاریں۔ اور وہ نماز میں ہو، تو اسے بارگاہ نبوی میں حاضری دینا لازم ہے۔ اور نماز چھوڑ کر بارگاہ رسالتماب میں حاضر ہونے سے اسکی نماز باطل نہیں ہوگی۔

قاضی ثناء اللہ صاحب تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں۔ کہ آپ کے بلانے پر محض نماز چھوڑنے کو آپ کے خصائص میں شمار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ نماز توڑنا تو اور بھی کئی صورتوں میں ضروری ہو جاتا ہے۔ مثلاً اندھا کنوئیں میں گر گیا ہو۔ تو اس کو بچانے کے لئے، چور چوری

(جاری)

marfat.com

کلام کیا ہے۔ خطاب کیا ہے ان کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہے۔ قبلہ سے منہ موڑ کر سرکار کی طرف منہ کر لیا ہے۔ کیونکہ قبلے کے قبلہ کی طرف منہ ہو گیا ہے۔ لہذا نماز میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ تو ایسی صورت میں تمہارا یہ کہنا کہ صحابہ کا معاملہ الگ ہے۔ اب توجہ نہیں کرنی چاہیئے قطعاً غلط ہے۔

اور دوسری بات جو میرے نزدیک قابل گرفت ہے وہ یہ ہے کہ مقام ہو سرکار کے تصور کا اور اس کے مقابل گدھے اور بیل کے خیال کو ذکر کیا جائے۔ تو آیا اس موازنہ اور تقابل کے اندر کوئی سقم ہے یا نہیں ہے ؟

میں کوئی کفر کا فتویٰ نہیں دے رہا کہ آپ اعلیٰ حضرت کی عبارت پیش کر کے یہ ثابت کریں۔ کہ کفر نہیں ہے۔ کفر نہیں ہے۔ بات فتویٰ کی نہیں ہو رہی بلکہ عبارت کی سنگینی کی بات ہو رہی ہے۔ لہذا آپ کا وہ حوالہ بے سود ہے۔ آپ اس پر توجہ فرمادیں کہ یہ جو توازن قائم کیا گیا ہے۔ اس کی حیثیت کیا ہے۔ آپ کی درسی کتاب ہدایہ شریف جلد اول صفحہ ۱۳۸ کا حاشیہ جو مولانا عبد الغفور صاحب کا ہے۔ اس کی ایک عبارت میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اس پر انہوں نے یہ حدیث نقل کی ہے۔ کہ نمازی نماز پڑھ رہا ہو۔ اور اس کے آگے سے کتا گذرے، عورت گذرے تو کیا نماز ٹوٹتی ہے یا نہیں ؟

کر رہا ہے تو اس سے اپنا مال بچانے کے لئے۔ لہذا آپ کی خصوصیات دراصل یہ ہے۔ کہ آپ کی دعوت اور بلاوے پر حاضر ہونا اور نماز کو چھوڑ دینا نماز کے لئے فاسد نہیں ہے۔ بلکہ جہاں چھوڑ کر گیا تھا وہیں سے شروع کرے۔ ملاحظہ ہو تفسیر مظہری جلد ۴ صفحہ ۴۶
قیل اجابة الرسول لا یقطع الصلوٰة وقیل دعاءہ انکان لامر لا یحتمل التاخیر فللمصلی ان یقطع الصلوٰة لاجلہ والظاهر هو المعنی الاول والا فقطع الصلوٰة یجوز بکل امر ونهی فوته یفوت بالتاخیر کالاعمی یقع فے البیر وهو یصلی ولم یقطعها ولم یرشد۔ واللہ اعلم

توحضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بعض لوگوں کا یہ فتویٰ پہنچا۔ کہ کتے اور گدھے کے گزرنے سے نماز ٹوٹتی ہے۔ اور اسی طرح عورت بھی اگر آگے سے گزرے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ توآپ نے امتِ محمدیہ کے مفتیوں کے فتوی کو سنا جو ردِ عمل ظاہر کیا وہ کیا تھا؟

وَانکرت عائشۃ وَقالت یا اَھْلَ الْعِراق والشّقاق وَالنِّفاق قَدْ قَرنتمُونَا بالحمرُ والکلاب۔ او عراقیو! او منافقو! او بدبختو! تم نے ہمیں کتوں اور گدھوں سے ملا دیا ہے جہاں تم کتوں اور گدھوں کا ذکر کرتے ہو وہاں تم عورتوں کا ذکر بھی کرتے ہو۔ عورت کا ذکر آئے گا۔ تو وہاں ازواج مطہرات کا ذکر بھی آجائے گا۔ تم اس ضمن میں گویا ازواج مطہرات کو ذکر کرکے گدھے اور کتے کے ساتھ ان کی مماثلت قائم کر رہے ہو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ بخاری شریف اور مسلم شریف کے اندر بھی اس فتویٰ پر آپ کا ردعمل منقول ہے۔ آپ فرماتی ہیں۔ فَقالتْ شَبَّھتُمُونا بِالحمرُ وَالکلاب۔ تم نے ہمیں کتوں اور گدھوں سے تشبیہ دی ہے۔ بخاری شریف جلد اول صفحہ ۳۰ پر یہ روایت موجود ہے۔ اور صدیقہ کائنات اس کی راوی ہیں۔

اس کے علاوہ ایک اور روایت جو انہی سے مروی ہے۔ جب آپ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ کون کونسی چیزیں نماز کو توڑتی ہیں۔ فَقالُوا یَقْطَعُہَا الْکَلْبُ وَالْحِمارُ وَالْمَرْأۃ۔ کہ نماز کو کتا گدھا اور عورت توڑ دیتی ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ لَقَدْ جَعَلْتُمُونا کِلَاباً۔ کہ تم نے ہمیں کتا بنا دیا ہے۔ جہاں کتوں کا ذکر تھا۔ وہاں ہمارا ذکر کرکے ہماری بے ادبی کر دی ہے۔

تو دیکھیے حضرات! عطف کے ساتھ بات کی جا رہی ہے۔ کہ اگر نمازی کے آگے سے کتا اور گدھا اور عورت گزرے گی۔ تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ یہاں کوئی تشبیہ کا کلمہ نہیں ہے، تمثیل کا کلمہ نہیں ہے۔ لیکن چونکہ تینوں حکم کا اکٹھا ذکر کیا ہے کہ نماز ٹوٹ جائے گی۔ تو آپ فرماتی ہیں۔ لَقَدْ جَعَلْتُمُونا کِلَاباً۔ تم نے ہمیں

marfat.com

کتا بنا دیا۔ تو معلوم ہوا کہ عطف کے ساتھ حکم میں شریک کرنا اگر کتا بنا دینے کے مترادف ہے۔ تو کیا اس موازنہ میں نبی پاک کی بے ادبی ہے کہ نہیں ہے۔ گستاخی ہے کہ نہیں؟ تصور سے منع کر دیا جاتا۔ کہ حضور کا خیال ہی نہ آنے دیا جائے اور نماز کے اندر سرکار کی طرف توجہ نہ کی جائے کیونکہ اس میں تعظیم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو گی۔ اللہ تعالےٰ کی توحید میں خلل آئے گا۔ اتنا ہی کہہ دینا کافی تھا۔ مسئلہ سمجھانے کے لئے یہ الفاظ موجود تھے۔ یا یوں کہہ دیا جاتا۔ کہ اگرچہ سرکار کا خیال ہی کیوں نہ ہو۔ اس طرف متوجہ نہیں ہونا چاہیئے۔ ادھر سے توجہ ہٹا لینی چاہیئے تاکہ ایسی تعظیم لازم نہ آئے۔ جو توحید کے منافی ہو۔ لیکن اس کا موازنہ اس کے ساتھ کرنا کہ یہ خیال کتے اور گدھے کے خیال میں غرق ہو جانے سے بدرجہا برا ہے۔ آپ مجھے اس کا جواب دیں۔ کہ یہ موازنہ بے ادبی ہے کہ نہیں؟ اور گدھے اور کتے کے ساتھ عورت کا ذکر کرنا اگر بے ادبی ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فتویٰ دینے والوں کو او منافقو! او بدبختو! کے الفاظ سے یاد کر رہی ہیں تو آپؐ کا وہ غصہ بجا تھا یا بے جا تھا؟ اور تم بھی اس قسم کا ردِ عمل ظاہر کر سکتے ہو، یا نہیں؟

حضرات آپ سوچیئے کہ ایک ہے عام عورت کی بات کرنا۔ اور ایک ہے ازواج مطہرات کی بات کرنا۔ انہوں نے بات عام عورت کے متعلق کی ہے بالخصوص ازواج مطہرات کی بات نہیں کی۔ جس پر حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس غم و غصہ کا اظہار کیا ہے۔ اور یہاں سرکار کا ذکر کر کے گو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بالشند کہہ کر کہا جا رہا ہے۔ کہ یہ تصور العیاذ باللہ گدھے اور بیل کے تصور میں غرق ہونے سے بہت برا ہے۔ اگر ام المؤمنین حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا یہ الفاظ اور کلمات خبیثہ سماعت فرمائیں۔ تو آپ کا ردِ عمل کیا ہوتا؟۔

marfat.com

دیوبندی مناظر

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرات گرامی! شاہ اسماعیل صاحب کی عبارت زیر بحث ہے۔ آپ میرے فاضل مخاطب کی تقریر سماعت فرما چکے ہیں۔ شاہ صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب میں ارشاد فرما دیا ہے۔ کہ وہ وسوسے کو بیان کر رہے ہیں۔ کہ وسوسہ کونسا خطرناک ہے اور کونسا خطرناک نہیں۔ ظاہر ہے کہ جب ایک چیز کی خطرناکی بتلاتا ہے۔ تو وہ خطرناک کی بتلاتے ہوئے ایسی چیزوں کا نام لیا جائے گا۔ کہ جن سے کھلم کھلا محسوس ہو کہ یہ زیادہ نقصان دہ بن سکتی ہیں اور یہ نہیں بن سکتیں۔ اب رہی یہ بات کہ ایسی بات اس کو نماز میں کہنی چاہیئے تھی کہ نہیں۔ مقدس لوگوں کا خیال آنا چاہیے تھا کہ نہیں۔ تو میں واضح کر رہا ہوں۔ کہ مفتی نعیم الدین صاحب مراد آبادی اپنے حاشیہ قرآن پر لکھتے ہیں۔ کہ عبادت میں انقطاع کی صفت ہو کہ دل اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کی طرف مشغول نہ ہو۔ سب علاقے قطع ہو جائیں۔ اس کی طرف توجہ ہو۔ جب عبادت میں تمام علاقے قطع کر کے اللہ کے سوا اور کوئی علاقہ نہیں رکھتا۔ صرف اللہ ہی کی طرف علاقہ رکھتا ہے تو شاہ اسمٰعیل نے بھی تو یہی بتلایا ہے۔ کہ عبادت میں صرف اللہ کے ساتھ معاملہ ہے۔ اگر واقعی تعلقات قطع نہیں کئے جائیں گے، تو وہ عبادت کا اعلیٰ مقام نہیں ہوگا۔ کہ جس کو خود آپ اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی کتاب کوثر البحرات میں تصوف کا اعلےٰ مقام تسلیم کر چکے ہیں ؎

؎ حاشیہ:۔ تعجب ہے کہ مولانا حق نواز صاحب نے دوبارہ پھر وہی جھوٹ بول دیا۔ حالانکہ کوثر البحرات میں اس واہمہ کا رد کیا گیا ہے۔ اور اس توجیہ کا ابطال کیا گیا ہے۔

marfat.com

اسی طرح انہوں نے یہ واضح کر دیا ہے۔ کہ عبادت میں اللہ کے سوا خیال کسی اور طرف لے جانا یہ عبادت کی روح کے خلاف ہے۔

میرے واجب الاحترام بزرگو! اس بات سے واضح ہوگیا کہ شاہ اسمٰعیل نے جو کچھ لکھا ہے وہ عبادت کی روح کو بیان کیا ہے۔ عبادت کے مقام اور عظمت کو بیان کیا ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ میرے فاضل مخاطب یہ فرما رہے تھے۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہا کہ تم نے ہمیں کتوں کے ساتھ شریک کر دیا کہ مسئلے کو بیان کرتے ہوئے کہ آگے سے کتا گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اور اسی طرح اگر عورت گزر جائے تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ تو میں نہیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کوثر النجرات میں یہی چیز موجود ہے۔ تو اس طرح توہین ہوگی۔ تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے بعینہٖ اسی طرح فرمایا۔ کہ وسعتِ علم شیطان اور ملک الموت میں شرک نہیں۔ لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں ثابت کرنا شرک ہے؟ حالانکہ شرک ایک ہے۔ غیر خدا ہونے میں سب برابر ہیں۔

اب آپ نے انبیاء ملک الموت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر خدا ہونے میں سب برابر ہیں۔ اب آپ نے انبیاء ملک الموت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر خدا ہونے میں جب برابر بیان کیا ہے تو کیا یہ توہین ہوئی یا نہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فتویٰ کے مطابق تو آپ ہی گویا انبیاء

؎ حاشیہ :۔ یہ مولانا کی عجب منہ زوری اور تحکم تھا۔ کلام تھا رذیل اور گھٹیا الفاظ وکلمات استعمال کرنے میں اور جو احکام صرف خسیس اور رذیل اشیاء کے ہی لائق تھے۔ ان کے افضل الرسل علیہم السلام کی ذات اقدس پر لگانے میں جیسے کہ کتا گدھا نماز توڑتا ہے۔ تو ساتھ ہی عورت کے متعلق یہی حکم لگا دیا جائے۔ اسی طرح تصور مصطفوی کو گدھے اور بیل کے تصور کے مقابل رکھ کر بدتر کا حکم لگانے میں (جاری ہے)

marfat.com

کے ساتھ شیطان کا ذکر کر کے اور ان کو مخلوق خدا ہونے میں برابر کر کے اور ایک جگہ تبصرہ کر کے گویا توہین کر دی۔ تو یہ تو آپ کی اپنی زبان اور قلم کی بات ہے۔

میرے واجب الاحترام بزرگو! دوسرے عبارت کہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا فرمایا حالانکہ سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مجوس کا ذکر کرتے ہوئے کلب و حمار اور خنزیر کا ذکر کرتے ہوئے عورت کا ذکر کرتے ہیں۔

میرے سامنے ابو داؤد کی کتاب الصلوٰۃ صفحہ ۱۰۲ موجود ہے۔ جب آپ خود ہی ذکر فرما رہے ہیں۔ اور عورت کو مجوس کے ساتھ اور کلب خنزیر کے ساتھ اکٹھا ذکر کر رہے ہیں۔ تو گویا سرور کائنات نے خود وہ بات فرما دی۔ تو اب اگر اس طرح ذکر کرنے سے توہین بن جاتی ہے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ نسبت امام الانبیاء کا فتویٰ وزنی ہوگا۔ آقا نے خود اس طرح کے ذکر کرنے کو توہین نہیں سمجھا۔ اور عورت کا ذکر کر دیا ہے *۔

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی غَیْرِ

نہ کہ تمام تر احکام ہیں۔ لہٰذا یہ محض تخلیط و تلبیس ہے اور غیر خدا ہونے میں سب کا برابر ہونا ایسا حکم نہیں ہے جو صرف خسیس اور رذیل اشیاء کے ساتھ خاص ہو۔ یا اس سے عظمت نبوی میں فرق آتا ہو۔

* ۔اس حدیث پاک کا ذکر کرنا بھی بے محل اور بے مقصد ہے۔ کیونکہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اہل عراق پر عتاب اور ناراضگی کا اظہار محض تائید و تقویت دلیل کے لئے پیش کیا گیا تھا۔ اور مستقل دلیل اس کو نہیں بنایا گیا۔ لہٰذا اس رد و قدح سے ہمارے اصل دلائل یعنی صحابہ کرام کا عین حالت نماز میں ادب نبوی کے لئے مصلے کو چھوڑنا۔ تالیاں بجانا وغیرہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور نہ اس موازنہ کے لیے ادبی و گستاخی کا باعث ہونے

marfat.com

السُّتْرَةِ فَاِنَّهٗ یَقْطَعُ صَلٰوۃَ الْحِمَارُ وَالْخِنْزِیْرُ وَالْیَہُوْدِیْ وَالْمَجُوْسِیْ وَالْمَرْاَۃُ۔
یہ مراۃ کے لفظ مجوسی، خنزیر، یہودی اور کتا اور حمار کے ساتھ موجود ہیں۔ اور خود سرکار دو عالم اسی مسئلہ کو بیان فرماتے ہیں۔ تو اس صورت میں بات کھل کے آگئی۔ آپ نے خود انبیاء علیہم السّلام کو شیطان کے ساتھ غیر خدا ہونے میں برابر کہہ دیا۔ ظاہر ہے کہ اگر یہ توہین ہے تو آپ خود توہین کا ارتکاب کر چکے ہیں۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فتویٰ خود آپ پر لگ جائے گا۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح عورت کو ذکر کر چکے ہیں۔
کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے وہ الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی فٹ کریں گے۔ کہ آپ نے عورتوں کی توہین کیوں کر دی ہے *

میں کوئی فرق پڑتا ہے۔ جو مولوی اسمٰعیل کی عبارت میں موجود ہے۔ یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ مبذول کرنا گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہو جانے سے بدرجہا برا ہے۔ عطف کے طور پر گدھے، کتے اور عورت کا باہمی ذکر ہمارے اس اعتراض سے کیا مناسبت رکھتا ہے۔ مولوی حق نواز صاحب کو ایسی عبارت دکھلانی چاہیئے تھی۔ جس میں تصور مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کو کسی نے گدھے اور بیل کے تصور میں غرق ہونے سے بدرجہا برا کہا ہو العیاذ باللہ۔
نیز ہمارا استدلال یہ تھا۔ کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا جب ایسے انداز بیان اور اسلوب کلام سے ناراض ہو رہی ہیں۔ تو وہ اگر مولوی اسمٰعیل کی اس عبارت کو دیکھتیں تو ان کا ردِعمل کیا ہوتا۔ مولوی حق نواز صاحب کی پیش کردہ روایت سے ہمارے اس استدلال کا جواب کیسے ہو سکتا ہے۔ جو کچھ مولوی صاحب نے کہا ہے وہ البتہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر اعتراض بنے گا۔ اور ان کی ناراضگی کے بے جا ہونے کو مستلزم ہوگا۔ جو ہم نے روایات پیش کی ہیں ان کا جواب بہرحال یہ نہیں ہے۔ رہا حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا پر یہ اعتراض تو اس کا جواب اگلے صفحہ پر حاشیہ میں مذکور ہے

marfat.com

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ شاہ اسمٰعیل شہید کی عبارت بالکل واضح ہے۔ اس میں تو وہ وسوسے کے خطرناک ہونے کو بیان کرتے ہیں۔ باقی رہی ایک بات یہ کہ آپ نے فرمایا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے لزوم و التزام کی وجہ سے کافر نہیں کہا۔ آپ بتائیں کہ لزوم کے لفظ کون سے ہوتے ہیں۔ اور التزام کے کون سے ہوتے ہیں۔ جب یہی معنی شاہ احمد رضا صاحب کرتے ہیں۔ اس میں صاف کہہ دیا اور تصریح کر دی۔ کہ اس میں پنڈت اور پادری جیسی گالیاں دے دیں۔ اگر یہ سچ تھا اور عبارت کی واقعی سنگینی تھی۔ کہ پادری اور پنڈت جیسی گالیاں دی گئی ہیں۔ تو جو بندہ نبی کو پنڈت اور پادری جیسی گالیاں دے رہا ہو۔ کیا اس نے کفر کا التزام نہیں کیا۔ کیا شاہ اسمٰعیل نہیں جانتا تھا کہ میں پادریوں جیسی گالیاں دے رہا ہوں۔ اس کے باوجود بھی وہ کافر نہیں۔ معلوم ہو گیا کہ لزوم و التزام کا فرق نہیں ہے۔

مولانا احمد رضا خاں صاحب نے بھی خواہ مخواہ تلخی پیدا کی فی الحقیقت وہ بھی

---

* حاشیہ :- اس روایت کو یہاں پیش کرنا قطعاً بے محل اور بے موقعہ ہے۔ کیونکہ امتیوں کے اس فتویٰ پر آپ کا یہ ردعمل تھا۔ جو بخاری اور مسلم جیسی مستند کتب حدیث میں موجود ہے۔ اور اس کا انکار ناممکن اور یہاں بھی کلام امت کے ایک فتویٰ اور سنگین عبارت میں چل رہا تھا۔ اب اگر کوئی بیٹا ماں کے حق میں وہی کلمات بولنے لگے جو باپ بولتا ہو۔ اور اس کے ناراضگی ظاہر کرنے پر کہے۔ میرا باپ یہ لفظ استعمال کرے تو ناراض نہیں ہوتی۔ لہذا مجھ پر کیوں ناراض ہوتی ہے۔ تو ظاہر ہے وہ کہے گی اس کا مقام اور ہے اور میرا مقام اور۔ اس کے جو حقوق مجھ پر ہیں ان کا تقاضا کچھ اور ہے اور جو میرے تجھ پر ہیں ان کا تقاضا کچھ اور۔ اور وہابی صاحبان بنیاد فساد یہی ہے، کہ وہ اپنا مقام نہیں سمجھتے اور نہ منصب رسالت و نبوت کا لحاظ کرتے ہیں۔ فرق مراتب کا ملحوظ رکھنا ان کے نزدیک ضروری نہیں۔ جب انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام

---

marfat.com

جانتے تھے کہ اس میں یہ تلخی نہیں ہے۔ اگر واقعی یہ تلخی ہے کہ پادریوں اور پنڈتوں جیسی گالیاں دی ہیں۔ تو میں سامعین اور ججز صاحبان سے یہ کہتا ہوں۔ کہ ایک شخص اب عام چوک میں کھڑے ہو کر امام الانبیاء کو پادریوں جیسی گالیاں دے۔ مثلاً پادری امام الانبیاء کو جھوٹا کہتے ہیں۔ پادری امام الانبیاء کو مجنوں ثابت کرتا ہے۔ اور معاذ اللہ بد ذات کہتا ہے۔

تو ایک شخص چوک پر کھڑے ہو کر پادری جیسی گالیاں دے رہا ہو۔ کون ہے جو کہے کہ ہم اس میں تاویل کریں گے۔ ہم اس کو کافر نہیں سمجھتے۔ جب پادری جیسی گالیاں شاہ اسمٰعیل نے دی ہیں۔ اور واقعی اس عبارت میں یہی سنگینی تھی اور مولانا احمد رضا خاں صاحب بھی سنگینی سمجھتے تھے۔ اور یہ الفاظ حقائق پر مبنی تھے تو انہیں کافر کہنا چاہیئے تھا۔ لیکن صورت حال یہی ہے کہ آپ خواہ مخواہ وقت کو طول دے رہے ہیں۔ انہوں نے بھی خواہ مخواہ شاہ اسمٰعیل کی عبارت میں سنگینی پیدا کی۔ حقیقتاً وہ بھی جانتے تھے۔ کہ یہ سنگینی نہیں ہے پادریوں جیسی گالیاں نہیں پنڈتوں جیسی گالیاں نہیں۔ میں اپنے فاضل مخاطب قابل صد احترام سے گذارش کروں گا۔ کہ اگر واقعی شاہ اسمٰعیل نے پادریوں جیسی گالیاں دی ہیں۔ پنڈت جیسی گالیاں دی ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب پر کیا فتویٰ لگے گا۔ کہ انہوں نے ایک ایسے شخص کو جو نبی کو گالیاں دیتا رہے اور سب و دشنام دیتا رہے۔ تبرا بازی کرتا رہا۔ انہوں نے کہا کہ احتیاط اسی میں ہے اسے کافر نہ کہا جائے۔ تو یہ تو آپ کو مولانا احمد رضا خاں صاحب کے حوالہ جات کی خود تاویل کرنا پڑے گی۔ کہ جب گالیاں ہیں۔ اور سنی ہیں تو کفر کیوں نہیں۔ لزوم اور التزام کا معنی یہ نہیں ہوتا۔ کہ پادری جیسی گالیاں دے دے۔ اور تم کہو کہ یہ لزوم ہے اور التزام ہوا۔ التزام آخری کن

کی شان میں بحث ہو رہی ہو۔ تو امتی ہونے کے دعویداروں کو اپنی حیثیت مد نظر رکھ کر بات کرنی چاہیئے۔

marfat.com

الفاظ سے ہوگا۔ میرے فاضل مخاطب وہ الفاظ ارشاد فرمائیں۔ کہ اگر کسی عبارت میں یہ الفاظ ہو تو التزام ہوتا ہے۔ اور یہ الفاظ ہوں تو لزوم ہوتا ہے۔ جب یہ بات نہیں ہے تو شاہ اسمٰعیل کی عبارت بالکل بے غبار ہے۔ انہوں نے یہ واضح کر دیا کہ اپنے آپ کو صحابہ پر قیاس نہ کرو۔ تمہاری وہ شان نہیں ہے ان کو خیال آجائے۔ تو ان کی توجہ خالق سے نہیں ٹوٹتی۔ اور تم نے اگر کہیں اور خیال کر لیا تو خالق سے توجہ ٹوٹ جائے گی۔

تو میں کہنا چاہتا ہوں۔ عبارت کے لئے مفتی نعیم الدین صاحب نے خود کہہ دیا۔ کہ اللہ کے سوا کسی اور کا خیال نہ لاؤ۔ اللہ کی طرف توجہ رہے اور قرآن کے حاشیہ پر بھی لکھ دیا۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے اس عبارت کو توہین نہیں سمجھا۔ اسی لئے کافر نہیں کہا۔ ورنہ جو سنگینی پیدا کی اس کے ساتھ لزوم نہیں التزام آتا ہے۔ وقت ختم

marfat.com

تتمہ بحث

چونکہ صراط مستقیم کی عبارت پر دیوبندی مناظر کی تقریر کے بعد بحث کا وقت ختم ہو گیا۔ جوابی تقریر کا وقت نہ رہا لہذا دیوبندی مناظر کی تقریر کا جواب بطور تتمہ درج کیا جاتا ہے۔ اور مزید دلائل بھی ھدیہ قارئین کئے جاتے ہیں۔ تاکہ کسی قسم کی تشنگی باقی نہ رہے۔

اوّل :۔ مولانا حق نواز صاحب نے پھر وہی جھوٹ دہرایا کہ مولانا اپنی کتاب کوثر الخیرات میں اس کو تصوف کا اعلےٰ مقام تسلیم کر چکے ہیں۔ ہم کوثر الخیرات کی وہ عبارت ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ اور فیصلہ بھی انہیں پہ چھوڑتے ہیں۔

کوثر الخیرات صفحہ ۱۵۵

آئمہ دین، محدثین، عارفین کے ارشادات آپ نے ملاحظہ فرمائے۔ اب ذرا امام دیوبندیہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کی صراط مستقیم کی تصوف و معرفت سے بھرپور اور توحید باری سے معمور عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ اور مراتب عرفان و وصول میں تفاوت کا مشاہدہ فرماویں۔

فرماتے ہیں :۔

در حالت نماز از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم الی آخرہ

۱۔ کوئی اس فاضل محدث سے پوچھے کہ جب ہم السّلام علیک ایّھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ پڑھیں گے۔ اَللّٰھُمَّ صل علیٰ محمد و علیٰ آلِ محمد پڑھیں گے۔ تو کس کی توجہ سرکار عالم کی طرف نہ ہوگی۔ جب قُل ھُوَ اللہُ اَحد قُل اَعُوذُ برب الفلق، قُل اعوذ برب الناس پڑھیں گے۔ تو کلمہ قُل

marfat.com

کے مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور ہمیں کیسے نہ آئے گا۔ نیز قرآن کریم میں سینکڑوں آیات اس سیّد السادات کی بلندی و برتری اور عظمت و جلالت کی قصیدہ خواں ہیں۔ تو وہاں تصورِ مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء کے بغیر ان کی تلاوت کیسے ممکن ہوگی۔ نیز قیام و قعود، رکوع و سجود قرأت و تشہد اور تحریم و تسلیم میں سنت خیر الوریٰ علیہ السلام کو ملحوظ نہ رکھنا کیسے جائز ہوگا۔

۲۔ صحابہ کرام کی مادری زبان عربی، قرآن کریم عربی، وہ ہر لفظ کا معنی و مفہوم جانتے تھے۔ اللہ تعالے اور اس کے محبوب نے یہ جانتے ہوئے کہ ان آیات کی تلاوت سے اور تشہد اسلام سے ان کی توجہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منعطف ہوگی۔ اس سے منع نہ فرمایا؟ بلکہ آپ نے نماز پڑھنے کا اور تشہد اسلام اور درود وسلام پڑھنے کا حکم فرمایا۔ تو اس کا مطلب یہ نکلے گا (نعوذ باللہ) کہ وہ ذات اقدس جو دنیا میں کفر و شرک کی جڑیں اکھیڑنے کے لئے تشریف لائے۔ اور کفر و الحاد کی ظلمتوں کو نور اسلام سے کافور کرنے کے لئے مبعوث ہوئے اور صحابہ کرام جنہوں نے اسلام پر جان و مال اور اولاد کو بھی قربان کر دیا۔ وہ بھی اس درجۂ توحید کو نہ سمجھ سکے۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

۳۔ اس علامہ کے نزدیک تصور و خیال ممنوع و حرام ہے۔ لیکن صحابہ کرام حالت نماز میں کھڑے ہوئے تھے۔ اور نظریں اس حسن خدا نما پر جمی ہوئی تھیں اور نگاہیں آئینہ حق نما سے تجلیات الہیہ کا نظارہ کر رہی تھیں حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام نماز میں مشغول تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے اچانک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ

marfat.com

شریف کا پردہ اٹھایا۔ اور اپنے غلاموں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ مسکرائے اور خوشی میں ہنسے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس خیال سے کہ حضور تشریف لاتے ہیں پیچھے ہٹے تاکہ صف کے ساتھ مل جائیں۔ وَهَمَّ الْمُسْلِمُوْنَ اَنْ يَفْتَتِنُوْا فِي صَلَاتِهِمْ فَرَحًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ بِيَدِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنْ اَتِمُّوْا صَلَاتَكُمْ ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَاَرْخَى السِّتْرَ۔ (بخاری ص ۱۰۴)

اور مسلمانوں نے ارادہ کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور دیدار کی خوشی میں نماز کو توڑ دیں۔ تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز کو پورا کرو۔ پھر آپ حجرہ مقدس میں تشریف لے گئے۔

بخاری شریف کی یہ روایت صاف طور پر بتلا رہی ہے۔ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شوق دیدار میں قریب تھا کہ نماز کو توڑ بیٹھتے۔ اور اگر آپ اشارے سے اتمام کا حکم نہ فرماتے تو نماز مکمل نہ ہوسکتی۔ وہ حجرہ اقدس جہاں ایام علالت میں حضور تشریف رکھتے تھے۔ وہی آج گنبد خضریٰ کے روپ میں قبلہ اہل ایمان و بصیرت بنا ہوا ہے۔ اور مرکز تجلیات بنا ہوا ہے۔ وہ مسجد کے قبلہ والی جانب نہیں بلکہ مشرقی جانب ہے۔ تو اس جانب سے حضور کا دیکھنا التفات نظر بلکہ چہروں کو قبلہ سے پھیرے بغیر ممکن نہیں۔ اور پھر آپ کے اشارہ کو دیکھنا اور سمجھنا بغیر اس کے متصور نہیں ہوسکتا۔ کہ سب پروانوں کی نظریں اس شمع نبوت پر لگی ہوئی ہوں۔ نیز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مصلائے امامت سے امام الانبیاء والمرسلین علیہ السلام کے لئے پیچھے ہٹے۔ لیکن کسی کی نماز میں کوئی خلل نہ ہوا۔ نہ حضور نے انہیں نئے سرے سے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ اور عارفین کاملین اپنی نمازوں میں ان کی ذات کو مشاہدہ فرمانے کے بعد ہدیہ سلام و نیاز عرض کرتے ہیں۔ اور بارگاہ اقدس کے حریم ناز میں حبیب کو حبیب کی بارگاہ میں دیکھ کر

marfat.com

نذرانہ عقیدت و محبت پیش کرتے ہیں۔ لہذا ان کی نمازوں میں خلل پیدا بھی نہیں ہوتا۔ اور عوام کو بھی اس حرم حریم قدس تک واصل ہونے کا طریقہ یہی بتلایا ہے تاکہ وہ بھی ان کے حضور و وصول سے مشرف ہو سکیں۔

لیکن شیخ نجدی کو دیکھئے۔ یہودیوں کے معبود ہبل کے تصور کو تو اچھا جانے اور محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے تصور کو بدرجہا بدتر کہے۔ نماز میں گدھے کی صورت بمع تمام اجزاء و اعضاء کے دل نشین ہو جائے تو نماز کامل تر ہو جائے گی۔ لیکن آئینہ ذات و صفات حق مظہر انوار الٰہی کی صورت خدا نما اس کی نماز کو فاسد کر دے گی۔ ص ۱۵۰

۴۔ امام موحدین نے اپنے اس قول باطل کی توجیہہ یہ پیش کی ہے شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل سے چمٹ جاتا ہے۔ بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے۔ اور نہ تعظیم اور غیر کی یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو۔ وہ شرک کیطرف کھینچ کر لے جاتی ہے۔ صراط مستقیم ص ۱۳۶

لیکن ہر ذی عقل و شعور جانتا ہے کہ یہ توجیہہ انتہائی لغو و بیہودہ ہے۔ کیونکہ تصورات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت جو تعظیم دل میں پیدا ہوگی۔ وہ خلیفہ و نائب خدا نبی مصطفیٰ اور رسول مجتبیٰ ہونے کے لحاظ سے ہے۔ یا خدا اور مالک و خالق اور معبود و مسجود ہونے کے لحاظ سے دوسری شق ہر حالت میں شرک ہے نماز میں یہ خیال ہو، یا اس سے خارج اور شق اول فرض عین ہے اور علامت ایمان و اسلام ہے اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ وَمَن

وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ

جو شخص اللہ تعالےٰ کی نشانیوں اور آیات قدرت کی تعظیم کرتا ہے۔ تو

marfat.com

یہ قلبی تقویٰ اور خدا خوفی کی علامت ہے۔ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى۔ مقام ابراہیم کو اپنی جائے نماز بناؤ"۔
حالت نماز میں اس مقام سے یمن و برکت حاصل کرنے کا خیال شامل حال ہوگا۔ اور اس کی تعظیم بھی، نیز کعبہ کی طرف منہ کرنا اور نماز میں اس طرف متوجہ ہونا اس کی تعظیم ہے۔ لیکن اس سے شرک وکفر لازم نہیں آتا کیا صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال ہی تکمیل نماز میں خلل انداز ہے؟ نعوذ باللہ من ذالک۔
نیز ان کی عظمت وجلالت شان کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنا مصلیٰ چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئے۔ اور صف میں کھڑے ہو گئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھی تھا۔
اَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ۔ اپنی جگہ پر کھڑے رہو۔ لیکن انہوں نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد عرض کیا۔ ما كان لابن ابی قحافة ان يصلی بين يدی رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ ابوقحافہ کے بیٹے کو یہ لائق نہیں کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھے کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تعظیم محبوب کے لئے مصلیٰ چھوڑ کر پیچھے ہٹ آنا بھی نماز کے لئے سود مند تھا۔ اور کیا یہ تعظیم وتبجیل بھی شرک کی طرف کھینچ کر لے جانے والی تھی۔ جبکہ بقول انور شاہ محدث دیو بند حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فاتحہ شریف پڑھ لینے کے بعد آنحضور کی توقیر کی خاطر پیچھے ہٹ آئے۔ اور آنحضور نے قرأت وہیں سے شروع فرمائی جہاں سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چھوڑی تھی۔ اور بقول انور شاہ مرحوم یہ روایت گیارہ کتب احادیث میں انہوں نے دیکھی۔
وجدت هذا الحديث فی احد عشر كتابا (عرف شذی جلد اول ص۱۱)
اگر تعظیم وتوقیر حالت نماز میں موجب شرک یا فسادِ نماز ہوتی۔ تو یقیناً

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اس سے منع فرماتے اور نماز لوٹانے کا حکم دیتے۔

بخاری شریف کی اس صحیح روایت نے جسے سہل بن سعد ساعدی نے نقل کیا اور گیارہ کتب حدیث میں اس روایت کا موجود ہونا ناقابلِ تشکیک ثبوت ہے اور ناقابلِ تردید حقیقت ہے جس نے حالتِ نماز میں تعظیم و توقیر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواز کو اظہر من الشمس کر دیا ہے

۵۔ نیز رئیس الموحدین تو خیال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو موجب شرک بناتے ہیں۔ حالانکہ مولائے مرتضےٰ شیر خدا رضی اللہ عنہٗ نے نماز عصر ہی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند پہ قربان کر دی۔ حالانکہ وہ بڑی مؤکد نماز ہے۔ (شفا شریف جلد اول جلد ا صفحہ ۱۸۵)

اللہ تعالےٰ نے فرمایا حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ ۔ سب نمازوں کی حفاظت کرو اور خصوصاً صلوٰۃ عصر کی۔ اور اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں خضوع و خشوع کے ساتھ قیام کرو اور حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے نماز کو بالکلیہ ترک فرما دیا۔ اور حبیب خدا علیہ السلام کے آرام میں خلل نہ پڑنے دیا۔ نیز نماز سے بھی حفظِ جان اہم فریضہ ہے اور جہاں جان کا خطرہ ہو۔ اس جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا منع ہے۔ لیکن پروانہ شمع نبوت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ نے اپنی جان کو بھی ان کے آرام پر قربان کر دیا۔ اور سانپ کے زہر کو برداشت کر لیا لیکن سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار نہ کیا۔ امام اہل سنت نے فرمایا

مولا علی نے واری تیری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
صدیق بلکہ غار میں جان اس پہ دے چکے
اور حفظِ جاں تو جان فروضِ غرر کی ہے

marfat.com

ہاں تو نے ان کو جان انہیں پھیر دی نماز
پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

۶۔ اگر اس موحد کے دیدۂ بصیرت کو بغض و عناد نے نابینا کر دیا ہوتا تو کتب حدیث میں سے یہ بھی نظر آجاتا۔ کہ اگر آدمی نماز پڑھ رہا ہو۔ اور اللہ تعالےٰ کا رسول عین اس وقت میں یاد فرمائے۔ تو نماز کو چھوڑ دینا اور ان کی خدمت میں حاضری دینا لازم ہے۔

حضرت سعید بن المعلی رضی اللہ عنہ کا واقعہ مشکوٰۃ شریف میں بصراحت مذکور ہے کہ وہ نماز میں مشغول تھے۔ فخر نبی آدم و آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد فرمایا۔ تو بڑی تیزی سے نماز کو مکمل کر کے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ آپ نے پوچھا۔ اتنی دیر کیوں لگائی۔ تو عرض کیا۔ انی کنت اصلی۔ "میں نماز پڑھ رہا تھا"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الم یقل اللہ استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم" کیا اللہ تعالےٰ نے نہیں فرمایا۔ کہ اللہ اور اس کے رسول تمہیں بلائیں۔ فوراً ان کی خدمت میں حاضر ہو جایا کرو۔"

اس حدیث پاک اور آیت کریمہ سے معلوم ہوا۔ کہ نماز کو وہیں چھوڑ دینا اور بارگاہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو جانا لازم ہے چہ جائیکہ ان کا خیال پاک نماز میں خلل انداز ہو، یا باعث شرک و کفر، انہیں کون سمجھائے کہ تعظیم اور چیز ہے اور عبادت اور چیز، عبادت اللہ تعالےٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اور ماسوا کی عبادت جائز نہیں۔ ہاں عبادت، خدا تعالےٰ کو عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کیا جا سکتا ہے بلکہ فرض عین ہے۔ ص۱۶۱

۷۔ اب ذرا محدثین و مفسرین کی تصریحات بھی دیکھ لیجئے۔ اور اس خانہ ساز توحید کی حقیقت بھی جان لیجئے۔ ملا علی قاری قدس سرہ فرماتے ہیں

دل الحدیث علی ان اجابۃ الرسول علیہ السّلام لا تبطل الصلوٰۃ کما ان خطابہ بقولک السّلام علیک ایّھا النبی و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہٗ قال البیضاوی اختلف فیہ فقیل ھذا لان اجابتہ علیہ السّلام لا یقطع الصلوٰۃ لمثلہ وظاہر الحدیث یحتمل الاول۔

ترجمہ :۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا۔ کہ نماز چھوڑ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہونا نماز کو نہیں توڑتا۔ جس طرح کہ آپ کو سلام دینا۔ علامہ بیضاوی نے فرمایا اس میں اختلاف ہے کہ نماز کو چھوڑ کر نبی العالم کی خدمت میں حاضر ہونا کیوں ضروری تھا۔ بعض نے کہا کہ ان کی خدمت میں حاضری نماز کو باطل نہیں کرتی۔ کیونکہ نماز بھی تو انہی کے حکم کی تکمیل ہے۔

اور بعض نے کہا کہ آپ نے ایک ضروری کام کے لئے بلایا تھا۔ جس میں تاخیر کی گنجائش نہیں تھی۔ اور نمازی ایسے معاملات میں نماز کو قطع کرسکتا ہے لیکن ظاہر حدیث وجہ اوّل کے مناسب ہے۔

اس حدیث پاک، آیت کریمہ اور تصریح محدثین و مفسرین سے معلوم ہوا۔ کہ نماز کو چھوڑ کر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دینا، ان کے ساتھ کلام کرنا۔ ان کے احکام کو بجا لانا نماز میں کسی قسم کا خلل پیدا نہیں کرتا۔ اور جہاں نماز چھوڑ کر جائے وہیں سے آکر شروع کرے کیونکہ نماز بھی انہی کے حکم کی تعمیل ہے۔ اور کلام کی ہے تو اس ذات مقدس سے جن پر سلام دینا ضروری ہے۔ اور منہ پھیرا قبلہ سے تو متوجہ ہوا اس ذات کی طرف جو قبلہ کا بھی قبلہ ہے۔

اب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے وہی کچھ عرض کرنا ہی کافی ہوگا۔ جو علامہ اقبال مرحوم نے مولانا حسین احمد مدنیؔ کو فرمایا تھا۔

بہ مصطفٰےؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
محمدؐ عربی کا بروئے ہر دو سرا است

اگر یاد نہ رسیدی تمام بولہبی ست
کسے کہ خاک درش نیست خاک بر مراد

ص ۱۶۲

۸۔ بعض حضرات نے اس عبارت سراپا عداوت و شقاوت کی توجیہ یہ کی ہے۔ کہ اعلےٰ مقام عبودیت و عبادت یہ ہے۔ کہ بندہ کل ماسویٰ اللہ سے حتیٰ کہ اپنی ذات و صفات اور اپنی عبادت وغیرہ سے بھی بے خبر ہو۔ چہ جائیکہ کسی ولی و مرشد یا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور و خیال اس کو ہو۔ لیکن ذرا غور فرمایئے کہ جن کی عبادت میں تصوف کا یہ بلند ترین مقام درج کرنے کی سعی لاحاصل کی جا رہی ہے۔ وہ تو فرماتے ہیں کہ زنا کے خیال سے بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے۔ اور مقربان بارگاہ خدا وندی کی طرف توجہ پھیرنے سے اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں گم ہو جانا بہتر ہے۔

کیا اس فنا فی اللہ کے مقام میں بھی زنا کا خیال آسکتا ہے؟ اور کیا وہاں گدھے اور بیل کے خیال کی گنجائش ممکن ہے۔ نیز یہ مقام تو استغراق اور فنا فی اللہ کا ہے۔ اور اپنے آپ سے بے خبر ہونے کا اور صاحب صراط مستقیم تو گدھے اور بیل کے خیال میں مستغرق ہونے کو بہتر فرما رہے ہیں۔ نیز کیا ان امور میں اتنی جاذبیت اور کشش موجود ہے۔ کہ مقام فنا فی اللہ تک پہنچا ہوا عبد بھی ہر ماسوی اللہ سے بے خبر ہو سکتا ہے لیکن ان سے نہیں ہو سکتا۔ سچ ہے کہ ایک جھوٹ اور غلطی کو چھپانے کے لئے ہزار جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ لیکن وہ پھر بھی چھپ نہیں سکتا۔

امام اہل سنت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

marfat.com

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے گا
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالٰے تیرا ص ۱۶۳

یہ چند عبارات بطور اختصار کوثر الخیرات سے نقل کی گئی ہیں۔ کیا ان کو پڑھ کر کوئی شخص بقائمئ ہوش و حواس یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ ان میں صراطِ مستقیم کی عبارت کو تصوف کا اعلیٰ مقام قرار دیا گیا ہے

فائدہ

ہو سکتا ہے مولوی حق نواز صاحب نے " امام دیوبندیہ کی تصوف و معرفت سے بھرپور اور توحید باری سے معمور عبارت ملاحظہ فرمادیں۔ اور مراتب عرفان و وصول میں تفاوت کا مشاہدہ فرمادیں کو اپنے اس دعویٰ کی بنیاد بنایا ہو۔ تو اس کے جواب اتنا کہنا ہی کافی ہوگا ؎

سخن شناس نہ دلبرا خطا ایں جا است

کیا کوئی شخص بَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ کو دیکھ کر یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالٰے نے منافقین کو بشارت دی ہے ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ کو دیکھ کر کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ خبیث اللہ تعالٰے کے ہاں عزت و کرامت کا حقدار ہے۔ اور معزز و مکرم ہے بلکہ یہ انداز و اسلوب تحقیر و توہین اور تہکم و استہزاء کے لئے ہے۔ اور وہی اسلوب بیان کوثر الخیرات میں بھی اختیار کیا گیا جیسے کہ بعد والی مفصل عبارت سے واضح ہے۔

امر ثانی

مولوی حق نواز صاحب نے مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی کی عبارت کو پیش کر کے تاثر یہ دینا چاہا کہ دہلوی صاحب کی عبارت کا وہی معنی و مفہوم ہے۔ جو ان کی عبارت کا ہے حالانکہ یہ معنی غلط بیانی اور مغالطہ

marfat.com

آفرین ہے۔

۱۔ مولانا نعیم الدین صاحب نے نماز میں یکسوئی کی اہمیت بیان کی ہے۔ اور ان کی عبارت میں نہ خیال مصطفوی کا قطعی گدھے اور بیل کے خیال سے موازنہ کیا گیا ہے۔ اور نہ اس سے بدتر کہا ہے۔ لہٰذا ان دونوں عبارتوں میں کیا مناسبت ہے؟

۲۔ مولوی حق نواز صاحب اور ان کے ہم مشرب لوگوں کو غلطی یہاں سے لگتی ہے کہ وہ تصور مصطفوی کو تصور خدا وندی کے خلاف اور الگ الگ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ خیال مصطفےٰ خیال خدا وند تعالےٰ ہے اور ان کا دیدار دیدار خداوندی ہے۔ ان کا ذکر اور ان کی اطاعت اللہ تعالےٰ کا ذکر اور اس کی اطاعت ہے۔ ان کی بیعت اللہ تعالےٰ سے بیعت اِنَّ الَّذِیْن یبایعونک انما یبایعون اللہ۔ ان کا مارنا اللہ تعالیٰ کا مارنا ہے۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ ولکن اللہ رمیٰ ان کا کلام اللہ تعالےٰ کا کلام ہے۔ وَمَا یَنْطِقُ عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔

علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض جلد اول صفحہ ۱۲۵ پر فرماتے ہیں

ترجمہ:۔ جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا۔ اس لحاظ سے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں۔ اور اس کے احکام کی تبلیغ کرنے والے۔ تو اس نے صرف اللہ تعالےٰ کا ذکر کیا ہے۔ اور اسی لئے کہا گیا ہے جس نے مجھے دیکھا تو اس نے اللہ تعالےٰ کو دیکھا۔

اور اللہ تعالےٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ لہٰذا آپ کے خیال کو استغراق و انہماک اور عبادت میں یکسوئی کے منافی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ورنہ نماز میں سلام بطور خطاب کا ذکر کیوں کیا

marfat.com

جاتا ۔ اور ان کے بلاوے پر نماز چھوڑ کر ان کی بارگاہ میں حاضری کو فرض کیوں کیا جاتا ۔ نماز مکمل کر کے حاضری دینے والوں کو متنبہ کیوں کیا جاتا ۔ حالانکہ غیروں کو سلام دینا یا سلام کا جواب دینا نماز کے لئے مفسد ہے ۔ مگر آپ کو سلام دینا واجب اور غیروں کے حکم کی تعمیل مفسد نماز مگر آپ کے حکم کی تعمیل واجب و لازم

★ ——— علامہ علی قاری مرقاۃ المصابیح جلد ثالث ص۲۷ پر فرماتے ہیں اِنَّ مِنْ خصائصہ علیہ السلام کما ہ بہ الاحادیث

احادیث صحیحہ کی تصریح کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ نماز میں آپ کے حکم کی تعمیل واجب و لازم ہے ۔ خواہ فعل و قول کثیر ہی کیوں نہ ہو ۔ اور اس سے نماز باطل نہیں ہوتی ۔

★ ——— سلام بصیغۂ خطاب کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہونے کے متعلق علامہ علی قاری مرقات جلد ۲ صفحہ ۳۳۶ و علامہ عینی عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۳ صفحہ ۱۷۷ ۔ علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۵۹ ۔ اور شبیر احمد عثمانی فتح الملہم شرح مسلم ص۱۲ جلد ۲ پر تصریح کر رہے ہیں ۔ ان ذالک من خصائصہ علیہ السلام

نیز علامہ ابن حجر ، علامہ عینی اور شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ نے اہل عرفان کے طریقہ پر اس کی توجیہ کرتے ہوئے فرمایا ۔ کہ جب نمازیوں نے تحیات و تحائف لے کر حی قیوم کی بارگاہ والا پر حاضری دی ۔ اور حریم ناز میں داخل ہونے کا اذن طلب کیا ۔ تو انہیں شرف باریابی سے مشرف کیا گیا ۔ اور مناجات و ہمکلامی نے ان کے لئے قرۃ

marfat.com

عیون اور سرور قلب کا سامان فراہم کیا گیا۔ اور ساتھ ہی ان کو متنبہ کیا گیا۔کہ یہ وصول و قرب کا حصول نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت ہے۔

فالتفتوا فاذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر فاقبلوا الیہ قائلین السَّلام عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرحمۃ اللہ وَ برکاتہ۔

جب یہ لوگ بارگاہ نبوی کی طرف متوجہ ہوئے تو اس حبیب مکرم کو اپنے حبیب کریم جل و علیٰ کی بارگاہ میں موجود پایا۔ اور فوراً اس طرح ان کی جناب پاک میں ہدیہ سلام و نیاز پیش کرنے لگے۔ السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

۳۔ اگر علماء دیوبند نے صرف اپنے ایک مولوی صاحب کی بے جا طرف داری میں تمام دلائل و براہین سے آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ اور انہیں آیات و احادیث اور آئمہ اعلام اور اکابرین ملت کے اقوال نظر آتے ہی نہیں ہیں۔ تو ہمارے پاس اس کا کوئی علاج نہیں۔ نیز چند اور مندرجات ملاحظہ فرما دیں۔ اور توحید صحابہ کرام میں اور اس خانہ ساز توحید میں فرق ملاحظہ فرما دیں۔

بخاری شریف جلد اول ص۱۵۳ پر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم لَیْلَۃً فَلَمْ یَزَلْ قَائِماً حَتّٰی ھَمَمْتُ بِاَمْرِ سَوْءٍ قُلْنَا ما ھَمَمْتَ قَالَ ھَمَمْتُ اَنْ اَقْعُدَ وَاَذَرَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ:۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رات نماز تہجد باجماعت ادا کی۔ آپ نے اتنا زیادہ قیام فرمایا کہ میں نے برا ارادہ کر لیا۔ حاضرین مجلس نے دریافت کیا تم نے کونسا ارادہ کیا تھا۔ تو انہوں نے

marfat.com

فرمایا۔ میں نے یہ ارادہ کیا تھا۔ کہ میں بیٹھ جاؤں اور رسُول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حالت قیام میں رہیں۔

علماء محدثین فرماتے ہیں کہ نماز تہجد اور دیگر نوافل باوجود قیام پر قادر ہونے کے بیٹھ کر ادا کرنے جائز ہیں۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس ارادہ کو برا ارادہ کیوں قرار دیا۔ تو وہ فرماتے ہیں۔

اس ارادہ میں برائی کا پہلو یہ ہے کہ بارگاہ نبوی کا ادب و احترام ترک کرنا لازم آ رہا تھا۔ اور بظاہر مخالفت کہ آپ تو حالت قیام میں ہوں۔ اور حضرت عبداللہ حالت قعود میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آئمہ وکبار کے ساتھ ادب و احترام سے پیش آنا لازم ہے۔ فتح الباری، عمدۃ القاری حاشیہ بخاری۔ شرح مسلم للنووی صـ۲۶۴ ج اول۔

حضرات اہلِ اسلام، ایک طرف علماء دیوبند کے نزدیک خیال مصطفوی نماز کے حضور و استغراق کے خلاف ہے اور دوسری طرف حضرت عبداللہ بن مسعود اس میں قیام صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام کے لئے کر رہے ہیں۔

۲ ـــــ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز تہجد میں شامل ہو گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دائیں جانب اپنے برابر کھڑا کیا مگر وہ پیچھے ہٹ گئے۔ بار بار آپ کے اپنے برابر کھڑا کرنے کے باوجود جب پیچھے ہٹتے رہے۔ تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

marfat.com

مسند امام احمد فتح الباری جلد اوّل صفحہ ۱۵۵

ترجمہ:۔ تمہارا کیا حال ہے میں تمہیں اپنے برابر کھڑا کرتا ہوں۔ اور تم فوراً پیچھے ہٹ جاتے ہو۔ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ کسی شخص کو یہ ہمت ہو سکتی ہے کہ وہ آپ کے برابر کھڑا ہو کر نماز پڑھے۔ حالانکہ تم اللہ تعالےٰ کے رسول ہو۔

یہ سراسر ادب و نیاز مندی پر مشتمل جواب سن کر، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ التَّاوِیْلَ وَ فَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ۔

اے اللہ ان کو کلام مجید کے اسرار و رموز کا علم عطا فرما۔ اور ان کو دین میں بصیرت کاملہ عطا فرما۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دیوبند کہ حضرت ابن عباس کا یہ فعل خضوع و خشوع، حضور و استغراق اور قطع علائق عما سوی اللہ کے خلاف تھا یا مطابق؟ اور کیا اس عظیم دعا کا حق دار ایسا شخص ہو سکتا تھا۔ جس کو نماز پڑھنا بھی نہ آتا تھا۔ بلکہ اس میں غیر اللہ کی تعظیم کے لئے پیچھے ہٹ رہا تھا؟ ایس ۔ ایم رحیل رشید۔

۳ ———

ترجمہ:۔ حضرت براء بن عازب سے مروی ہے کہ جب ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو (مشکوٰۃ باب التشہد فی الدعاء) ہم اس بات کے متمنی ہوتے کہ ہم آپ کی دائیں جانب (پہلی صف میں) کھڑے ہوں۔ تاکہ بوقت سلام آپ ہماری طرف متوجہ ہوں۔ اور سب سے پہلے ہمیں شرف دیدار حاصل ہو جائے۔

کاش کے اندر نمازم جا شود پہلوئے تو۔ تا بہ تقریب سلام افتد نظر بر روئے تو۔ (اشعۃ اللمعات)

marfat.com

کیا خیال ہے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی نماز میں اس نیّت اور آرزو کیوجہ سے ان کا استغراق و انہماک اور قطع العلائق عما سوی اللہ ختم ہو گیا یا باقی رہا؟

ے شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام

۴ ——— حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے امام تھے۔ ان کی مسجد اور گھر کے درمیان وادی گزرتی تھی۔ جس میں سے بارش کے موقعہ پر گزرنا ان کے لئے ممکن نہ رہتا۔ نیز ان کی نگاہ اور قوت بصری بھی کمزور ہو گئی۔ تو رسول کریم علیہ السلام کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں انہیں نماز پڑھانے سے قاصر ہوں۔ اور میری قلبی تمنا یہ ہے کہ آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لائیں۔ اور کسی جگہ پر نماز ادا فرماویں۔ تاکہ میں اس جگہ کو اپنے لئے بطور جائے نماز اور عبادت گاہ منتخب کروں۔

(الحدیث مسلم شریف جلد اول صفحہ ۴۷ و صفحہ ۲۳۳)۔

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آرزو کو شرف تکمیل بخشتے ہوئے قدم رنجہ فرما ہوئے۔ اور آپ کے ساتھ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت بھی تھی۔ اور آپ آتے ہی بمعہ صحابہ میرے گھر میں نماز پڑھنے لگے۔

امام نووی اس حدیث پاک کے تحت حضرت عتبان بن مالک کی اس اپیل کا پس منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یعنی جس جگہ آپ نماز ادا فرمائیں گے۔ میں اس بابرکت جگہ سے برکت حاصل کرتے ہمیشہ اسی جگہ نماز ادا کروں گا۔ (مسلم جلد اول ص ۴۷)

marfat.com

نیز جو کمی نماز با جماعت ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے لاحق ہوتی تھی۔ اور مسجد میں حاضر نہ ہو سکنے کی وجہ سے اجر و ثواب میں جو کمی محسوس ہوئی اس کا تدارک بھی اس طرح کرنا چاہیئے تھا۔ کہ ان کے قدم مبارک سے وہ جگہ رشک حرم بن جائے گی۔ اور سب کوتاہیاں اور اجر و ثواب کی کمی اس صورت میں باحسن طریق پوری ہو جائے گی۔

الغرض حضرت عتبان نے اس مقصد کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کیا۔ آپ نے اس پر اعتراض نہ فرمایا۔ بلکہ اس کو شرف اجابت بخشا۔ اور ہمیشہ وہ اسی جگہ کو حصول فیوضات و برکات کا ذریعہ سمجھ کر عبادت کرتے رہے۔ کیا اس جگہ پر اس نیت و ارادہ سے کھڑا ہونا نماز میں استغراق و انہماک اور انقطاع عمن سویٰ کے منافی تھا یا نہیں ؟

قبل ازیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا آپ کے لئے مصلےٰ خالی کرنا۔ صحابہ کرام کا تالی بجانا۔ بوقت سلام حاضر و ناظر سمجھ کر سلام پیش کرنا۔ امام غزالی، علی قاری، شیخ محقق کی زبانی عرض کیا جا چکا ہے بالجملہ ایسے روایات و آثار اور دلائل ابراہین کا سلسلہ بہت طویل ہے اور ان اوراق میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ اگر خانۂ دل میں سے عقل و فہم نے مکمل طور پر رخت سفر نہیں باندھ لیا۔ تو یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو گئی ہوگی۔ اور تصور مصطفویٰ اللہ رب العزت کی طرف کامل توجہ کا ذریعہ و وسیلہ ہے، نہ کہ اس کے منافی و مخالف۔

لہٰذا مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی کی اس عبارت کا سہارا لینے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ نیز انہوں نے یاایُّھَا الذِیْنَ آمَنُوا استجیبُوا اللہ وللرسُول اذا دعاکم کے حاشیہ میں وہی تقریر نقل فرما کر اپنا عندیہ اور عقیدہ بارگاہ نبوی کے متعلق واضح کر دیا ہے۔ جو تقریر

marfat.com

علاّمہ علی قاری، علاّمہ بیضاوی اور دیگر اکابر نے اس آیت کریمہ اور حدیث ابو سعید بن معلّیٰ رضی اللہ عنہ کے تحت نقل فرمائی ہے لہٰذا ان کی اس عبارت صداقت نشان کو مولانا اسمٰعیل دہلوی کی اس سراسر ہذیان و بے ہودہ عبارت سے کیا تعلق ؟

امر ثالث

مولوی حق نواز صاحب کے جواب کی اس دفعہ بھی درحقیقت مدار اس سالقہ گھسی پٹی دلیل پر ہے۔ کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے کافر نہیں کہا لہٰذا ثابت ہوا کہ عبارت بے غبار ہے۔ حالانکہ یہ خود فریبی ہے۔ قائل کو کافر نہ کہنا اور چیز ہے عبارت کو کفریہ نہ کہنا دوسری چیز ہے۔ انہوں نے اس الوالوہابیہ مولوی اسمٰعیل صاحب کے وجوہ کفر اس کی عبارت میں گنوائے ہیں۔ لہٰذا وہ اس کی عبارت کو بہر حال کفریہ سمجھتے ہیں۔ اور کتب عقائد میں لزوم کفر کا کفریہ ہونا اور التزام کفر کا ہونا صراحۃً مذکور ہے۔ اگر مولوی صاحب نے وہ نہ پڑھی ہوتی تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے ؟

اور ہم نے الکوکبۃ الشہابیہ میں اس عبارت کا کفر ہونا واضح کر دیا ہے۔

۲ —— جو مثالیں مولوی صاحب نے بیباکی اور جسارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ذکر کی ہیں یعنی جھوٹا، مجنوں، بدذات، نعوذ باللہ من ذالک ان کا اعلیٰ حضرت کی اس عبارت سے کوئی تعلق نہیں۔ انہوں نے تو صرف صراط مستقیم کی عبارت کے متعلق یہ فرمایا۔ کہ ایسی عبارت اس قسم کے لوگ ہی بول سکتے ہیں۔ اہل اسلام کو ایسے الفاظ منہ سے نکالنے کی جرأت کہاں مگر اسمٰعیل دہلوی کے معنوی فرزند نے قدم اور آگے بڑھا دیا ہے۔

۳۔ نیز انہوں نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ پنڈت جو گالی دیں۔ وہ کافر نہیں ہوں گے یا پنڈتوں کی ہر طرح کی گالیوں کی طرح جو شخص گالیاں دے

marfat.com

وہ کافر نہیں ہوگا۔ پیغمبر کی تکذیب بہر حال کفر ہے۔ اور کوئی بدذات اور بداصل اگر ان کے متعلق یہ لفظ استعمال کرے گا تو بالکل کافر ہوگا۔ یہاں فقط اس عبارت میں بحث ہے جو صراط مستقیم میں ہے اور اس میں تاویل کی گنجائش ہے۔ لہذا عبارت باعتبار مفہوم کے کفریہ ہے۔ مگر قائل کو از رہ احتیاط کافر نہیں کہیں گے ہو سکتا ہے۔ وہ اس قبیح عبارت کی قباحت اور کفر ہونے پر مطلع نہ ہوا ہو۔ لیکن جو عبارتیں مولوی صاحب نے غبار دل نکالتے ہوئے ذکر کی ہیں ان میں قطعاً گنجائش تاویلوں کی نہیں ہے۔ لہذا عبارات بھی کفریہ اور قائل بھی کافر۔

نیز کسی عبادت کے کفر نہ ہونے سے اس کا بے غبار ہونا کیسے ثابت ہو سکتا ہے۔ کیا کفر کے بعد اور کوئی درجہ نہیں ہو سکتا۔ علامہ طیبی نے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی سنت نبوی کو لازم پکڑنا، بدعت جاری کرنے سے بہتر ہے" کے تحت یوں کہہ دیا۔ "گھٹیا سنت"

علامہ ابن حجر نے ان کی اس عبادت پر رد و قدح کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اگر اس شخص کا علم اور صاحب تحقیق ہونا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت و محبت سے سرشار ہونا ہمیں معلوم نہ ہوتا۔

لَقُفِيَ عَلَيْهِ بِهٰذِهِ الْكَلِمَةِ بِأَمْرٍ عَظِيْمٍ ۔

تو اس کلمہ کی وجہ سے اس پر بہت بڑا سنگین فتویٰ اور حکم شرعی عائد کیا جاتا۔ کیونکہ ہمارے علماء اسلام اور آئمہ کرام نے تصریح فرمائی ہے۔

من

جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کسی چیز کو گھٹیا اور قابل نفرت جانے وہ کافر ہے۔ اور سنت بھی آپ کی طرف منسوب ہے

marfat.com

لہذا اس کو ایسے الفاظ سے تعبیر کرنا اسی گرداب کفر میں واقع ہونے کا موجب ہے ۔

لیکن اس میں اس تاویل کا امکان ہے کہ طیبی نے سنت کو از روئے سنت ہونے کے گھٹیا اور قابل نفرت نہیں کہا ۔ بلکہ اس کے ایسے فعل سے متعلق ہونے کی وجہ سے جو گھٹیا اور قابل نفرت ہے ۔ اس کو گھٹیا سنت کہا ہے ۔

علامہ علی قاری فرماتے ہیں ہذا لفرض قبولہ انما یمنع الکفر فحسب لا الشناعۃ والقبح و سوء الادب ۔ بالفرض علامہ طیبی کی طرف سے اس تاویل کو قبول کر بھی لیں ۔ تو یہ تاویل صرف اس کو کافر کہنے سے مانع ہوگی ۔ لیکن انتہائی شنیع و قبیح امر کے ارتکاب اور بے ادبی و اساءت کے ارتکاب سے اس کا تحفظ نہیں کرے گی ۔

ہماری اس گذارش سے لزوم و التزام کا فرق بھی واضح ہوگیا ۔ اور عبارت کے کفر ہونے اور قائل کے کافر ہونے کا فرق بھی واضح ہوگیا ۔ اور یہ حقیقت بھی روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ بالفرض کوئی عبارت کفریہ نہ ہو تو اس سے کفر کی نفی اس کو بے غبار اور درست نہیں بنا دیتی ۔

جبکہ ہمارے بیان کردہ دلائل کی روشنی میں اس کا گستاخی و بے ادبی پر مشتمل ہونا بالکل واضح ہے ۔ اور اس کا کفریہ ہونا بھی عیاں اور اعلٰے حضرت قدس سرہٗ نے عبارت کے کفریہ ہونے کی خود تصریح فرمائی ہے البتہ اسمٰعیل کو اس کے عبارات کے مفہوم ظاہر کے برعکس ممکن التاویل ہونے کی بنا پر کافر نہیں کہا ۔

ملفوظات حصہ اول ص ۱۱۴ پر اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں

سوال ——— اسمٰعیل دہلوی کو کیسا سمجھنا چاہیئے ؟

marfat.com

جواب ــــــ میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کی طرح ہے۔ اگر کوئی کافر کہے ہم منع نہیں کریں گے۔ اور خود کہیں گے نہیں؟

marfat.com

دوبارہ دیوبندی مناظر کے اعتراضات کا گھنٹہ شروع ہوا۔

دیوبندی مناظر میرے ذمہ یہ موضوع تھا کہ بریلوی علماء نے اپنی کتب میں انبیاء علیہ السلام کی توہین کی ہے چنانچہ جاء الحق کے حوالہ میں میں نے ثابت کیا کہ نبی پاکؐ کی دو زبانیں بتلائی گئی ہیں۔ اس کا جواب کما حقہ، نہیں آیا میرا وہ سوال قائم ہے۔ اور اس میں وہ چلے گا اور وہی عبارت دوبارہ آئے گی۔ اسی طرح دوسرا اعتراض قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ والا بھی قائم ہے۔ وہ بھی ابھی نہیں ٹوٹا میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان عبارات میں دھوکہ یا دوغلی پالیسی ثابت ہوتی ہے کہ نہیں اور ان عبارات کے پڑھنے سے ذہن چاک ہوتا ہے کہ نہیں اب میں ایک تیسرا حوالہ اپنے دوسرے ٹائم میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جج صاحبان بھی غور سے سماعت فرمائیں آپ حضرات بھی غور فرمائیں یہ علمائے بریلوی کی معتبر ترین کتاب انوارِ شریعت میرے سامنے موجود ہے اس کا صفحہ ۳۸ میرے سامنے موجود ہے۔ اسی صفحہ پر سوال ۱۲ ہے کہ مسیح علیہ السلام لوگوں کی ھدایت کے لیے دوبارہ اتریں گے۔ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ نہیں آئیں گے پس افضل کون؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے علمائے بریلوی کے مفتی صاحب جواب ارشاد فرما رہے ہیں۔

جواب:۔ دوبارہ وہی بھیجا جاتا ہے جو پہلی دفعہ ناکامیاب رہا ہو،

مصنف:۔ مفتی صاحب کا نام کیا ہے۔ مولوی حق نواز صاحب۔ مولانا نظام الدین ملتانی کتاب کا نام انوارِ شریعت۔ دوبارہ سماعت فرمائیے۔ دوبارہ وہی بھیجا جاتا ہے۔ جو پہلی دفعہ ناکامیاب رہے امتحان میں دوبارہ وہی لوگ بلائے جاتے ہیں۔ جو پہلی دفعہ فیل ہوں اگر مسیح علیہ السلام پہلی دفعہ ناکامیاب رہے یہود کے ڈر کے مارے کام تبلیغ رسالت سر انجام نہ دے سکے۔ اس لیے ان کا دوبارہ آنا تلافیٔ مافات ہے اور چونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پہلی آمد ہی میں ایسے کامیاب ہوئے کہ شہنشاہ عرب ہوتے اور توحید الٰہی

marfat.com

چار دانگ عالم میں پھیلا کر نہایت کامیابی کے ساتھ دنیا سے بظاہر پردہ فرمایا اس لیے ان کا دوبارہ آنا ضروری نہیں دوبارہ وہی آئے جس نے اپنا کام پورا نہیں کیا پس سوچو کہ افضل کون ہے؟ میرے قابلِ صد احترام سامعین سوچیئے پہلا لفظ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے. دوبارہ وہی آئے جو پہلی دفعہ ناکامیاب رہے۔ کون ہے دنیا میں وہ بندہ جو کسی پیغمبر کو رسالت کے کام میں ناکامیاب کہے۔ میں فاضل مخاطب سے پوچھوں گا کہ آج تک اس دنیا کی کسی کتاب میں کسی معتبر عالم کسی مفکر و محدث نے یہ لکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام ناکامیاب واپس گئے اس لیے اب دوبارہ اپنی رسالت کی تکمیل کے لیے آئیں گے دوسرا لفظ استعمال کیا ہے. کہ جو امتحان میں فیل ہو اس کو دوبارہ امتحان میں بلایا جاتا ہے۔ اس کا معنی یہ ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام پہلے فیل ہو گئے اور اب دوبارہ بلایا جا رہا ہے کہ وہ یہود کے ڈر کے مارے رسالت کا کام سرانجام نہ دے سکے۔ مسلمانو قرآن کہتا ہے۔ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ یہود نے انبیاء کو ناحق شہید تو کر دیا لیکن انہیں سچ کہنے سے رسالت کے کام پہنچانے سے اللہ کے احکام بیان کرنے سے اور رب ذوالجلال کی توحید کو بیان کرنے سے انہیں دنیا کی کوئی طاقت روک نہ سکی۔ شہید تو ہو گئے ان کے وجود آرے سے چیر دیئے گئے۔ اُن کو ہجرتوں پہ مجبور تو کر دیا لیکن کسی پیغمبر نے اپنے رسالت کے کام میں کوتاہی نہیں کی اور یہاں بتلایا جا رہا ہے کہ پیغمبر یہود کے ڈر کے مارے اپنا کام ادھورا چھوڑ گئے معاذاللہ۔ اور اب وہ دوبارہ اس کام کو پورا کرنے کے لیے آئیں گے. میرا فاضل مخاطب پر سوال ہے کہ آج تک کسی مسلمان نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے اپنا یہ عقیدہ پیش کیا ہے کہ وہ ناکام واپس گئے۔ کیا کوئی رسول اپنی رسالت میں ناکام واپس جا سکتا ہے. اور کیا اب دوبارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام الانبیاء کے امتی بن کے آئیں گے یا اپنے کام رسالت کو سرانجام دینے کے لیے آئیں گے اگر وہ امام الانبیاء کے امتی بن کے آئیں گے تو پہلا کام ادھورا رہ گیا اب تو امام الانبیاء کے دین کا کام کرنا ہے اپنی رسالت

marfat.com

تو ادھوری کی ادھوری رہ گئی اور اگر اس کو پورا کریں گے تو ختم نبوت کا انکار لازم آیا اس لحاظ سے بھی یہ بات خطرناک ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت کے خلاف ہے اور میں اپنی اسی ٹرن میں جاء الحق اور انوار شریعت کے حوالے کے ساتھ ساتھ ایک اور حوالہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جس میں یہ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی بندہ کتے کو مان لے کہ اس پر قرآن اترا ہے۔ اگر کوئی کتے کو نبی مان لے کہ یہ میرا پیغمبر ہے اور کتے کی طرح عَو عَو کرتا پھرے تو مقیاس حنفیت میں مولانا محمد عمر صاحب اچھروی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایسا کرلے تو غلامانِ مصطفےٰ کو کچھ کہنا کا موقعہ ہی نہ ملے گا اور نہ وہ عذاب الیم میں گرفتار ہوگا۔ میں ابھی عرض کرنا چاہتا ہوں آپ غور فرمائیں۔ مصنف حفظ الایمان اشرف علی تھانوی نے یہ کہا ہے کہ ایسے علوم غیبیہ تو صبی ومجنون کتے اور ریلے اور خنزیر کو بھی حاصل ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ بعض علوم غیبیہ جن کو قرآن مجید کہا جاتا ہے۔ ہر فرد حیوان صبی ومجنون پر بھی نازل ہیں تو میرے خیال میں مصنف مذکور کو جو قرآن شریف نبی پاکؐ پر اترا ہے۔ اس کی اتباع کی کیا ضرورت ہے کس لڑکے یا دیوانے یا کتے وغیرہ پر نازل شدہ قرآن پر ایمان لے آئے میرے الفاظ سماعت فرمایئے گویا مولانا محمد عمر صاحب مصنف حفظ الایمان کو مشورہ دے رہے ہیں کہ میرے خیال میں مصنف مذکور کو تو کتے وغیرہ کے نازل شدہ قرآن پر ایمان لے آنا چاہیئے اور عو عو کرتا پھرے تاکہ غلامانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ کہنے کا موقعہ ہی نہ ملے اور نہ مصنف مذکور اس توہین مصطفےٰ کی وجہ سے عذاب الیم میں گرفتار ہو۔ اس عبارت پر میرا اعتراض یہ ہے کہ اگر ایک شخص کتے کو نبی مانتا ہے اور کہتا ہے کہ کتے پر قرآن اترا تو غلامانِ مصطفےٰ کو تو زبان سے کچھ نہ کہنا کیا اس کا قلع قمع کردینگے۔ بلکہ یہ کہا کہ غلامانِ مصطفےٰ خاموش ہو جائیں گے اور دوسری بات یہ کہ عذاب الیم میں گرفتار نہ ہوگے۔ اگر بندے کو نبی ماننا عذاب الیم میں گرفتار ہونے کا سبب ہے۔ تو کیا کتے کو نبی ماننے کے بعد وہ عذاب الیم سے کیسے بچ جائے گا۔ مولانا محمد عمر صاحب اچھروی نے مصنف حفظ الایمان کو مشورہ دیا ہے کہ اگر تو اپنے نظریہ پر قائم رہے

marfat.com

تو عذاب الیم میں گرفتار ہوگا۔ اور غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چھوڑیں گے۔ اگر تو میرا مشورہ مان لے تو غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ کہنے کا موقعہ ہی نہ ملے ایک فرق اور بھی واضح کرتا جاؤں۔ ایک ہے کچھ نہ کہنا اور ایک ہے کچھ کہنے کا موقعہ ہی نہ ملے موقعہ ہی نہ ملنے کا مطلب یہ ہے کہ اعتراض ہی نہ ہو لوگ کہتے ہیں کہ ایسا کام کرو کہ کسی کو بھی کہنے کا موقعہ ہی نہ ملے یہ ہماری زبان کے الفاظ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ کتے کو نبی مان لو تو غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنقید کی گنجائش ہی نہ ملے گی۔ معاذاللہ۔ اور نہ ہی عذاب الیم میں گرفتار ہوا اور اگر یہ نہیں تو آگے کہتا ہے تو ورنہ توہینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے عذاب الیم میں گرفتار ہوں گے۔ یعنی میرا مشورہ نہیں مانتے ہو تو عذاب ہوگا میرا مشورہ مان لو گے تو عذاب الیم سے بچ جاؤ گے۔ غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقید سے بچ جاؤ گے۔ مسلمانانِ پاکستان میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ کیا کبھی کتے پر بھی قرآن اترا ہے۔ نازل شدہ قرآن پر ایمان لے آؤ بتا رہا ہے کہ کوئی قرآن کتے پر بھی اترا ہے۔ اور آگے کہتا ہے کہ اگر یہ مان لو گے اور عوعو کرنا شروع کر دو گے تو غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تنقید بند کر دیں گے۔ کیا کوئی غلام مصطفیٰ ہے کہ وہ اس پر تنقید بند کر دے یہ کتے کو نبی مانے لوگوں نے بچھڑے کو خدا مانا پیغمبروں نے تردید کی لوگوں نے تصویروں کو خدا مانا انبیاء نے تردید کی۔ آج کوئی کتے کو نبی مانے گا تو علماء تردید کریں گے۔ بس چلے گا تو اس کو تختہ دار پہ لٹکا دیا جائے گا۔ چہ جائے کہ یہ مشورہ دیا جائے کہ غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقید سے بچ جائے گا۔ اور اگلا جملہ یہ ہے کہ توہین رسالت کی وجہ سے عذابِ الیم میں گرفتار نہیں ہو گا یعنی اگر میرا مشورہ مان لیتا ہے تو عذاب الیم میں بھی گرفتار نہیں ہووے گا۔ تو میں نے اپنے اس داعیہ دو سوال پیش کیے ہیں ایک مولانا محمد عمر صاحب اچھروی کا یہ کہنا کہ کتے پہ نازل شدہ قرآن مان لینے سے کوئی توہین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے۔ اور نہ ہی غلامانِ مصطفیٰ کو

marfat.com

اس آدمی کے خلاف بولنا چاہیئے اور دوسرا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایسا کرنے لگ جائے تو عذاب الیم میں گرفتار ہونے سے بچ جائے گا۔ اس کے بعد واشگاف الفاظ میں اور توہین کیا ہوگی۔ اور اسی طرح جو میں نے انوارِ شریعت کا حوالہ پیش کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ناکامیاب ہوئے۔ منصف خاں منظور خان صاحب ایڈووکیٹ آپ نے جو حوالہ دیا ہے کیا وہ علمائے بریلوی میں سے ہیں۔ جی ہاں مولانا محمد عمر صاحب اچھروی علماء بریلوی کی محترم شخصیت ہے۔

بریلوی مناظر حضرت علامہ شیخ الحدیث صاحب

حضرات آپ کے سامنے فاضل مناظر نے مولانا محمد عمر صاحب کی وہ عبارت پیش کی ہے جو انہوں نے اشرف علی تھانوی صاحب کے رد میں بیان فرمائی۔ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے اس مسئلے کا جواب دیتے ہوئے کہ آیا عالم الغیب کا لفظ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بولنا جائز ہے یا نہیں ارشاد فرمایا تھا کہ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے بعض غیب مراد ہیں یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے۔ بلکہ ایسا علم غیب تو زید عمرو بکر بلکہ ہر صبی د مجنون بلکہ جمیع حیوانات اور بہائم کے لیے بھی حاصل ہے اور اگر کل غیب مراد ہیں تو یہ عقلاً نقلاً باطل ہے۔ یہ کتاب حفظ الایمان کا صفحہ نمبر ۸ ہے۔ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے جو جواب دیا تھا اس عبارت کے اندر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی بات کا بیان تھا۔ جب کل علوم غیب کو عقلاً نقلاً باطل قرار دے رہے ہیں تو ظاہر ہے کہ یہ مان لیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو علوم ہیں وہ بعض ہیں اور بعض علوم میں آپ کی خصوصیت کا انکار کرتے ہوئے کہہ دیا کہ ایسا علم غیب تو زید عمرو بکر صبی یعنی بچوں کو مجنونوں یعنی پاگلوں اور بہائم یعنی چارپائیوں کو بھی حاصل

marfat.com

ہے تو ایسی صورت میں مولانا محمد عمر صاحب یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ غیب جاننا نبی کی خصوصیت ہے۔ اور یہ غیوب ان کو قرآن کی وساطت سے دیے گئے ہیں تو جب قرآن کی وساطت سے غیوب ان کو دیے گئے ہیں اور ان علوم غیبیہ کا نبوت کے ساتھ اختصاص تھا اور ان کا تم نے کردیا انکار توجہ فرمائیے غیب ہیں قرآن میں اور قرآن نبی پر اترا ہے۔ اور نبی قرآن کے ذریعے ان علوم کو سمجھتا ہے۔ جب ان غیوب کی خصوصیت کا انکار کیا گیا تو گویا ان قرآنی علوم کا حامل ان کتوں وغیرہ کو بھی اسی طرح تسلیم کرلیا گیا ہے۔ تو اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف نبوت کے ایک خاص مابہ الامتیاز امر یعنی علوم غیبیہ کے ادراک و حصول کو ان بچوں۔ پاگلوں اور جانوروں میں تسلیم کرلیا گیا اور علوم غیبیہ کے حصول کا ذریعہ کیا تھا۔ قرآن مجید۔ تو جب علوم غیبیہ غیر میں تسلیم کرلیے گئے تو ذریعہ کو ماننا بھی لازم آجائے گا۔ کیونکہ یہ تعلیم اسی کے ذریعے سے دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ۔ اللہ رب العزۃ نے تم پر قرآن اتارا اور حکمت نازل کی اور جو کچھ تم نہیں جانتے تھے وہ سب کچھ تم کو سکھلا دیا تو گویا قرآن کے نزول کے ذریعے سے آپ کو یہ تمام علوم دیئے گئے ہیں۔ تو جب ان علوم کی خصوصیت کا انکار کر کے ان کو چارپائیوں بچوں اور پاگلوں کے اندر ثابت کیا گیا اور ان کا ذریعہ حصول قرآن مجید تھا اور یہ بچوں اور پاگلوں میں تم نے مان لیا ہے تو مولانا محمد عمر صاحب فرما رہے ہیں کہ پھر ان کو نبی بھی مان لو ان پر نزول قرآن بھی تسلیم کرلو اور پھر اس طرح تم نبوت کا مذاق اڑا دو اور کتوں گدھوں کے اندر یہ چیز تسلیم کرلو۔ تو جناب والا دیدہ آپ کی عبارت کا پوسٹ مارٹم کر رہے تھے رد کر رہے تھے اور جس خصوصیت کا تم نے انکار کیا تھا۔ اس انکار کی وجہ سے تمہیں جو مفاسد لازم آ رہے تھے وہ تو تم کو ان مفاسد پر متوجہ کر رہے تھے۔ اور

marfat.com

بجائے اس کے کہ تم متوجہ ہوتے اور متوجہ ہو کر توبہ کرتے الٹا تم نے مولانا محمد عمر صاحب پر الزام عائد کرنا شروع کر دیا کہ تم نے یہ کہہ دیا۔ ارے وہ تو تمہیں سمجھا رہے ہیں کہ اس سے اور کون کون سے مفاسد لازم آتے ہیں۔ آیئے اب دیکھیں کہ علم غیب انبیاء کی خصوصیت ہے کہ نہیں اور تم نے اس خصوصیت میں خسیس و رذیل چیزوں کو ان کے ساتھ شامل کر دیا ہے اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ

اللہ کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ تمہیں علم غیب عطا کرے بلکہ وہ غیب کی عطاؤں کے لیے اپنے رسولوں کو منتخب فرماتا ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ رسول کا سرمایہ افتخار اور رسول کی امت سے وجہ امتیاز ہے۔ علم غیب کا جاننا اس خصوصیت کا انکار کر کے جب یہ علوم زید عمر و بکر بچوں پاگلوں اور حیوانوں کے اندر ثابت کئے گئے ہیں تو اس صورت میں گویا جو خرابیاں لازم آرہی تھیں ان ان کی مولانا محمد عمر صاحب نے نشان دہی کی ہے۔ سنیئے دوسری آیہ کریمہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔

اللہ غیبوں کا جاننے والا ہے اور وہ اپنے غیبوں پر مرتضٰی رسولوں کے علاوہ کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ تو یہاں عوام سے علم الغیب کی نفی کر دی ہے۔ صرف رسولوں کی خصوصیت ذکر کی گئی ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ انبیاء کا علم غیب اگرچہ علوم الٰہی کے لحاظ سے بعض ہے۔ اللہ کے لحاظ سے کل نہیں ہے۔ لیکن مخلوق کا علم ان سے کوئی نسبت نہیں رکھتا ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کو جو بعض علوم بھی دیئے گئے ہیں وہ بعض علوم بھی کتنے ہیں وہی امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ جن کے اشعار کو مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نشر الطیب کے اندر نقل کرتے ہیں اور علماء دیوبند نے انکے قصیدہ بردہ کی شرح لکھی ہیں۔

marfat.com

وہی امام بوصیری فرماتے ہیں

اِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنیا وَ ضَرَّتَہَا
وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمٖ

یا رسول اللہ دنیا و آخرت آپ کے فیضان کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ اور لوح و قلم کے علوم آپ کے علوم کا ایک معمولی سا حصہ ہیں۔ جس حبیب پاک کے علوم کی اتنی کثرت ہے۔ اور اتنی فراوانی ہے۔ جس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کی حالت یہ ہے۔ فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِہٖ مَاۤ اَوْحٰی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پوچھنے والو کیا پوچھتے ہو۔ کہ تم نے اپنے حبیب پاک علیہ السلام کو شب معراج کیا علوم عطا کئے تھے تمہارے ذہن سمجھنے سے قاصر ہیں میں تمہیں کیسے بیان کردوں بس جو میں نے دینا تھا دیا اور جو وہ لے سکتے تھے انہوں نے لیا جتنی انکی صلاحیت و استعداد تھی اس کے مطابق میں نے اُن کو یہ عطیات دیئے تو علم غیب پیغمبر کا ایک خاصہ ہے۔ لیکن مولانا اشرف علی تھانوی نے گستاخی کرتے ہوئے کہا کہ اگر سرکار کے لیے بعض علوم غیبیہ مانے جائیں تو اس میں آپ ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید عمر و بکر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات اور بہائم کو بھی حاصل ہے کبھی تو چار پاؤں کو کہتے ہیں۔ کہ بے علم ہیں بے عقل ہیں اور انبیاء سے بھی علم غیب کی نفی کرتے ہیں۔ لیکن ان کے ماننے پہ آتے ہیں تو جو بے عقل ہیں بے علم ہیں ان کے لیے صرف علم نہیں مانا بلکہ علم غیب مان لیا ہے۔ پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغض و عداوت کا اظہار کرتے ہوئے اور آپ کی شان رفعت النشان میں بیباکی سے کام لیتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا گیا کہ اس میں آپ کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید عمر و بکر صبی و مجنوں کو بھی حاصل ہے۔ مولانا محمد عمر صاحب کی عبارت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ قرآن مجید جو آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں یا رسول اللہ یہ تمام غیبی خبریں ہیں اور مصنف حفظ الایمان نے یہ کہا ہے

marfat.com

کہ ایسے علوم غیبیہ تو صبی و مجنون کتّے بلّے خنزیر کو بھی حاصل ہیں۔ مطلب یہ ہے جیسے میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ انہوں نے اس عبارت میں لازم آنے والی خرابیاں بیان کی ہیں اور مفاسد پہ تنبیہ کی ہے جن کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعض علوم غیبیہ جنکو قرآن شریف کہا جاتا ہے۔ ہر فرد حیوان صبی و مجنون پر بھی نازل ہونا لازم آئیگا۔ تو اس پس منظر میں مولانا محمد عمر صاحب کی اس عبارت پر غور فرمائیں وہ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں مصنف مذکو کو جو قرآن شریف نبی پر اترا ہے اسکی اتباع کی کیا ضرورت ہے۔ کسی لڑکے یا دیوانے یا کتے وغیرہ کے نازل شدہ قرآن پر ہی ایمان لے آئے۔ کیونکہ جب علم غیب ادھر تسلیم کر لیا ہے۔ اور غیب قرآن میں ہے۔ تو اس لحاظ سے ادھر قرآن کا نزول بھی لازمی طور پر تسلیم کرنا پڑے گا۔ چنانچہ اس بنا پر مولانا محمد عمر صاحب مصنف حفظ الایمان کو الزام دے رہے ہیں۔ تو یہ تھی حقیقت اس الزام کی اب مولانا کی عبارت میں جو خرابی پوشیدہ تھی جس پر تنبیہ فرما رہے ہیں وہ کیا ہے۔ صدر

کہ مولانا تھانوی نے "ایسا علم غیب تو زید عمر و بکر (ا) صبی و مجنون اور بہائم کو بھی حاصل ہے" کہہ کر ایک طرف لکھا نبی پاک سرور کائنات کے ان علوم کو جن کے اندازہ سے مخلوق قاصر ہے۔ اور دوسری طرف بچوں پاگلوں اور حیوانات کا ذکر کر کے ایسا کا لفظ استعمال کیا تو میں حضرات منصفین سے اور عام سامعین سے عرض کروں گا کہ اس پر غور کریں کہ ایک طرف تو علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو اور دوسری طرف یہ چیزیں ہوں اور پھر ایسا کے لفظ سے یہ جو توازن قائم کیا جا رہا ہے۔ اس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات کا انکار ہے یا نہیں اور چونکہ علوم غیبیہ قرآن کے ذریعہ سے حاصل ہوئے ہیں تو کیا قرآن کا ادھر نزول بھی لازم آرہا ہے یا نہیں اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کروں کہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے اس عبارت کے متعلق خود یہ تسلیم کیا ہے۔

خان منظور خان صاحب :- قبلہ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ پہلا اعتراض جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تھا۔ اس کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں۔

marfat.com

بریلوی فاضل مناظر:۔ جناب دو سوال آئے ہیں میں ایک کا جواب تو دے لوں اُس کا جواب بھی ہم دیں گے وہ بھی ہم پر یہ مولانا محمد عمر صاحب اچھروی کے حوالہ کا جواب دے رہا ہوں۔

مولوی منظور احمد چنیوٹی:۔ جناب علم غیب موضوع بحث نہیں ہے یہ غلط مبحث ہے

بریلوی فاضل مناظر: غلط مبحث کہاں ہے۔ آپ کے اُس اعتراض کا جواب دیا جا رہا ہے جو آپ نے مولانا محمد عمر صاحب اچھروی پر الزام لگایا ہے۔ تو جب تک مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی وہ عبارت سامنے نہیں آئے گی جس پر تنبیہ کے لیے انہوں نے یہ کہا ہے تو مولانا صاحب کی عبارت کس طرح واضح ہو گی۔ تو جناب مولانا اشرف علی کا رد اسی بنا پر کیا جا رہا ہے۔ کہ انہوں نے یہ کہا کہ علوم غیبیہ تو کتے بلے خنزیر کو بھی حاصل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کر دوں کہ یہ جو حوالہ مولانا نظام الدین صاحب کا دیا جا رہا ہے آپ شرائط میں دیکھ لیں کہ علمائے بریلوی کی گستاخانہ عبارات پیش کی جا سکتی ہے۔ اور وہ علماء معتبرین جنکے ذریعہ سے علماء بریلوی کے مسلک کا تعین اور تشخص قائم ہے اور مولانا جناب نظام الدین صاحب کس سلسلہ کے ساتھ ان سے ملتے ہیں۔ آپ یہ وضاحت فرمادیں گے تو ہم جواب دینے کو بھی تیار ہوں گے۔ (وقت ختم)

دیوبندی مناظر

نحمدہٗ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم:۔

قابل صد احترام سامعین میں نے پہلا حوالہ پیش کیا تھا اور اس حوالہ کے پیش کرنے سے پہلے میں نے گذارش کی تھی۔ کہ میرے جاءالحق کے سابقہ دو حوالے تا حال قائم ہیں۔ اور ان کا اعتراض نہیں اٹھا لیکن میرے فاضل مخاطب نے اس دفعہ ان کو ہاتھ تک نہیں لگایا اور پھر پہلے نمبر پر میں نے مولانا

marfat.com

نظام الدین کا حوالہ پیش کیا تھا اس کا بھی کوئی جواب نہ دیا بلکہ یہ فرماتے ہیں کہ آخر علمائے بریلوی میں سے بتلائیں چنانچہ میں انوارِ شریعت کے صفحہ اوّل پر دی گئی فہرست پڑھتا ہوں اور جن جن مفتیوں کے فتوے اس میں درج ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ کتاب لکھنے والے کون ہیں اور ان کے نزدیک قابل احترام کون ہیں چنانچہ یہ فہرست ہے ۔ اور فہرست میں مجددؒ اسلام شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۔ حجۃ الاسلام حضرت شاہ حامد رضا خاں صاحب بریلوی صدر الا فاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سردار احمد صاحب لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ اور یہ کتاب مرتب کرنے والے مولانا محمد اسلم علوی قادری رضوی ہیں اور سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ لائل پور سے شائع ہوئی یہ پانچ نام اس پر دیئے گئے ہیں ۔ میں فاضل مخاطب سے کہوں گا کہ اگر یہ علمائے بریلوی میں سے نہیں ہیں اور آپ اسکی کوئی قدر و منزلت نہیں جانتے ۔ اور آپ نے اس عبارت میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی توہین مان لی ہے تو آپ مولانا نظام الدین صاحب کو کافر کہہ دیں ۔ کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی توہین ہے تو میں یہ عبارت چھوڑ دوں گا ۔ میرے واجب الاحترام سامعین دوسری بات یہ ہے کہ یہ فرماتے ہیں کہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی عبارت کا پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے یہ عبارت لکھی ہے ۔ میں حجز صاحبان سے گذارش کر دینا گا سامعین سے بھی کہوں گا کہ ذرا توجہ فرمائیں کہ مسئلہ علم غیب پر میرے فاضل مخاطب نے سارا وقت ختم کر دیا حالانکہ نہ موضوع بحث مسئلہ علم غیب ہے اور نہ موضوع بحث حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ کی عبارت ہے وہ عبارت اگلے گھنٹے میں پیش ہو سکتی ہے کہ آپ کے مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے یہ لکھا ہے ۔ اس گھنٹے میں اس پہ بحث کرنا غلط بحث ہے ۔ اور یقیناً انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے ۔ میرے واجب الاحترام بزرگو

marfat.com

میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ حضرت تھانوی صاحب کی وہ عبارت آپ اگلے گھنٹے میں پیش فرمانا میں جواب کا پابند ہوں گا۔ اب میں پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ مولانا محمد عمر صاحب اچھروی توجہ! حجر صاحبان جن میں سے میں محترم پروفیسر تقی الدین صاحب کو خصوصیت کے ساتھ متوجہ کروں گا وہ خیال فرمائیں کہ اس میں وہ مولانا اشرف علی صاحب کو مشورہ دے رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں مصنف مذکور کو جو قرآن شریف نبی پاکؐ پر اترا ہے اس کی اتباع کی کیا ضرورت ہے کسی لڑکے یا دیوانے یا کتے وغیرہ کے نازل شدہ قرآن پر ایمان لے آئے کیا نازل شدہ کا لفظ یہ نہیں بتلا رہا کہ کتے پر بھی کوئی قرآن اترا ہے۔ کہ جس پر ایمان لانا ہے نازل شدہ کا کیا معنی ہوتا ہے اور یہ اردو میں کن الفاظ میں اور کس موقعہ پر استعمال ہوتا ہے۔

نمبر۲۔ آگے فرماتے ہیں کہ عوذ عوذ کرتا پھرے اچھا آگے فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں تو ایسا کر۔ اب ایک آدمی کا یہ خیال مان لیتا ہے تو اس کے ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ بھئی میں نے اگر یہ خیال مان لیا تو مجھے فائدہ کیا ہوگا آگے فائدہ بتلا رہے ہیں کہ جو تو یہ مان لے تاکہ تجھے غلامانِ مصطفٰے کو کچھ کہنے کا موقعہ ہی نہ ملے میں پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ مولانا اشرف علی ہی مان لے زید عمرو کوئی مان لے کہ کتے پر قرآن اترا ہے کیا غلامانِ مصطفٰےؐ تنقید نہیں کریں گے اور اگر نہیں کریں گے تو یہی گستاخیٔ نبوت ہے اور اگر کریں گے تو یہ کہہ رہے ہیں ہم نہیں کریں گے ہم تجھے چھوڑ دیں گے اگلی بات ایک تو تنقید سے بچ جاؤ گے دوسرا فائدہ فرما رہے ہیں کہ اگر میرا خیال مان لو تو نہ مصنف مذکور توہینِ مصطفٰےؐ سے عذاب الیم میں گرفتار ہوگا یعنی اگر یہ کتے کو نبی مان لے عوعو کرنے لگ جائے تو عذاب الیم میں گرفتار نہیں ہوگا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کتے کو نبی مان لینے کے بعد عذاب سے دنیا میں بچ کیوں سکتا ہے وہ فرماتے ہیں کہ تم بچ جاؤ گے اب اس کے بعد کہ اگر یہ خیال نہ مانو۔ اب جس کو مشورہ دیا

marfat.com

جا رہا ہے اس کو مشورہ دیا آپ نے لہٰذا یہ خیال مانو تو دو پہلوؤں سے ہماری تنقید سے بچو گے۔
اللہ کے عذاب سے بچو گے اب وہی مصنف جس کو مشورہ دیا جا رہا ہے وہ کہتا ہے
جناب میں تمہارا مشورہ نہیں مانتا میں آپ کا خیال نہیں مانتا تو کیا ہوگا آگے مولانا
محمد عمر صاحب اچھروی فرماتے ہیں ورنہ اس عقیدہ رکھنے والے کو توہین مصطفیٰ
کی وجہ سے ایمان کا کوئی حصہ نصیب نہیں میں ججز صاحبان سے کہتا ہوں کہ یہ لفظ
ورنہ کس بات کے لیے آرہا ہے اور کس بات کو واضح کر رہا ہے اور ورنہ کن
موقعوں پر استعمال ہوتا ہے ماقبل مشورہ دیا مشورہ مان لو یہ کہتے ہوئے آگے کہا
ورنہ یعنی نہیں مانو گے تو پھر عذاب الیم میں گرفتار ہو گے۔ کیا یہ واشگاف الفاظ
میں نہیں کہہ دیا گیا کہ جو کتے کو نبی مان لے اس کو عذاب بھی نہیں ہوگا غلامان
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقید سے بھی بچ جائے گا۔ رب ذوالجلال کی قسم
اگر غلام احمد قادیانی اپنے اوپر وحی کا دعویٰ کر کے غلامانِ مصطفیٰ کی تنقید
سے نہیں بچ سکا تھا تو یہ کیسے بچ جائیں گے دیکھنا یہ ہے کہ یہ مشورہ جو دیا
گیا ہے یہ جائز ہے یا ناجائز ہے۔ صٓ

بریلوی مناظر:۔ صٓ کبھی یہ خبر بصورت مشورہ ذکر کی جاتی ہے اس میں درحقیقت
مخاطب کو اس کی خطا پر متنبہ کرنا مقصود ہوتا ہے اس مشورہ پر عمل کرانا مقصود نہیں ہوتا
مثلاً اللہ رب العزت نے کفار کو فرمایا کہ اگر تمہیں قرآن مجید کے کلام خدا ہونے میں شک و تردد
ہے تو ایک چھوٹی سی سورت کی مانند سورت بنا لاؤ اور اگر ایسا نہ کر سکو اور یقیناً نہیں کر سکو
گے تو اس آگ سے بچو جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ ان کنتم فی ریب
مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ الی۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار
التی وقودھا الناس والحجارۃ۔ تو کیا اس جگہ ان کفار پر لازم کیا گیا ہے۔ کہ وہ ایک سورت
کی مانند سورت بنا لائیں؟ ہرگز نہیں۔ کیا سورت نہ بنا لانے پر وہ فرض کے تارک ہوں
گے اور قابل مواخذہ؟ ہرگز نہیں کیا سورت نہ بنا لانے پر آگ میں عذاب دیئے جانے کی

marfat.com

وعید ہے اور بنالانے پر اس سزا سے بچ جائیں گے ؟ ہرگز نہیں یہاں سورت بنالانے کا حکم تکلیفی نہیں ہے بلکہ اس سے مقصود صرف یہ ہے کہ ان پر قرآن مجید کی صداقت ظاہر ہو جائے لہٰذا یہاں بھی مولانا محمد عمر صاحب نے مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحب کو بیچ بیچ کتے کا اتی پینے اور اس پر قرآن کا نزول تسلیم کرنے اور اس کی طرح عوٰ عوٰ کرنے کا مشورہ نہیں دیا اور نہ درحقیقت عذاب خدا سے بچنے کے لیے یہ تدبیر بتلائی ہے بلکہ اپنے مزعوم فاسد پر تنبیہ ہونے اور اس سے باز رکھنے کے لیے مشورہ یہ دیا جانا چاہیئے تھا کہ توبہ کرو مشورہ یہ دینا چاہیئے تھا اگر تم اس طرح کرتے رہے تو ہم تمہیں معاف نہیں کریں گے ہم تمہیں چھوڑیں گے نہیں ایک عالم دین یہ مشورہ دے کہ ایسا کر عذاب الیم سے بچ جائے گا یہ اس عبارت میں بالکل واشگاف الفاظ میں موجود ہے اور سرور کائنات کی ذات اقدس کی توہین کی گئی ہے میں اپنی اس ٹرن میں توہین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں ایک اور حوالہ بھی پیش کرتا جاؤں تاکہ میرے فاضل مخاطب کو تفصیل کے ساتھ حوالہ جات کے جواب دینے کے لیے کچھ زور لگے۔ میرے واجب الاحترام دوستو اور بزرگو! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ میرے ہاتھ میں حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب کے خلیفہ حاجی اللہ ڈھایا صاحب کی لکھی ہوئی انوار رسالت کتاب ہے اس کے صفحہ ۲۰۸ پر ایک تصویر پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بنا کر نیچے شعر لکھا ہے۔ ؎

صورت تھے میرے خواجہ کونین کی تصویر
ما ینطق کا نور ہے گفتار جماعت

میرے قابل صد احترام سامعین بتلاؤ کیا پیر جماعت علی شاہ صاحب خواجہ کونین کی تصویر بن سکتے ہیں وہ ذات گرامی

پروفیسر انجم صاحب صدر منصف :۔ مستند کتابوں کا حوالہ پیش کریں

مولوی حق نواز صاحب :۔ کیا یہ بریلوی کی کتاب ہے یا نہیں ہے ؟

منصف جناب انجم صاحب :۔ ہو یا نہ ہو آپ یہ حوالہ پیش نہیں کر سکتے مستند کتابوں پر تبصرہ کریں۔

marfat.com

مولوی حق نواز صاحب:- یہ پیر جماعت علی شاہ صاحب کے خلیفہ ہیں۔
جناب انجم صاحب:- ہم نے شرائط میں یہ طے کیا ہے کہ بریلوی مسلک کے معتبر علماء کی معتبر کتب کے حوالہ جات پیش ہوں گے۔ (لہٰذا آپ شرائط کی پابندی کرتے ہوئے مستند کتابوں اور معتبر علماء کے حوالے بیان کریں)
مولوی حق نواز صاحب:- اگر یہ کتاب قابل اعتبار نہیں تو جس شخص نے یہ شعر لکھا ہے اور اپنی کتاب میں نوٹ کیا ہے یہ کہہ دیں کہ وہ بریلوی نہیں ہے اور کافر ہے اور نہ وہ قابل اعتبار ہے۔ یہ گذارش سماعت فرمائیے گا کہ

ے صورت تھے میرے خواجہ کونین کی تصویر
مانیطق کا نور ہے گفتار جماعت

فرماتے ہیں پیر جماعت علی شاہ صاحب کی صورت خواجہ کونین کی تصویر ہے اور مانیطق کا نور ہے گفتار جماعت یعنی پیر جماعت علی شاہ صاحب جب بولتے تھے وہ وماینطق عن الھوی ان ھو وحیٌ یوحیٰ کا مصداق تھے۔ کیا اس میں آقا کی توہین نہیں کی گئی جب پیر جماعت علی شاہ صاحب کا خلیفہ کتاب کے لکھنے والا ہو۔ اس میں اپنے پیر کا فوٹو دے نیچے توہین آمیز شعر لکھے۔ میں ججز صاحبان سے بڑے ادب واحترام سے عرض کرتا ہوں کہ اس وقت تک یہ کتاب مستند نہیں ہوگی جب تک

حاشیہ[۱]:- عجب سینہ زوری ہے کیا شرائط میں بھی یہ لکھا ہوا تھا کہ اگر غیر مستند مصنفین کی کتابوں کے حوالے دیئے گئے ان کے سنی ہونے نہ ہونے کا فیصلہ دینا ہوگا اور کافر یا مسلمان ہونے کا بلکہ شرائط میں کتب معتبرہ سے حوالے پیش کرنا طے کیا گیا تھا اسی بناء پر انجم صاحب نے منع کیا مگر حق نواز صاحب اس حق بات کی مخالفت پر اڑے رہے اور غیر متعلق حوالے پیش کرنے لگے۔ **نیز** یہ امر ذہن نشین رہے کہ جب علامہ سیالوی ایسے حوالوں کے جواب میں مرثیہ گنگوھی کے حوالے دینے لگتے تو انجم صاحب ان کو بھی ایسے حوالے پیش کرنے سے روکتے اسی بنا پر انہوں نے وہ حوالے حتی الامکان پیش کرنے سے گریز کیا۔

marfat.com

مصنف کو مستند ان الفاظ سے نہیں کیا جائے گا کہ یہ توہینِ رسول ہے اور بریلویت سے خارج ہے اہلسنت سے خارج ہے اور وہ کافر ہے اگر وہ مانتے ہیں کہ سنی ہے مانتے ہیں کہ بریلوی ہے اور کافر نہیں کہتے تو کیا یہ حوالہ معتبر ہوگا اور اس کا جواب میرے فاضل مخاطب کو دینا ہوگا۔

بریلوی مناظر حضرت علامہ شیخ الحدیث صاحب

حافظ محمد اسلم صاحب کے جمع کردہ فتاویٰ سے ہمارے لیے سند اور حجت نہیں ہو سکتے رہ گیا تصدیق کا معاملہ تو مشرق کے علماء مغرب کے علماء سے تصدیق کراتے رہتے ہیں تو ایک دو فتووں کے اندر موافقت سے مسلک کے اندر موافقت لازم نہیں آسکتی ہے اور خود فتاویٰ رشیدیہ کے اندر مولانا احمد رضا علیہ الرحمۃ کا فتویٰ درج ہے تو پھر کیا اختلاف ختم ہوگیا اور جملہ مسائل کے اندر اتفاق واتحاد پایا گیا۔ یہاں اسکے پیش کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے رہ گیا انوارِ رضالیت[1] کا معاملہ تو یہ ملفوظات جمع کیے ہوئے ہیں یا بعض حضرات کی اپنی خوش فہمیاں ہیں۔ ہم آپ کے اکابر دیوبند جن سے مسلک دیوبند کا تشخص قائم ہے۔ ان کی عبارات پیش کر رہے ہیں اور آپ غیر معروف قسم کے اور غیر مستند قسم کے لوگوں کی بعض عبارات پیش کر رہے ہیں۔ ہم اس کے مقابل بہت کچھ پیش کر سکتے ہیں لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکل سکے گا۔

---

[1] حاشیہ: یہ شیخ الہند مولانا محمود الحسن نے مولوی رشید احمد صاحب کی وفات پر جو مرثیہ لکھا اس میں ان کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی قرار دیا شعر ملاحظہ ہو

ہے زباں پہ اہلِ اھوا کے کیوں اُعْلُ ہُبُل شاید
اٹھا دنیا سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی

اگر مرتبہ و درجہ میں ثانی قرار دینا جائز ہے اور وہ گستاخی و کفر نہیں ہے تو پھر محض صورت میں

marfat.com

دوسرا آپ بار بار یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ کا کوئی جواب نہیں دیا گیا تو میں جواب دے چکا ہوں اور مدلل طریقے سے دے چکا ہوں اور آپ کے پیروں کے حوالوں سے دے چکا ہوں کمہار اور لوٹے کی تمثیل کا آپ جواب دیں اور شیر کے بچے کے ساتھ جو تمثیل دی گئی ہے اس کا جواب دے دیں اور دوغلی پالیسی والے اعتراض کا سرکار کی دوہری حیثیت یعنی بشریت اور نورانیت ثابت کر کے جواب دے چکا ہوں ورنہ آپ اپنے مولانا قاسم صاحب نانوتوی کے اس ارشاد کا جواب دیں کہ

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت ہے
نہ جانا کسی نے تجھے بجز ستار

اگر آپ کی بشریت محض حجاب تھی تو حجاب کے اندر کیا تھا تو یہ آپ کی دوہری حیثیت ثابت ہو چکی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے جو مولانا محمد عمر صاحب کی عبارت پیش

مشابہت کیوں کر بے ادبی و گستاخی قرار پائے گی وہ عالم باعمل تھے اولاد رسول تھے روحانیت میں خلافت و نیابت رسالتمآب پر فائز تھے۔ تو ان کے ارشادات کو وما ینطق کا مظہر قرار دینے میں بنسبت بانی اسلام کا ثانی کہنے کے زیادہ گستاخی ہے؟ ثانی ہونے کے لیے صورت و سیرت میں ہر مرتبہ و مقام میں، ارشاد و فرمان میں پوری مماثلت کا اعتبار ہوتا ہے یا نہیں؟ اے کاش حق نواز صاحب کو اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھنا بھی نصیب ہوتا وہ صرف دوسروں کی آنکھ کا تنکا دیکھنے میں ہی مشغول و معروف رہے۔ حدیث قدسی میں ہے کہ جب بندہ فرائض و نوافل کے ذریعے سے مقام محبوبیت پر فائز ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسکی زبان بن جاتا ہے جس سے وہ کلام کرتا ہے۔ وَلِسَانَہُ الَّذِی یَتَکَلَّمُ بِہٖ بخاری جلد ثانی باب التواضع :. مشکوٰۃ باب الذکر والتقرب الی اللہ اور یہ ظاہر ہے کہ جب بندۂ محبوب کی زبان نور الٰہی سے منور ہوگی تو وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی کا مظہر ہوگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یَنْطِقُ بِہٖ رواہ الترمذی۔ اللہ تعالیٰ نے عمر بن خطاب کی زبان اور دل پر حق و صداقت کو پیدا فرما دیا ہے۔ اور دوسری روایت میں آپ کو محدث (باقی آگے)

کرنے کی کوشش فرمائی ہے اور اس کو خلط مبحث کے ساتھ تعبیر فرما رہے ہیں تو حضرت جس کی عبارت کا وہ ردّ کر رہے ہیں جب تک وہ عبارت سامنے نہیں آئے گی تو ان کے ردّ کے اندر جو الفاظ آئے ہوئے ہیں اُن کی کوئی وجہ جواز سامنے نہیں آسکے گی تو چونکہ جس کا ردّ کیا جا رہا اس نے انتہائی سخت رویہ اختیار کیا ہے اور سخت قسم کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ لہذا انہوں نے بھی اپنے جواب کے اندر یہ سخت الفاظ استعمال کیئے ہیں اور میں اسکی وضاحت کر چکا ہوں کہ علم غیب کا ذریعہ حصول قرآن پاک ہے اور جب قرآن پاک کے اندر موجود علوم چارپایوں اور مجانین کے لیے تسلیم کر لیے گئے ہیں اور لفظ بہائم کے اندر کتّے اور خنزیر بھی آچکے ہیں تو مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کو اس عبارت کی وجہ سے جو مفاسد لازم آ رہے تھے۔ حضرت مولانا محمد عمر صاحب مرحوم نے اس پر تنبیہہ کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ اگر تم اس پر بضد ہو کہ ایسا علم تو زید عمر بکر صبی و مجنون کو بھی حاصل ہے تو لا محالہ ان پر قرآن کا نزول بھی ماننا پڑے گا۔ اور آپ پھر نبی پاک کی بجائے انہی کو نبی تسلیم کریں جن کے حق میں یہ علوم

قرار دیا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کیئے جانے والے۔ اور اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہونا مسلم امر ہے اور چونکہ یہ سب فضیلت اتباع نبوی کی برکت سے ہے لہذا ان مقبولانِ بارگاہ نبوی کی گفتار کو ومایَنطق کا نور اور مظہر کہہ دینے میں کونسی گستاخی ہے؟ فاضل مناظر کہہ گئے ہیں کہ دنیا جانتی ہے کہ نبی کریم کا شکل وصورت میں نہ کوئی آج تک مشابہ ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ شاید ان کو معلوم نہیں کہ حضرت امام حسن رض شکل وصورت میں بالکل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی تصویر تھے عن انس رض قال لم یکن احدٌ اشبہ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلّم من الحسن بن علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی اسی طرح فرمایا۔ کان اشبھھم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم رواہ البخاری مشکوٰۃ ص ۵۶۹ اور اسی مشابہت کی تفصیل حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یوں منقول ہے۔

(باقی آگے)

marfat.com

غیبیہ مان رہے ہو تو وہ یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی لڑکے یا کتے یا دیوانے پر نازل شدہ قرآن پر ایمان لاؤ یہ نازل شدہ قرآن آپ کے مولانا اشرف علی کی عبارت سے لازم آرہا ہے نہ کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ نازل ہوا ہے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ علوم غیبیہ ان میں موجود ہیں سرکار کی کوئی تخصیص نہیں ہے اور علوم غیبیہ کا ذریعہ قرآن ہے تو آپ کو لازم آرہا ہے کہ قرآن کا بھی ان کتوں خنزیروں پر اترا ہوا ہونا ایسی صورت میں وہ تمہارے زعم کے مطابق جو خرابی آرہی تھی اس پر اس تفریع کو مترتب کر رہے ہیں اور

عن علی رضی اللہ عنہ قال الحسن اشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین الصدر الی الرأس والحسین اشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کان اسفل من ذالک رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص۵۷۰ یعنی امام حسن رضی اللہ عنہ سینہ سے سر اقدس تک رسول اکرم کے مشابہ تھے اور امام حسین رضی اللہ عنہ سینہ سے نچلے حصہ کے لحاظ سے آپکے مماثل تھے ۔ کابس بن ربیعہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کیساتھ شکل وصورت میں بالکل مشابہ تھے اور اسی تشابہ وتماثل کی وجہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ انکی تنظیم وتکریم فرماتے اور ان کی آمد پر تعظیماً کھڑے ہو جاتے ۔ آگے بڑھ کر ان کا استقبال کرتے اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور انہیں مرغات کا علاقہ بطور جاگیر عطا فرمایا شفاء شریف جلد ثانی ص۵۲

ومامنطق کا لور ہے گستاخ جماعت پر اعتراض ہے تو ذرا اپنے گھر کی بھی خبر لیجیے مولانا رشید احمد صاحب کیا کہتے ہیں ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید ص۱۷ جلد دوم۔

۱۔ سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت اور نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔

مولانا رشید احمد کے اس بلند بانگ دعوی کا پس منظر بیان کرتے ہوئے مولف تذکرہ کا بیان بھی ملاحظہ فرمائیں

۲۔ احتمال خطاء اور امکان زلت کے درجہ میں آپ یقیناً بشر تھے مگر ھادی و راہبر (آگے)

marfat.com

اس کے ساتھ فرماتے ہیں پھر چھوڑیئے غلامیٔ مصطفٰےؐ کو۔ کیونکہ غلامانِ مصطفٰےؐ تو اعتراض حرف الٰہی پر کریں گے جو ان کے نبی کا غلام ہوگا کہ تو غلامی کا دعویٰ بھی کرتا ہے اور پھر گستاخی بھی کرتا ہے۔ کوئی دوسرے کی امت ہو تو اس پر کوئی خاص الزام عائد نہیں کیا جا سکتا۔ وہ تو دشمن ہی ہے ماننے والے ہی نہیں اگر ان سے کوئی ایسا گستاخی کا کلمہ صادر ہو جائے تو اس پر کوئی خاص مؤاخذہ نہیں کیا جا سکتا ہے اصل اپنوں کی گستاخی زیادہ سنگین اور ناقابل برداشت ہوگی۔ اسی وجہ سے اگر ذرّی کوئی کلمہ

عالم ہونے کی حیثیت سے چونکہ آپ اس بے بوث مسند پر بٹھائے گئے تھے جو نطحائی پیغمبر کی میراث ہے۔ اس لیے آپ کے قدم قدم پر حق تعالیٰ کی جانب سے نگرانی و نگہبانی ہوتی تھی آپ اولیاء اللہ کے اس اعلیٰ طبقہ میں رکن اعظم بن کر داخل ہوئے تھے جن کے اقوال و افعال اور قلب و جوارح کی ہر زمان میں حفاظت کی گئی ہے اور جن کی زبان اور اعضاء بدن کو تائید و توفیق خداوندی نے مخلوق کو گمراہی سے بچانے کے لیے اپنی تربیت و کفالت میں لے رکھا ہے۔ ص ۱۶، ۱۷

فرمائیے حضرات دیوبند اس مسئلہ میں کیا فتویٰ ہے۔ کہ جب اقوال و افعال اور قلب و جوارح کی من جانب اللہ حفاظت کی گئی تو گفتار رشید احمد وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی کا مظہر ہوئی یا نہ؟ اب ہی ذرا اپنی آنکھ کا شہتیر ملاحظہ فرما کر دوسروں کی آنکھ کے تنکے پر اعتراض کرنا بند کر دیجئے۔

۳ ـ امداد المشتاق مولفہ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب ص ۱۹۸ پر مولانا گنگوہی کا دعویٰ بایں الفاظ منقول ہے۔ میرا حضرت حاجی صاحب کے ساتھ برسوں یہ تعلق رہا کہ بغیر آپ کے مشورہ کے میری نشست و برخاست بھی ہوئی حالانکہ حاجی صاحب کے ہیں تھے اور اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی برسوں معاملہ رہا خدا را انصاف کیا اب بھی وَمَا یَنْطِقُ کا نور ہے گفتار جملۃ قابل اعتراض ہے؟ دیوبندیوں کے نزدیک قابل اعتراض ہو سکتا ہے؟

marfat.com

گستاخی استعمال کرتا ہے اور دار الاسلام میں رہتا ہو تو اُسے قتل نہیں کیا جائے گا۔
لیکن اگر کوئی مسلمان کلمۂ گستاخی استعمال کرتا ہے تو اُس کو قتل کر دیا جائے گا
کیوں کہ اس نے مسلمان ہونے کے باوجود جس نبی کا کلمہ پڑھتا تھا اس کا ادب و احترام
ملحوظ نہیں رکھا اس لیے اس کو ٹھکانے لگا دیا جائے گا جو محمد عربی کے غلام ہوں گے
ان کے لحاظ سے یہ خرابی بہت سنگین ہوگی اور ان پر مواخذہ کرنا ضروری ہوگا تو اس
لیے یہ کہا کہ پھر ہمیں تو جھگڑا ہے محمدی ہونے کی صورت میں اگر تو محمدی ہونے کا
انکار کر جائے کسی دوسری طرف چلا جائے تو غلامانِ مصطفےٰ کو کچھ کہنے کا موقعہ
ہی نہ ملے اگر تو ملت ہی دوسری بنا لے گا تو ہمیں گلہ شکوہ کوئی نہیں ہوگا ہم تمہیں
کچھ نہیں کہیں گے ورنہ اس عقیدہ رکھنے والے کو توہین مصطفےٰ کی وجہ سے ایمان
کا کچھ حصہ نصیب نہیں ہوگا۔ جب تمہارا عقیدہ یہ ہوگا کہ یہ علوم غیبیہ زید عمر و بکر
صبی و مجنون کو حاصل ہیں اور وہ قرآن کی وجہ سے حاصل ہیں تو پھر قرآن مجید
بھی دماں تسلیم کرنا پڑے گا۔ علاوہ ازیں مصنف مذکور پر صرف ہم نے ہی نہیں
بلکہ بعض دیوبندیوں نے بھی اس عبارت پر فتویٰ کفر ثبت کیا۔ یہ المہند صفحہ تیس ۳۰
پر ہے۔ ہمارے نزدیک متعین ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید
عمر و بکر بہائم اور مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے اور دیوبندیوں
کے بعض اکابرین نے مصنف مذکور یعنی مولانا اشرف علی تھانوی پر بھی بتیرے فتوے
کفر کے جڑے لیکن حکیم صاحب اَخَذَتْہُ الْعِزَّۃُ بِالْاِثْمِ کے مصداق
اس عبارت کی صحت اور درستگی پر ہی اڑے رہے الغرض مولانا محمد عمر صاحب
ان کی عبارت کی سنگینی کے پیش نظر یہ بات کر رہے تھے آپ بار بار کہتے ہیں
کہ یہ خلطِ مبحث ہے تو جس عبارت کا یہ رد ہے جب تک وہ عبارت سامنے
نہیں آئے گی تو اس جواب کی پوری حقیقت واضح نہیں ہو سکے گی تو آپ میرے
اس سوال کا جواب دیں کہ آپ کے مولانا نے ان علوم غیبیہ کے اختصاص کی
نفی کر دی ہے اور زید عمر و بکر صبی و مجنون میں ان کو تسلیم کر لیا ہے تو ایسی

marfat.com

صورت میں یہ علوم ادھر تسلیم کرنا جو نبوت کا خاصہ تھے نبی ماننے کے مترادف ہے کہ نہیں پھر وہ قرآن کے ذریعے سے حاصل ہوتے ہیں تو قرآن کا نزول ان پر ماننا لازم آرہا ہے۔ یہ اس لزوم کے لحاظ سے بحث کی جا رہی ہے۔

رہا مولانا نظام الدین کے کسی فتویٰ کی علماء بریلی کی طرف سے تصدیق کا معاملہ تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے۔ یہ فتاویٰ رشیدیہ آپ کے سامنے ہے اس کے صفحہ نمبر ۳۷۴ پر مولانا احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ کا ایک استفاء سے متعلق الگ جواب ذکر کیا گیا ہے جواب میں یہ نقل کیا گیا ہے کہ جو اپنی ضروریات شرعیہ کے لائق مال رکھتا ہو یا اس کے کسب پر قادر ہو تو اُسے سوال حرام ہے اور جو اس مال سے آگاہ ہو اُسے دینا حرام ہے تو لینے والا دینے والا دونوں گنہگار اور مبتلائے آثام۔

تو بہر حال اس فتوے کے ذکر کرنے سے مقصد یہ تھا کہ مال زکوٰۃ کسی کو ایسی حالت میں دینا جب اس کے پاس مال وغیرہ موجود ہو اور پتہ نہیں ہے کہ اس کے پاس مال موجود ہے کہ نہیں ہے تو اس صورت میں آیا دینے والا گنہگار ہوگا کہ نہیں ہوگا تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا فتویٰ خود فتاوی رشیدیہ کے اندر موجود ہے اور وہ اس کی تائید و توثیق کر رہے ہیں تو فتووں کے توافق کے ساتھ یہ لازم نہیں آتا کہ مسلک کے اندر کوئی اتحاد اور یگانگت پائی گئی ہے لہذا اس لحاظ سے اسے بریلوی مسلک کے معتبر علماء کی کتاب قرار دینا ٹھیک بات نہیں ہے۔ نیز آپ شرائط کے الفاظ میں دیکھ لیں ان میں موجود ہوگا اور مولانا منظور احمد صاحب جو شرائط پڑھ کر سنا رہے تھے ان میں بھی علمائے معتبر کا لفظ آپ حضرات نے سنا ہوگا تو ایسی صورت میں کسی مرید کے جمع کردہ ملفوظات کو جو عقیدت کے اندر اگر جمع کئے گئے ہوں ان کو سند بنا لینا یہ کافی نہیں ہو سکتا ہے۔ ورنہ میں اسکی بہت ساری مثالیں پیش کرونگا اور آپ کے لیے چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں رہے گی۔ یہ مولانا رشید احمد صاحب

marfat.com

کے ایک مخلص مرید ہیں وہ آپ کے ملفوظات کو جمع کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مولانا رشید احمد صاحب نے فرمایا کہ ضامن علی جلال آبادی تو غرق فی التوحید تھے پھر مسکراتے ہوئے ان کا واقعہ بیان کیا کہ ضامن علی جلال آبادی کی سہانپور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں وہ ان کے پاس گئے تو ایک صاحبہ تشریف نہ لے آئیں اور جب وہ نہ آئیں تو پوچھا وہ بی کیوں تشریف نہیں لائیں تو ان سے کہا گیا یعنی رنڈیوں نے جواب دیا کہ میاں صاحب ہم نے اس سے بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو اس نے کہا میں بہت گہنگار ہوں بہت روسیاہ ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں میں زیارت کے قابل نہیں۔ میاں صاحب نے کہا نہیں جی تم اسے ہمارے پاس ضرور لانا چنانچہ رنڈیاں اسے لے کر آئیں۔ جب وہ سامنے آئیں تو میاں صاحب نے پوچھا بی تم کیوں نہیں آئی تھیں تو اس نے کہا حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں میاں صاحب بولے بی تم شرماتی کیوں ہو کرنے والا کون اور کرانے والا کون اور کرانے والا کون، وہی تو ہے تو رنڈی یہ سن کر آگ بگولا ہوگئی اور خفا ہو کر کہا **لاحول ولا قوۃ** اگرچہ میں روسیاہ و گہنگار ہوں، مگر ایسے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی ہوں۔ میاں صاحب تو شرمندہ ہو کر سرنگوں رہ گئے اور وہ اٹھ کر چل دی یہ تھا۔ ملفوظ جو مولانا رشید احمد صاحب نے بیان کیا مگر اس کا انتقال ہے، مسکرا کر یہ فرمایا کہ ضامن علی جلال آبادی تو توحید میں غرق تھے۔ یہ مولانا رشید احمد صاحب مستغرق توحید کا واقعہ بیان کر رہے ہیں اور رنڈیوں کے اس واقعہ کو اور اس جعلی و منحوس پیر کے ان کلمات کو کہ کرتا کون ہے کراتا کون ہے ان کفریہ باتوں کو مسکرا مسکرا کے بیان کرتے ہیں میں آپ سے پوچھوں گا جو کفریہ کلمہ نقل کرتے ہوئے مسکرا کے اسے نقل کرتا ہے۔ وہ کافر ہوتا ہے کہ نہیں ہوتا۔ تو یہ ملفوظات میں موجود ہے۔ (وقت ختم)

(تو کیا فتویٰ ہے استغراق فی التوحید کے ایسے واقعات چسکے لے لے کر بیان کرنا جائز ہے اور یہ ملفوظ قابل اعتبار ہے)

marfat.com

دیوبندی مناظر قابل احترام سامعین - میں نے پیر جماعت علی شاہ صاحب کے ایک خلیفہ کا حوالہ پیش کیا تھا جس پر یہ بحث شروع ہو گئی کہ یہ معتبر ہے یا نا معتبر۔ چنانچہ میں اپنے فاضل مخاطب پر صرف ایک سوال کروں گا کہ کیا پیر جماعت علی شاہ صاحب غیر معتبر لوگوں کو خلافت دیا کرتے تھے ع

حاشیہ:- کیا شرائط مناظرہ میں یہ مسئلہ بھی حل کرنا ضروری قرار دیا گیا تھا کہ پیر خلافت معتبر لوگوں کو دیتے ہیں یا غیر معتبر لوگوں کو اور کیا بوقت خلافت جو معتبر ہو وہ بعد میں کبھی بدل نہیں سکتا اور سب خلفاء علماء معتبرین ہوتے ہیں۔ آپ لوگوں کے سامنے تو حاجی امداداللہ صاحب (جو اشرف علی تھانوی۔ رشید احمد گنگوہی، اور قاسم نانوتوی کے پیر ہیں) کے حوالے پیش کیے جائیں تو کہہ دیتے ہو وہ عالم نہیں تھے معتبر صرف علماء کا قول تھا وہ محض صوفی تھے۔ لہٰذا ان کا قول حجت نہیں اس لیے ان کے فیصلے ہفت مسئلہ کو نظر انداز کر دیا گیا:۔ کیا اللہ ددھایا صاحب ان سے زیادہ معتبر ہیں اور علامہ ؟ خود مولوی رشید احمد صاحب نے ان کے فیصلہ کو ٹھکرا دیا ملاحظہ ہو امداد المشتاق ص ۱۹۲-۱۹۳ مسائل مختلف فیہا میں آپ کے مرشد برحق اعلیٰ حضرت حاجی صاحب کا امام ربانی (رشید احمد صاحب) کے ساتھ جو کچھ بھی مخالف تھا وہ من جانب اللہ اس آزمائش کا معیار تھا (تا) آپ نے اعلیٰ حضرت کو شیخ اور طریقہ نبویہ کا راہبر سمجھا تھا خود نبی یا رسول نہیں سمجھا تھا:۔ کیا خیال ہے اگر علماء دیوبند کا مرشدان کے نزدیک ہر بات میں قابل اتباع نہیں ہے ۔ اوران کے اقوال کی مخالفت کرنا انہوں نے اپنا فرض سمجھا تو ہمارے لیے کسی اللہ ددھایا صاحب کی بات قابل الزام کیوں کر ہو سکتی ہے؟ نیز کرنا کون اور کراتا کون ہے بس وہی تو ہے ضامن علی نے زنا کار مردوں اور رنڈیوں کے فعل کو العیاذ باللہ اللہ تعالیٰ کا فعل قرار دیا اور اسی کو مولانا رشید احمد صاحب استغراق فی التوحید کا نام دے رہے ہیں تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اللہ ددھایا کا صورت و گفتار پیر جماعت علی شاہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت و گفتار قرار دینا اور اپنے شیخ کی مدح میں اس قدر مبالغہ کرنا زیادہ سنگین ہے یا بدکار مردوں عورتوں کے عمل بد کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا اور اس کو توحید کا اعلیٰ مرتبہ قرار دینا؟ کیا انصاف نام کی کوئی شئی دنیا میں باقی نہیں رہ گئی ۔

marfat.com

صدر منصف جناب انجم صاحب:۔ یہ مسئلہ خارج عن البحث ہے اور میں فریقین سے عرض کروں گا کہ آپ نے یہ جو ایک ذیلی اور ضمنی موضوع پر گفتگو شروع کر دی ہے۔ اس کو چھوڑیں اور اصل موضوع پر آئیں۔

مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی:۔ میں یہ گذارش اور عرض کرتا ہوں کہ پیر صاحب کے خلیفہ نے یہ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے الفاظ استعمال کیے ہیں اگر یہ توہین نہیں ہیں تو وہ ثابت کریں کہ یہ توہین نہیں ہیں اور اگر ہیں تو کہیں کہ نبی پاک کی توہین ہے اور فتویٰ لگائیں۔

حق نواز صاحب:۔ میں یہ گذارش کر رہا تھا کہ میں نے جو حوالہ پیش کیا تھا مولانا محمد عمر صاحب اچھروی کا (زبردست کھانسی) مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا جو مشورہ دیا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ اگر کوئی شخص کتے کو نبی مانتا ہے تو ہم اس شخص کی تردید نہیں کریں گے۔ اور تنقید نہیں کریں گے اب اس میں میرے فاضل مخاطب نے ایک لفظ کو ہاتھ تک نہیں لگایا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم تردید نہیں کریں گے تنقید نہیں کریں گے ساتھ کہتے ہیں کہ اگر میرا مشورہ مان لو تو عذاب الیم میں گرفتار نہیں ہو گے۔ سوال یہ ہے کہ اگر ایک شخص کتے کو نبی مان لیتا ہے تو عذاب الیم میں گرفتار کیوں نہیں ہوگا۔ یہ ان کی اصل عبارت پھر پڑھتا ہوں میرے خیال میں مصنف مذکور کو جو قرآن شریف نبی پاک پر اترا ہے اس کی اتباع کی کیا ضرورت ہے۔ کسی لڑکے یا دیوانے یا کتے وغیرہ کے نازل شدہ قرآن پر ایمان لے آئے اور غور کرتا پھرے تا کہ غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ کہنے کا موقعہ ہی نہ ملے اور یہ اگلے الفاظ ہیں اور نہ مصنف مذکور اس توہین مصطفیٰ سے عذاب الیم میں گرفتار ہو سکتے کو نبی ماننے کے بعد وہ عذاب الیم میں گرفتہ کیوں نہیں ہوگا مولانا محمد عمر صاحب فرماتے ہیں میرا مشورہ مان لو اگر مان لے تو عذاب الیم میں گرفتار نہیں ہوگا۔ میرے فاضل مخاطب نے عذاب الیم والے حوالے کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ اور پھر مولانا اشرف علی تھانوی کی عبارت پر زیادہ زور دیا ہے کہ انہوں نے گویا نبی پاک کے علم کو

marfat.com

مجانین کے ساتھ اور بچوں کے ساتھ ملا دیا تھا تو میں بتلانا چاہتا ہوں کہ جناب والا یہ وہی عقیدہ ہے جو اہل السنت والجماعت کی کتابوں میں موجود ہے۔ آپ جب اس بات پہ بحث کریں تو یہ بات تفصیل کے ساتھ آپ کے سامنے آجائے گی۔ یہ تو آپ نے خلطِ مبحث کر دیا اور اب مجھے اس کا جواب دینا پڑ گیا۔ تو یہ اہلسنت کے عقائد کے مستند کتاب شرح مواقف میرے ہاتھ میں ہے اس کے مصنف نقل کرتے ہیں کہ فلاسفہ کا عقیدہ تھا۔ فلاسفہ کہتے ہیں کہ اطلاع علی الغیب پیغمبر کا خاصہ ہے یہ اس کو جواب دیتے ہیں۔ اہل سنت کی طرف سے فرماتے ہیں۔

قلنا ماذکرتم مَرْدُوْدٌ بوجوہ۔ جو کچھ تم نے کہا ہے یہ بعض وجوہ سے مردود ہے۔ کیسے کہ جیسے اطلاع علی جمیع المغیبات لا یجب للنبی اتفاقاً مِنّا وَ مِنْکُمْ ولھذا قال سید الانبیاء ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء والبعض الا الاطلاع علی البعض لا یختص بہ النبی کما اقررتم بہ حیث جوزتموہ للمرتضی والنائمین فلا یتمیز بہ النبی عن غیرہ۔ فرماتے ہیں اگر تم بعض ماننے ہو فلا یختص بہ ای المتنبی یہ نبی کا خاصہ نہیں ہے کہ تم بھی اس بات کا اقرار کرتے ہو۔ کہ جو لوگ ریاضتیں کرتے ہیں ان کو کشف حاصل ہو جاتے ہیں جو مریض ہوتے ہیں ان کو عجیب عجیب خوابوں میں اور جو لوگ سو جاتے ہیں ان کو عجیب عجیب خوابوں میں انکشاف ہوتے ہیں فلا یتمیز بہ النبی عن غیرہ تو نبی غیر نبی سے ممتاز نہ ہوا یہ اہل سنت کا عقیدہ اور مسلک تھا جس کو مولانا اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان میں نقل کیا ہے تو مولانا محمد عمر صاحب یا کسی نے اس کی تردید تو کیا کرنی تھی۔ الٹا کہتے ہیں کہ تو اس سے ایک قدم آگے بڑھ کہ اگر کہتے کو نبی مان لے تو ہم سے تیری جان چھوٹے گی ورنہ تو نہیں میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی پر مولانا محمد عمر صاحب اچھروی کے اس کتاب لکھنے سے پہلے مولانا احمد رضا خان صاحب فتویٰ کفر لگا چکے تھے ان کو مسلمانوں سے خارج کر چکے تھے بلکہ

marfat.com

اسلامیہ سے وہ باہر جا چکے تھے آج میرے فاضل مخاطب نے اس سٹیج پر یہ اعتراض کر دیا کہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مسلمان ہیں تو جب وہ مسلمان ہیں تو کیا نبی کے علم کو بچے کے برابر سمجھنے والا مسلمان ہے آپ تو پہلے فتوی لگا چکے تھے کہ وہ کافر ہے اور گویا ایک کافر کو جو بریلوی علماء کے نزدیک کافر تھا اس کو مولانا محمد عمر صاحب اچھروی مشورہ دے رہے ہیں تو آپ نے جو یہ کہا ہے کہ وہ تو اس ملت میں داخل ہے ملت سے آپ پہلے خارج کر چکے تھے اب ایک غیر ملت کا آدمی گویا ایک عقیدہ اپناتا ہے آپ اس کو مشورہ دے رہے ہیں اور مشورہ دیا جا رہا ہے کہ تو ایسے کر دے سوال یہ ہے کہ قادیانی نے ایسے کیا اپنے آپ کو مسلمان کہتا رہا ہم اس کی تردید میں لگے رہے ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا گیا حالانکہ وہ ختم نبوت کے انکار پر مرتد کا فراد ر خارج بن چکے تھے لیکن ہم ان کی پہلے بھی تردید کرتے رہے آج بھی کر رہے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے جو مشورہ دیا ہے کہ تم نے کتے پہ جو قرآن اترا ہے اس پر ایمان لے آؤ تم تو اعتراض سے بچ جاؤ گے اور ہماری تنقید سے بچ جاؤ گے آپ بتائیں کیا ایسا بندہ قرآن کی کس آیت کے پیش نظر حدیث کے کس ارشاد کے پیش نظر شرعاً قابل تنقید نہیں ہوگا بلکہ اس پر تو اور زیادہ تنقید ہوگی کہ اتنا گندہ عقیدہ کہ کتے پر قرآن نازل ہونا مانتا ہے اور پھر اس جملے کا جواب آپ نے قطعاً نہیں دیا اور نہ مصنف مذکور اس توہین مصطفےٰ سے عذاب الیم میں گرفتار ہو وہ تو مولانا اشرف علی صاحب کو مشورہ یہ دے رہے ہیں کہ میرا خیال مان لو عذاب الیم سے بچ جاؤ گے اس لفظ کا کیا مطلب ہے۔ چاہے کسی ملت سے تعلق رکھتا ہو لیکن اگر وہ کتے کو نبی مان لے گا تو عذاب الیم میں گرفتار نہ ہوگا یہ اس کو عذاب الیم سے کیسے نکالنا چاہتے ہیں اس سے آپ نے عدول کرتے ہوئے آگے ارشاد فرما دیا ہے کہ ورنہ۔ یہ ورنہ جناب والا صاحب وہ فرما رہے ہیں کہ میرا خیال نہ مالو تو عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے اور اگر میرا خیال مان لو گے تو وہ فرماتے ہیں کہ نہ مصنف عذاب الیم میں گرفتار ہو گا تو وہ تو گویا اس کو عذاب الیم ہی نہیں ہو گا۔ اب آپ فرمائیں کہ کتے پہ قرآن نازل ماننا کتے کو نبی ماننا عوعو کرتے پھرنا اور یہ کہنا کہ وہ میرا پیغمبر ہے یہ کیسے عذاب الیم

marfat.com

کا مستحق ہوگا تو میں نے مولانا محمد عمر صاحب اچھروی کی جو عبارت پیش کی تھی اس کا جواب نہیں آیا اور شعر پڑھا تھا اس کا جواب نہیں آیا اور جو میں نے انوارِ شریعت کا حوالہ پیش کیا اس کتاب پر پانچ علماء کے فتوے درج ہیں اور ان کو اپنا سمجھ کر وہ اتنی تخصیص کے ساتھ مناظرِ اسلام کے القابات سے یاد کرنا اپنے سُنی دارالاشاعت سے اس کتاب کو چھپانا اور میں نے یہ سوال کیا تھا کہ خدارا اگر یہ شخص عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کا مرتکب ہوا ہے تو آپ خود کہہ دیں یہ سُنی بریلوی نہیں ہے اور خارج از اسلام ہے میں یہ حوالہ پیش نہیں کروں گا ورنہ کسی عالم کے معتبر ہونے کے لیے یہ تردید کافی ہے کہ وہ گستاخیٔ رسول بھی کرتا ہو اور اس کو اپنا قائد سمجھا جائے تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اس کو مانا جا رہا ہے جب آپ اس کو کافر بھی نہیں کہتے بریلویت اور سنیت سے خارج بھی نہیں کرتے آج تک اس پہ فتویٰ بھی نہیں لگایا کتاب سنی دارالاشاعت سے چھپی فتویٰ بھی چھپا یہ کیا اس میں کفر بھر دیا گیا ہے تو کتاب قابلِ اعتماد ہے یہ کتاب سُنی بریلوی مکتبِ فکر نے شائع کی فتویٰ اس پہ خاموش رہا آپ یہ بتلائیں کہ آج تک آپ کے سنیوں پر احتجاج کیا گیا ہے۔ کیا اس کے مصنف کو بُرا بھلا کہا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ یہ ہمارا کوئی عالم نہیں کوئی ہمارے علماء کے ساتھ اس کا نام نہ لکھے یا اس سے متاثر نہ ہو جائے ہم اس کو کافر سمجھتے ہیں جب یہ نہیں ہے تو مولانا نظام الدین صاحب کو مناظرِ اسلام کے لقب سے اپنے دیگر اکابرین کے ساتھ ذکر کرنا جن میں مولانا احمد رضا خان صاحب مولانا حامد رضا خان صاحب مولانا سید نعیم الدین صاحب مرادآبادی حضرت مولانا سردار احمد صاحب ان کے بڑے بڑے علماء کے ناموں کے ساتھ مناظرِ اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ذکر کرنا اس سے زیادہ وزنی ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ یہ ان اکابرین کے پلّے کا عالم ہے اور ان کے مقابلے کی شخصیت ہے۔ اور ان جیسی حیثیت رکھنے والا آدمی ہے اتنی موٹی کتاب چھپے پاکستان میں شائع ہو اور بریلوی مکتبِ فکر شائع کرنے والے اور جمع کرنے والے ہوں اور اپنے اکابرین کے ساتھ ایک آدمی کو مناظرِ اسلام کے لقب

marfat.com

کے ساتھ ذکر کرے آپ آج کیسے کہتے ہیں وہ غیر معتبر ہے۔ پھر تو دنیا میں کوئی کتاب بھی معتبر نہیں رہے گی۔ جس کا دل چاہے گا جہاں عاجز ہوگا کہے گا۔ معتبر نہیں ہے جناب والا معتبر اور غیر معتبر کے آخر اصول کیا ہوتے ہیں یہی اصول ہیں کہ آپ مولانا نظام الدین صاحب کو آج کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے گستاخی کی ہے۔ میں اس کا حوالہ پیش نہیں کروں گا یہ غیر معتبر بن جائے گا اور اس کو دوبارہ تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ میرے واجب الاحترام سامعین باقی آپ یہ فرما رہے تھے کہ انہوں نے یہ کہہ دیا کہ بچے کو بعض کا علم غیب ہو جاتا ہے۔ یہ فلاں کو ہو جاتا ہے یہ آپ کے مولانا احمد رضا خان صاحب ملفوظات ص۱۱ اور ص۱۲ پر لکھ رہے ہیں کہ ایک گدھا تھا سیب اس کے سامنے رکھے تھے وہ گدھا سیب سونگھتا اور اس سیب میں اس کو علم ہو جاتا تھا وہ پہچان لیتا تھا تو یہ گدھے کو بعض چیز کا علم ہو جانا خود مولانا احمد رضا خان صاحب نے اپنے ملفوظ ص۱۲ پر تسلیم کر لیا ہے تو یہی بات مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں ؏

؏ :۔ اعتراض یہ نہ تھا کہ بچوں پاگلوں میں بعض علوم غیبیہ تسلیم کرنا گستاخی ہے بلکہ اعتراض یہ تھا کہ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بیحد و حساب علوم کو ان چیزوں کے علم سے تشبیہ دینا اور اسکے برابر قرار دینا گستاخی ہے اس اعتراض کے ساتھ اعلیٰ حضرت کے اس ملفوظ کا کیا تعلق کیا اس میں علم نبوی کو کس رذیل چیز کے علم سے تشبیہ دی گئی ہے۔

سنیئے مولانا تھانوی صاحب نے کیا کہا جناب والا اگر اب آپ کے الفاظ ٹیپ میں بھر جاتے ہیں کہ مولانا اشرف علی صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر لفظ علم الغیب کا اطلاق ہو سکتا ہے کہ نہیں یہ مولانا تھانوی کی بحث تھی تو میں تبلانا چاہتا ہوں کہ ایک شخص کو آپ سمجھانا چاہتے ہیں کہ تم امام الانبیاء کو عالم الغیب کہو گے یا نہیں کہو گے تو کیسے جیسے شرح مواقف میں اہلسنت

marfat.com

کے امام نے کہا کہ اگر کہتے ہو کل علم تھے تو مولانا تھانوی کا قصور نہیں۔
(دیوبندی مناظر کا وقت ختم)

بریلوی مناظر حضرت علامہ شیخ الحدیث صاحب

حضرت گرامی ——— مولانا محمد عمر صاحب کی پھر وہی پوری عبارت پڑھ دی گئی ہے۔ میں پہلے گذارش کر چکا ہوں کہ انہوں نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کو ارشاد فرمایا ہے کہ جو قرآن مجید ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں یہ تمام غیبی خبریں ہیں اور مصنف حفظ الایمان نے یہ کہا ہے کہ ایسے علوم غیبیہ تو صبی و مجنون اور کتے بلے خنزیر کو بھی حاصل ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ ایک لازم آنے والی بات میں جو خرابی ہے اسے بیان کر رہے ہیں اور اسی خرابی کے بعد وہ کہتے ہیں کہ میرے خیال میں مصنف مذکور کو جو قرآن شریف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلّم پر اترا ہے اس کی اتباع کی کیا ضرورت ہے وہ یہ فرما رہے ہیں کہ علوم غیبیہ قرآن کے اندر ہیں اور قرآن کے اندر ہیں اور قرآن پاک سرکار پر اترا ہے۔ تو وہ سب علوم غیبیہ سرکار کے پاس ہوں گے۔ ایسی صورت میں وہ علوم غیبیہ جب دوسری طرف تسلیم کر لیے گئے تو یہ خرابی لازم آئے گی وہ فرماتے ہیں کہ

بعض علوم غیبیہ جن کو قرآن شریف کہا جاتا ہے۔ ہر فرد حیوان صبی و مجنون پر نازل ہیں تو میرے خیال میں مصنف مذکور کو جو قرآن شریف نبی پاک پر اترا ہے۔ اس کی اتباع کی کیا ضرورت ہے۔

اس کی عبارت سے لازم آنے والی خرابی کی یہاں تصریح کی جا رہی ہے کسی لڑکے یا دیوانے یا کتے وغیرہ کے نازل شدہ قرآن پر ہی ایمان لے آئیے غور کرتا پھرے تاکہ غلامانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کو کچھ کہنے کا موقعہ ہی نہ ملے اب رہ گیا یہ اعتراض کہ کیوں کچھ کہنے کا موقعہ نہ ملے تو جس نے خنزیر اور کتے اور ان چیزوں پر

marfat.com

قرآن نازل شدہ مان لیا اور ان کے اتباع میں داخل ہوگیا تو نہ کتے مکلف ہیں اور نہ ان کی اتباع میں جانے والا مکلّف ٹھہرے گا۔ میں معافی چاہوں گا کہ الفاظ سخت آرہے ہیں لیکن یہ سخت الفاظ ان کے ردّ میں مولانا محمدؐ عمر صاحب استعمال کر رہے ہیں مولانا محمد عمر صاحب یہ الفاظ اس لیے لکھ رہے ہیں کہ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے الفاظ میں شدّت اور سختی موجود تھی اور انہوں نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا ایک امتیازی وصف یعنی علم الغیب پاگلوں اور جانوروں میں تسلیم کر لیا تھا اور نہ مصنف مذکور توہین مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم سے عذابِ الیم میں گرفتار ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ اپنے قول کے مطابق ان خنطیلُ جانوروں پر نزول قرآن ماننے کا مرتکب ہوگا اور ان کی ملّت میں داخل ہو جائے گا تو نہ وہ مکلّف ہیں نہ یہ مکلّف رہے گا۔ اور اگر نہیں تو متبع کس صورت میں ہوسکتا ہے اور میں بصد معذرت عرض کرنا چاہتا ہوں یہ الفاظ میں مولانا محمدؐ عمر صاحب کی ترجمانی کے ضمن میں عرض کر رہا ہوں

حاشیہ :- اور مولانا محمدؐ عمر صاحب نے غور کرتا پھرے اسی لیے کہا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ نیاز مندی بھی اپنے اسی شیخ کی صورت و سیرت پر ہے یہ مسلم ہے کہ مولانا محمد عمر صاحب نے مولانا تھانوی پر سخت لفظ استعمال کیے ہیں اور ان کے شرف انسانی کا لحاظ نہیں رکھا بلکہ ان پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی دیکھ کر اور آپ کے علم غیب (جس کے احاطہ سے لوح و قلم قاصر ہیں اور جس کے تصور سے ساری مخلوق عاجز) کی تمثیل و تشبیہ بچوں پاگلوں اور جانوروں کے علوم سے دیکھ کر کیا گذری اس کا اندازہ کرنا بھی مشکل ہے۔ لہٰذا انہوں نے سخت نوٹس لیا وہ تو مولانا اشرف علی صاحب کی گستاخی پر گرفت کر رہے ہیں۔ وہ خود کیسے گستاخی کر سکتے ہیں۔ دیوبندی صاحبان کو دراصل ان پر سارا غصہ تو اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے اشرف علی تھانوی کے لیے سخت الفاظ استعمال کیے ہیں لیکن بجائے اس کے کہ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کو خود بھی بُرا بھلا کہیں الٹا مولانا محمد عمر صاحب پر گستاخی انبیاء کا الزام لگا رہے ہیں

"الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے"

marfat.com

اور ان کی عبارت میں تو ہو رہے ہو گا نہیں ہے وہ اپنے طور پر خبریتیں دے رہے ہیں یہ غلط ہے بلکہ مولانا اشرف علی تھانوی کی کلام سے یہ بات لازم آتی ہے اور اگر اس لازم کا التزام کریں اور اسے مان لیں تو ایسی صورت میں وہ فرماتے ہیں میرے خیال میں مصنف مذکور کو جو قرآن شریف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا ہے اس کی اتباع کی کیا ضرورت ہے اس کے ساتھ ہی فرماتے ہیں ورنہ اس عقیدہ رکھنے والے کو توہین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی وجہ سے ایمان کا حصہ نصیب نہیں سرکار کی غلامی بھی کرے اور پھر ایسے الفاظ بھی استعمال کرے اب رہ گئی شرح مواقف کی وہ عبارت جو آپ نے پیش کی ہے تو ایک ہے یہ کہنا کہ فلاں چیز انبیاء کے ساتھ خاص نہیں یعنی بعض علوم غیبیہ کا حصول انبیاء کے ساتھ خاص نہیں اور ایک ہے یہ کہنا کہ ایسا علم تو زید عمرو بکر صبی ومجنون کے لیے حاصل ہے اس میں آپ فرق واضح طور پر محسوس کر سکتے ہیں مثلاً خالق کل شئ اللہ رب العزت کو کہیں تو کفر نہیں لیکن خالق الکلب کہہ دیں یا خالق الخنازیر کہہ دیں یعنی خنزیروں کا پیدا کرنے والا تو کفر لازم آ جائے گا۔ تو بالعموم بعض علوم کے اختصاص کی نفی کرنا اور چیز ہے ان علوم کی جو سرکار سے نسبت رکھتے ہیں ان کی تمثیل اور تشبیہ ان چیزوں کے ساتھ دینا یہ اور بات ہے۔ جیسے خصوصیت کے ساتھ کتے اور خنزیر کی طرف اللہ کے خالق ہونے کی نسبت کرنا کفر ہے۔ لیکن خالق کل شئ کہہ دینا کفر نہیں۔ دوسری یہ بات بھی ذہن رکھیں کہ عقلی طور پر تمام علوم انبیاء میں جاننے ضروری ہیں یا نہیں شرح مواقف میں اس کا جواب دے رہے ہیں کہ فلسفی کہتے ہیں کہ عقلی طور پر یہ تسلیم کرنا لازم ہے کہ انبیاء اکرام کو علوم غیبیہ ہونے چاہیئیں۔ عقلاً یہ محال ہے کہ نبی ہو اور اس کو علوم غیبیہ حاصل نہ ہوں۔ علماء متکلمین نے اس کا رد کیا عقلاً یہ ضروری نہیں ہے مگر ضروری ہونے کی نفی سے شرعاً علوم غیبیہ کے حصول کی نفی لازم نہیں آتی بلکہ علوم غیبیہ کی اطلاع از روئے قرآن انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت ہے۔ تو میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ قرآن یہ خصوصیت انبیاء کیلئے ثابت کر رہا ہے۔

marfat.com

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ
کہ کسی کو بھی علم غیب پر اطلاع نہیں دیتا مگر مرتضیٰ اور پسندیدہ رسل کو اطلاع دیتا
ہوں تو ایسی صورت میں آپ یہ فرمائیں کہ قرآن کریم یہ خصوصیت ثابت کرے اور
شرح مواقف اس خصوصیت کا انکار کرے تو آپ قرآن کریم کا ارشاد تسلیم کریں
گے یا شرح مواقف پر ایمان لائیں گے۔ حالانکہ آپ لوگ قرآن مجید کے مقابل حدیث رسول کو
بھی کوئی اہمیت نہیں دیتے اور خبر واحد کو علم اور لازم سمجھنا ٹھیک نہیں ہے تو وہ فقط
عقلی دلیل کے لحاظ سے اعتراض ہے علہ

رہا یہ سوال کہ صوفی اسلم صاحب فرماتے ہیں پھر آپ وہی فرما رہے ہیں، ہم عرض کر
چکے ہیں کہ فتاویٰ رشیدیہ میں مولانا رشید احمد کے فتوے جمع کئے گئے ہیں ان میں
مولانا احمد رضا خاں صاحب کا فتویٰ موجود ہے۔ وہ ساری تصدیقات یہاں اس
فتوے موجود ہیں اس سے کوئی اتحاد و اتفاق لازم نہیں آتا آپ علماء معتبرین
بریلوی کی بات کریں آپ ایسے ویسے حوالوں کی طرف جانے کی کوشش نہ کریں جیسے
کہ ہم اکابر علماء دیوبند کی عبارتیں نقل کر رہے ہیں ...... مولانا منظور احمد چنیوٹی

یہ نظام الدین صاحب ایسے ویسے عالم ہیں۔

جناب ان کے ایک فتویٰ کی تائید کی گئی ہے۔ کہ یہ فتویٰ ٹھیک ہے۔ آپ کتاب

علہ جیسے کہ علماء دیوبند کے نزدیک عقلاً اللہ تعالیٰ کا سچا ہونا ضروری نہیں بلکہ وہ۔
العیاذ باللہ جھوٹ بول سکتا ہے مگر شرعاً اس کو سچا ماننا ان کے نزدیک بھی
ضروری ہے لہٰذا عقلی طور پر نبوت کے لیے علوم غیبیہ کا حصول لازم اور ضروری
نہ ہو تو از روئے شرع ان کیلئے علم غیب ضروری ہونے کی نفی نہیں کی جا سکتی۔

دیکھ لیں کہ مرتب اس کا کون ہے۔ فتاوے متفرق طور پہ لکھے جاتے ہیں۔ کوئی
ان کو جمع کر دیتا ہے اور وہ فتوے یہاں سے بریلی بھیجتا ہے تو تصدیق ہو جاتی ہے تو

marfat.com

اس سے جملہ مسائل کے اندر اتحاد لازم نہیں آسکتا

منظور احمد خان صاحب مصنف:- کیا آپ یہ مانتے ہیں کہ یہ آپ کے مسلک کی معتبر کتاب نہیں ہے۔

بریلوی مناظر:- ہمارے مسلک کی یہ کوئی معتبر کتاب نہیں ہے۔

بریلوی صدر مناظرہ:- جن حضرات سے بریلویت کا تشخص قائم ہوا ہے ان کے حوالے پیش کریں غیر موزوں آدمیوں کے حوالے پیش نہ کریں۔

بریلوی مناظر نے فرمایا کہ بخاری و مسلم کی روایت میں اگر راوی غیر معتبر ہے تو وہ روایت

حاشیہ:- مولوی اشرف علی صاحب کی عبارت اپنوں کی نظر میں۔

ص۱:- تھانوی صاحب نے حفظ الایمان کی اس عبارت کی مختلف تاویلیں کی ہیں جن میں سے ایک تاویل تغییر العنوان میں کی ہے ذرا اس کا پس منظر خود ان کی زبانی سنیئے اور اس عبارت کی سنگینی اور اس کی توجیہہ تاویل سے قاصر ہونے کا بیان بھی ملاحظہ فرمادیں۔

واقعہ تمہیدیہ ۷ صفر المظفر ۱۳۴۲ھ کو ایک خط حیدر آباد دکن سے آیا جس کا عنوان از عاصم مخلصین حیدر آباد دکن۔ تھا اور ذریعہ جواب منگانے کا ایک معین مولوی صاحب تھے اس میں حفظ الایمان کی ایک مشہور عبارت کے متعلق (جس پر مہربانوں کا اعتراض مشہور ہے) رائے دی تھی کہ اس کی ترمیم کر دی جائے اور مقتضیات ترمیم کا اجتماع اور موانع ترمیم کا ارتفاع ان جملوں میں ظاہر کیا تھا

ص۱:- ایسے الفاظ جن میں مماثلت علیت غیبیہ محمدیہ کو علوم مجانین و بہائم سے تشبیہ دی گئی ہے جو بادی النظر میں سخت سوء ادبی کو مشعر ہے کیوں ایسی عبارت سے رجوع نہ کر لیا جاوے

ص۲:- جس میں مخلصین جناب والا کو حق بجانب جواب دہی میں سخت دشواری ہوتی ہے۔ وہ عبارت آسمانی اور الہامی عبارت نہیں کہ جس کی مصدرہ صورت اور ہیئت عبارت کا بحالہ یا بالفاظہ باقی رکھنا ضروری ہو چونکہ اس میں مجمہ بنیاد بیان کی گئی تھی وہ واقعی تھی اس لیے جواب میں اس مشورہ کو قبول کر لیا گیا۔

تغییر العنوان ضمیمہ حفظ الایمان

marfat.com

ناقابل اعتبار ہوگی اور اگر مولوی اسلم ناقابل اعتبار ہوگا۔ تو اس کے جمع کردہ فتاوے کیسے قابل اعتبار ہوں گے۔ سنیئے بخاری کی روایت اسی بنا پر ردّ کر دی جاتی ہے کہ راوی غیر معتبر ہے مسلم کی روایت اسی لیے ردّ کر دی جاتی ہے کہ راوی غیر معتبر ہے اب محمد اسلم صاحب بخاری اور مسلم کے راویوں سے بڑھ گیا۔

اس عبارت سے صاف ظاہر اور اعتراف و اقرار تھانوی صاحب کے مخلص اور حامی لوگوں کا بھی واضح ہے کہ ظاہری معنی و مفہوم کے اعتبار سے یہ عبارت سخت بے ادبی اور گستاخی پر دلالت کرتی ہے اور صحیح جواز اور مناسب توجیہ و تاویل میں سخت دشواری پیش آتی ہے۔ اور خود تھانوی صاحب کا اعتراف بھی واضح کہ عبارت تبدیل کرنے کا جو مشورہ دیا گیا اس کی بنیاد واقعی ہے

جب مصنف اور اس کے حامیوں کا اقرار و اعتراف واضح ہو گیا کہ اس میں مفہوم ظاہر و متبادر لاور عرف عام اور محاورات کے مطابق بے ادبی ہے اور کسی عبارت کے کفریہ ہونے کی مدار عرف عام اور معنی متبادر پر ہے۔ لہٰذا اس کا کفریہ ہونا خود مصنف اور اس کے حامیوں اور مخلصوں کو بھی ماننا پڑ گیا۔

۲۔ مولوی منظور احمد صاحب سنبھلی اس کی توجیہ و تاویل میں کہتے ہیں کہ ایسا کا لفظ بمعنی اتنا اور اس قدر ہے یہ تشبیہ کے لیے نہیں۔ ملاحظہ ہو فتح بریلی کا دلکش نظارہ ص۴۲ ۴۷ مگر مولانا حسین احمد صاحب اس کی توجیہ یوں فرماتے ہیں۔ کہ حضرت مولانا عبارت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں اتنا تو نہیں فرما رہے اتنا، لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے :: شہاب ثاقب ص۱۰۲، ۱۰۳ اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا ص۱۰۲

گویا سنبھلی صاحب کی تحقیق کے مطابق تھانوی صاحب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کو ان خسیس چیزوں کے علوم سے تشبیہ دیتے۔

دیوبندی صدر مناظرہ :۔ بخاری و مسلم کا کون سا راوی غیر معتبر ہے۔ ع۱-۲

بریلوی مناظر :۔ اچھا یہ کون سی کتاب میں لکھا ہے کہ بخاری و مسلم کے سارے راوی

marfat.com

معتبر ہیں۔

مصنف:۔ دیوبندی صاحبان کے اعتراضات کا گھنٹہ ختم ہوا چنانچہ اب بریلوی حضرات کے اعتراضات کا گھنٹہ شروع ہوا۔

حاشیہ نمبر ۱:۔ مولانا منظور احمد صاحب کو یہ بات مولانا احمد شاہ صاحب جو کیرو کی سے دریافت کرنی چاہیئے تھی جنہوں نے حدیث مذکور کی تحقیق کرتے ہوئے امام زہری جیسے شخص کو شیعہ ثابت کر کے روایت ناقابل قبول قرار دے دی ہے اور جناب نیلوی صاحب ساتھ ہی بیٹھے تھے۔ ان سے دریافت کر لیتا تھا کہ سماع اموات کے ضمن میں وارد بخاری و مسلم کی احادیث کو انہوں نے کس طرح ناقابل قبول قرار دے دیا ہے اور اپنے رسالہ شفاء الصدور میں پورے ذخیرہ احادیث پر کس طرح ہاتھ صاف کیا ہے، شیخ محقق عبدالحق صاحب محدث دہلوی اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۹ پر فرماتے ہیں درین کتب ستہ اقسام احادیث از صحاح وحسان وضعاف ہمہ موجود است وتسمیہ آن بصحاح بطریق تغلیب است یعنی صحاح ستہ میں صحیح، حسن اور ضعیف ہر قسم کی احادیث موجود ہیں اور ان کو صحاح کہنا اکثر احادیث کے صحیح ہونے کی وجہ سے ہے اور غلبہ اکثریت کے پیش نظر ہے نہ یہ کہ سبھی احادیث انکی صحیح ہیں۔

حاشیہ نمبر ۲:۔ علاوہ ازیں اگر صوفی اسلم صاحب نے نقل مطابق اصل ذکر کی ہے اور مولوی نظام الدین صاحب جس مسلک سے بھی متعلق ہوں۔ دیوبندی یا بریلوی اگر انہوں نے یہ کہا ہے اور اپنی طرف سے تحقیقی جواب کے طور پر ذکر کیا ہے۔ تو اس عبارت کا گستاخی پر مشتمل ہونا بالکل واضح ہے اور ہمیں اس کو کفریہ کہنے میں قطعاً تامل نہیں ہے۔ جتنے علماء دیوبند ہیں وہ نہ پیدائشی طور پر ہمارے مخالف تھے تاہم ان کے دشمن تھے صرف گستاخانہ عبارات کی بنا پر ان سے اختلاف و نزاع پیدا ہوا ہے اور ان کے سنیت اور حنفیت کے دعوؤں کے باوجود ان کو اپنے انہی اکابر کے ان سے نکال باہر کیا لہذا مولوی نظام الدین بھی اپنی طرف سے یہ الفاظ تحقیر استعمال کر رہا ہے تو ہمارے نزدیک اسی زمرہ سے ہے البتہ اگر اس نے یہ الفاظ کسی عیسائی کے رد میں ذکر کئے ہیں۔ اور ظاہر بھی یہی لیا ہے کیونکہ دوبارہ عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کو ان کے افضل ہونے کی دلیل وہی لوگ بنا سکتے ہیں نہ کہ کوئی

marfat.com

بریلوی مناظر حضرت علامہ شیخ الحدیث صاحب

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥
والذین یؤذون رسول اللہ لہم عذاب الیم ٥ اللہ رب العزۃ نے

اہل اسلام تو اس صورت میں اس جواب کا مدار الزام اور تقاضائے خصم پر ہے اور یہ جدلی انداز ہے لہذا اس کو گستاخی اور کفر قرار نہیں دیا جا سکتا تقدیر پر وہ اپنے طور پر عیسیٰ علیہ السلام کو ناکامیاب قرار نہیں دے رہے. بلکہ ان کا مقصد فقط خصم کو اس اندازِ فکر کی غلطی پر متنبہ کرنا ہوگا.

اس ضمن میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ العزیز کا عیسائی کو اسی انداز میں الزامی جواب دینا اس حقیقت کو واضح کر دیتا ہے ملاحظہ ہو مجموعہ کمالات عزیزی صـ٣

ا۔ پادری صاحب نے سوال کیا کہ تمہارے پیغمبر حبیب اللہ ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں! پادری نے کہا تمہارے پیغمبر نے بوقت قتل امام حسین علیہ السلام کی فریاد نہ کی حالانکہ حبیب کا محبوب زیادہ تر محبوب ہوتا ہے خدا تعالیٰ ضرور توجہ فرماتا.

حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز نے جواب دیا پیغمبر صاحب واسطے فریاد کے جو تشریف لے گئے پردۂ غیب سے آواز آئی ہاں تمہارے نواسے پر قوم نے ظلم کر کے شہید کیا لیکن ہم کو اس وقت اپنے بیٹے عیسیٰ کا صلیب پر چڑھانا یاد آیا ہوا ہے. سن کر پیغمبر صاحب خاموش ہو گئے.

ا۔ کیا کوئی عقل کا اندھا کہہ سکتا ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا تسلیم کر لیا.

۲۔ انہوں نے قرآن کریم کے ارشاد کے برعکس ان کو سولی پر چڑھایا جانا تسلیم کر لیا حالانکہ یہ کلام اللہ کی تکذیب ہے.

marfat.com

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔ ان کے لئے عذاب الیم ہے حضرات اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ کوئی ایسا لفظ یا ایسی عبارت استعمال کرنا جس کے اندر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی اور گستاخی لازم آتی ہے تو وہ اللہ رب العزۃ کے ہاں بہت ہی ناقابل برداشت ہے۔ اور ان لوگوں کے لیے عذاب الیم سنایا گیا ہے تو ہر مسلمان کا یہ فریضہ ہے کہ وہ کسی قسم کی بے ادبی اور گستاخی والے الفاظ استعمال نہ کرے اب اس روشنی میں آپ پورے انصاف اور غیر جانبداری کے ساتھ توجہ فرماتیے گا۔ ہم یہ کتاب کسی ایسے ویسے کی پیش نہیں کر رہے ہیں بلکہ ہم مولانا محمد اسماعیل صاحب دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان ص۱۲ کی عبارت پیش کر رہے ہیں جن پر مسلک علماء دیوبند کا دارومدار ہے وہ اللہ اور مخلوق اور منصب نبوت والوہیت کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے۔ یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "یہ یقین جان لینا چاہئیے ہر مخلوق بڑی یا چھوٹی وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے ذلیل ہے" اس آیت کو (جو میں پیش کر چکا ہوں) بھی دیکھیں اور پھر اب جو عبارت پیش کر رہا ہوں اس کو بھی ملاحظہ فرمائیں۔ کہ ہر مخلوق وہ بڑا ہو چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے ذلیل کہا ہے اس بڑی مخلوق کے اندر کون کون آگئے اولیا کرام رسل عظام لیکن ان کو

۳۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے لیے دعاء خلاصی فرمانا ثابت ہی نہیں لہذا یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء ہے جس کا انجام نارِ دوزخ ہے فلیتبوء مقعدہ من النار

۴۔ شاہ صاحب نے اللہ تعالیٰ کے لیے گویا بوجہ مغموم ومکروب ہونے کے امدادِ مظلوم کربلا سے معذوری ثابت کی جبکہ اللہ عنہم دانددہ اور مشغولیت ومصروفیت اور عاجز وناتوانی اور مجبوری اور معذوری سے پاک ہے۔ ان الزامات اور اعتراضات کی گنجائش صرف اس لیے نہیں کہ یہ جواب الزام خصم کے لیے ہے اور اس کے زعم فاسد پر مبنی ہے۔

marfat.com

چمار سے ذلیل کیا جا رہا ہے اور اسی کتاب کے صفحہ ۵۰ پر مولانا خود ارشاد فرماتے ہیں کہ اولیاء و انبیاء امام و شہید یعنی اللہ کے جتنے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی ہے وہ ہمارے بڑے بھائی ہوئے اور ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم دیا لہٰذا ہم ان کے چھوٹے ہیں تو ثابت کر دیا کہ بڑے بھائی کون ہیں اولیاء و انبیاء اسی پس منظر میں آپ یہ ملاحظہ فرمائیں کہ اس عبارت پر ہر مخلوق بڑی اور چھوٹی اللہ کی شان کے آگے چمار سے ذلیل ہے اس میں کس قدر بے ادبی اور گستاخی ہے ذرا توجہ فرمائیں کہ الوہیت کے منصب کی وضاحت ان لفظوں کے اندر کرنا اور سب مخلوق کو ذلیل کہہ دینا وہ لوگ جن کو رب العزۃ نے اپنا خلیفہ اور نائب بنایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَہ کہ میں زمین کے اندر اپنا ایک نائب بنانے والا ہوں۔ اور وہ لوگ جن کو اللہ رب العزۃ نے اپنا مقبول اور پیارا قرار دیا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ۔ جن کو اللہ رب العزۃ نے ہدایت کے لیے منتخب فرمالیا اور چن لیا اور وہ حضرات جن کے قدموں کے ساتھ مس ہونے والی مٹی خدا کے نزدیک قابل قسم بن جاتی ہے اور وہ پتھر جو ان کے پاؤں سے مس ہو جائیں وہ رب کی نشانی بن جاتے ہیں وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ جو ان پتھروں اور مٹیوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے متقی ہونے کی علامت بن جائیں اور جن کی عظمت اللہ رب العزۃ کے ہاں اس قدر ہو۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ جو متقی ہے وہ رب کے ہاں عزت والا ہے۔ اور کرامت والا ہے اور اپنے پیارے حبیب کے بارے اللہ رب العزت کے اس قسم کے بے شمار ارشادات ہیں جن میں نبی پاک کی عزتوں اور عظمتوں کو ظاہر کیا گیا ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ جو ان کی غلامی کا پٹہ گلے میں ڈال لے وہ محبوب خدا بن جائے لیکن وہابیہ کے نزدیک خود محبوب خدا کو چمار سے ذلیل کہا جاتا ہے تو بتائیے نبی پاک کی شان میں اس سے بڑھ کر اور کونسی سنگین سے سنگین عبارت ہو سکتی ہے حضرات

توجہ فرمائیے۔ اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ۔
جو نیکی کرتے ہیں اور سرکار کی غلامی کرتے ہیں وہ ولی بن جاتے ہیں اللہ کے پیارے بن جاتے ہیں۔ یُحِبُّھُمۡ وَیُحِبُّوۡنَہٗۤ اللہ ان کا محب بن جاتا ہے۔ اور وہ اللہ رب العزت کے محب بن جاتے ہیں تو جن کے غلام اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اس آقا کی شان کیا ہوگی اور پھر ایسی صورت میں ان کو ہمارے سے ذلیل کہہ دینا کتنی بڑی زیادتی ہوگی۔ ان کے ساتھ ساتھ ایک دو حدیثیں عرض کرتا جاؤں نبی پاک گھر سے نکلے صحابہ مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ نے سنا کہ صحابہ باہم تبصرہ کر رہے ہیں۔ کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں موسیٰ کلیم اللہ ہیں عیسیٰ روح اللہ کلمۃ اللہ ہیں۔ فرمایا یہ سب باتیں ٹھیک ہیں مگر بتلائیے میرا مقام اور میرا منصب کیا ہے انہوں نے سکوت اختیار فرمایا تو سرکار خود بولے اور فرمایا اَلَا وَ اَنَا حَبِیۡبُ اللّٰہِ وَلَا فَخۡرَ۔ خبردار میں اللہ کا حبیب ہوں اور اس چیز کو بطور فخر بیان نہیں کر رہا ہوں وہ انبیاء کرام جن کے متعلق جامع الفصولین اور فتاوی عالمگیری کے اندر لکھا ہے۔ کہ اگر نبی کی چادر کو کوئی میلا کہے گا تو کفر لازم آجائے گا۔ ان کے بال کو تصغیر کے ساتھ کوئی تعبیر کر دے شعر کی بجائے شعیر کہے تو کفر لازم آجائے گا۔ انکے آواز پر کوئی آواز بلند کرے گا۔ تو سب نیکیاں برباد ہو جائیں گی۔ ایسی صورت میں خود انکی ذاتوں پہ اس قسم کا حملہ کرنا اور ان کو ہمارے ذلیل کہنا کتنی بڑی زیادتی ہوگی۔ اس کے ساتھ میں دوسری عبارت انہی مولانا اسمٰعیل صاحب کی آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ "اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ جن کو منصب نیابت اور منصب رسالت کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔ انکو ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر گردانا کس قدر زیادتی ہے انبیاء کرام کی شان کے اندر اس قسم کے الفاظ استعمال کرنا کتنی بڑی جسارت ہے۔ اور میں آپ سے گذارش کروں کہ سب سے پہلے ذلیل کا لفظ انبیاء کے متعلق جس شخص نے استعمال کیا تھا وہ عبداللہ بن ابی بن سلول منافق تھا مدینہ سے باہر تھا اس نے کہا

marfat.com

لَئِن رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ کہ ہم مدینہ پہنچ لیں ہم عزت والے ان ذلیلوں کو نکال باہر کریں گے تو اس کے جواب میں اللہ رب العزۃ نے فرمایا وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ کہ عزت اللہ کے لیے ہے اللہ کے رسول کے لیے ہے اور مومنوں کے لیے ہے لیکن منافقین کو اس کا علم نہیں ہے ۔ تو ایک طرف منافق اس قسم کا لفظ استعمال کر رہا ہے اور دوسری طرف مولانا محمد اسماعیل صاحب بڑی جرأت کے ساتھ وہی الفاظ اور کلمات اپنی کتابوں کے اندر لکھ رہے ہیں ۔ میں پہلے بھی گذارش کر گیا ہوں کہ اللہ رب العزۃ کے نزدیک اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کیا ہے ۔ اللہ فرماتا ہے ۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ جو لوگ ان پر ایمان لے آئے ان کی تعظیم کریں اور ان کی خدمت کریں اور اس قرآن کی اتباع کریں جو ان پہ نازل کیا گیا تو وہی کامیاب ہیں اور کوئی کامیاب نہیں ہے ۔ تو کیا یہ تعظیم کے الفاظ ہیں جو ان بزرگوار دل نے استعمال کیئے ہیں اس کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزۃ کا یہ ارشاد بھی مدنظر رہے ۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا اے نبی پاک ہم نے آپ کو شاہد اور مبشر و نذیر بنا کر بھیجا تاکہ اے محمدیو تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لے آؤ اللہ کے رسول کے ساتھ ایمان لے آؤ ۔ ان کی تعظیم و توقیر کرو ان کا خوب کر صبح و شام کرو جن کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا گیا ہے اور جن کی بارگاہ اقدس کی نزاکت کا عالم یہ ہے کہ آواز پر آواز بلند ہو جائے تو سارے اعمال حبط اور برباد ہو جائیں جن کے بال مبارک کو تصغیر کے ساتھ ذکر کیا جائے چادر میلا کہنا کفر بن جائے اور وسیلے کے مقام پر اگر کوئی شخص بحرمت جوانک عربی کا لفظ استعمال کر جائے کہ اس شخص کی عزت اور حرمت کا صدقہ جو عربی ہے ۔ مگر جوان کہنے کی بجائے جوانک کہہ جاتا ہے یعنی تصغیر کا لفظ استعمال کر جاتا ہے اگرچہ مقام عظمت و توقیر کا ہے ۔ ان کی

حرمت اور وسیلہ سے دعا کر رہا ہے۔ مگر جوان عربی کی بجائے جوانک عربی کہہ جاتا ہے تو کفر لازم آ جاتا ہے۔ غور تو کیجئے کہیں جوانک عربی کہتا کفر بن جاتا ہے اور کہیں چمار سے ذلیل کہنے پر بھی دل کے اندر ذرا بھر افسوس نہیں ہوتا ایسی عبارتیں اہل ایمان کے نزدیک کس قدر سنگین ہیں اور ناقابل برداشت۔

خان منظور احمد خاں صاحب | ایڈوکیٹ صٓ کی عبارت کو دوبارہ پڑھیں تاکہ نوٹ کر سکیں)

علامہ سیالوی صاحب | اولیاء و انبیاء و امام زادے پیرزادے۔ شہید یعنی اللہ تعالیٰ کے جتنے مقرب بندے ہیں وہ انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی وہ ہمارے بڑے ہیں

دیوبندی مناظر مولوی حق نواز صاحب | قابلِ صد احترام سامعین تقویۃ الایمان شاہ اسماعیل صاحب کی کتاب کے حوالہ جات پیش کئے گئے تو میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہماری طرف سے ہمارے شیخ العرب والعجم حضرت حسین احمد صاحب مدنی نے اس تقویۃ الایمان کے بارے لکھا ہے کہ یہ غیر معتبر کتاب ہے اور شاہ صاحب کی طرف اس کو غلط منسوب کیا گیا ہے۔

بریلوی صدر مناظر :۔ اس کا حوالہ بتائیے۔ مولانا حق نواز صاحب۔ مکتوبات حسین احمد مدنی دوسری گذارش یہ ہے کہ شاہ صاحب نے یہ تقویۃ الایمان اردو زبان میں نہیں لکھی تھی بلکہ یہ بعد میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے اور اس کو شائع بھی آپ کی وفات کے بعد کیا گیا ہے یہ شاہ صاحب نے نہ اردو میں لکھی اور نہ اپنی زندگی میں اس کو شائع کیا۔ تیسری بات یہ ہے کہ جس طرح تقویۃ الایمان میں موجود ہے۔ اسی طرح یہ بات معتبر طریق سے ملفوظات حضرت نظام الدین صاحب اولیاء قدس سرہ کے صٓ۲۳ پر موجود ہے۔ فرماتے ہیں چند لمحے توکل کا ذکر رہا آپ نے فرمایا حق تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چاہئیے کسی اور پر نظر نہیں رکھنی چاہئیے بعد ازاں زبان پاک سے ارشاد ہوا کہ کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک اس کے سامنے ساری خلقت اس طرح ظاہر نہ ہو گویا وہ اونٹ کی مینگنی ہے۔ ساری خلقت میں انبیاء و اولیاء

marfat.com

دیگر تمام ہستیاں آگئیں ۔ جب کہ وہ مخلوق ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ جب تک ان کو اونٹ کی مینگنی کے برابر نہ سمجھا جائے اس وقت تک ایمان کامل نہیں ہوتا فرض کرو میں بہت نیچے ہو کر کہتا ہوں اگر مان لیا جائے تو جو تقویۃ الایمان کی عبارت ہے اس میں شاہ صاحب ذلیل کا وہ معنی نہیں لے رہے ہیں جو ہماری زبان میں ہے کیونکہ اردو میں انہوں نے ترجمہ نہیں کیا بلکہ وہ کمزور کا معنی ذلیل لے رہے ہیں کیونکہ اگر ذلیل کا معنی وہ ہماری زبان والا لیتے تو وہ اسی تقویۃ ایمان میں یہ لفظ تو د استعمال کرتے ہیں کہ اللہ نے ان کو بڑائی دی ہے ، جب وہ بڑائی کا لفظ خود استعمال کرتے ہیں تو ظاہر ہے کہ ذلیل کا وہ یہ معنی نہیں لے رہے جو عام طور پر لیا جا رہا ہے[ع۱] بلکہ اس کا معنی کمزور ہے اور اللہ رب العالمین کے مقابلہ میں وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ بالکل اللہ کے مقابلہ میں کمزور ہیں آگے انہوں نے گویا بات سمجھانے کے لیے مثال دی ہے [ع۲] مثال کیا ہے کہ ایک چمار ہے وہ بادشاہ کے مقابلے میں اتنا ۔

بریلوی صدر مناظرہ :۔ فارسی ایڈیشن میں کیا لفظ استعمال ہوئے ہیں ۔

مولوی حق نواز صاحب | فارسی کی اصل تقویۃ الایمان ہمارے پاس نہیں ہے یہ اردو میں چھپی ہے اور آپ کی وفات کے بعد چھپی ہے ۔ میرے واجب

ع حاشیہ ۱ ۔ جب بڑائی کا لفظ قرینہ ہے ۔ کہ ذلیل بمعنی حقیر نہیں ہے ۔ تو بڑائی کا لفظ ذلیل بمعنی کمزور کے بھی منافی ہے کیونکہ جو بالکل کمزور ہے اور ضعیف و ناتواں ۔ بے ہمت و طاقت تو اس میں بڑائی کیسے ہو سکتی ہے ۔ تو لا محالہ ماننا پڑھ گیا کہ یہ لفظ قطعاً اس تاویل و توجیہ کا قرینہ نہیں بن سکتا ۔ پھر تیسری عبارت میں ذرہ ناچیز سے کمتر ہونے کی تصریح موجود ہے تو ناچیز کا لفظ صاف صاف نہیں بتا رہا ہے کہ یہاں ذلیل کا معنی بے قدر و قیمت اور حقیر لیا گیا ہے ۔

ع حاشیہ ۲ ۔ تعجب ہے علماء دیوبند کی دیانت و امانت پر ایک طرف تو شکاری اور شکار والی تمثیل پر اعتراض ہے کہ یہ گستاخی و بے ادبی ہے ۔ مگر دوسری طرف چمار کے ساتھ مثال دینا روا اور رکھا جا رہا ہے اور اس میں کوئی قباحت نظر نہیں آ رہی ہے ۔ تف ہے اس تعصب و ہٹ دھرمی پر ۔

marfat.com

الاحترام بزرگوں میں عرض کر رہا تھا کہ انہوں نے اس کا معنی یہ کیا کہ بڑائی تسلیم کرلی ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اگر اس کو شاہ صاحب کی کتاب مان لیا جائے تو چونکہ انہوں نے اردو ترجمہ نہیں کیا ترجمہ کسی اور نے کیا ہے اس کا معنی وہ ذلیل ہونا نہیں جو عام زبان میں استعمال ہوتا ہے ۔ بلکہ اللہ کے مقابلے میں وہ کمزور بتلا رہے ہیں اور آگے یہ بتلاتے ہیں کہ چمار تو بادشاہ کے مقابلہ میں اتنا کمزور نہیں جتنا مخلوق اللہ کے مقابلہ میں کمزور ہے کیونکہ چمار میں بعض ایسی چیزیں پائی جاتی ہیں جو بادشاہ میں نہیں ہیں مثلاً کھانا وہ بھی کھاتا ہے ۔ کھانا چمار بھی کھاتا ہے ۔ اس لحاظ سے وہ بھی محتاج ہے چمار بھی محتاج ہے اس کو من کل الوجوہ اس پر قدرت طاقت اور تسلط حاصل نہیں ۔ جتنا کہ اللہ کو اپنی مخلوق پر من کل الوجوہ تسلط حاصل ہے ۔ تو وہ فرماتے ہیں کہ انبیاء اولیاء ہوں اللہ کے سامنے کمزور ہیں اور یہ کمزور اس لیے مانا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی بڑائی کا اقرار کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ میں کہتا ہوں جناب والا اگر ذلت کا لفظ استعمال کرنا توہین ہے ۔ تو لیجیئے آپ کی معتبر شخصیت کی کتاب پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ "اوراق غم" میں مولانا ابوالحسنات صاحب قادری رضوی اشرفی یہ فرماتے ہیں کہ وہ آدم جو سلطانِ مملکتِ بہشت تھے وہ آدم جو تاج عزت تھے آج شکارِ تیرِ مذلت ہیں اگر یہ مذلت کا لفظ استعمال کرنا توہین ہے ۔ تو یہ مولانا ابوالحسنات صاحب نے آدم علیہ السلام کے لیے استعمال کیا ہے ۔ جناب والا اگر آپ نے ذلیل ہونے کا ایک ہی معنی متعین کرنا ہے تو آپ کو یہاں یہ معنی متعین کرنا ہوگا ۔ اسی طرح آیئے اگر ذلت کا ایک ہی معنی ہے ۔ کہ ذلیل بمعنی راندہ ہوا تو اللہ رب العزت قرآن میں فرماتے ہیں ۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ " فرماتے ہیں کہ خبردار یاد رکھو تحقیق اللہ نے تمہاری بدر میں امداد کی وَاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ " یہ لفظ اذلۃ کے قرآن میں آئے ہوئے ہیں کیا اس کا معنی یہ ہوگا کہ تم گئے گزرے ہو تم ذلیل ہو تم رسوا ہو تم خوار ہو ۔ وہی حاشیہ آرائی کی جائے گی نہیں یہاں اذلۃ کا معنی کمزور بے سر و سامان ہے کہ تم کمزور تھے بے سر و سامان تھے تمہاری طاقت نہیں تھی ۔ میں نے تمہاری مدد کی تو شاہ اسمٰعیل نے اللہ کی توحید کو بیان کرتے ہوئے اور قدرت کو بیان کرتے ہوئے یہ بتلایا کہ وہ اللہ

marfat.com

کے مقابلہ میں کمزور تھے اور یہی وجہ ہے کہ اگر یہ واقعی توہین ہے تو میں مدِمقابل سے یہ مطالبہ کروں گا کہ جناب مولانا احمد رضا خان صاحب جن کے نام سے بریلویت مشہور ہے۔ انہوں نے ایسے گستاخ کو کافر نہ کہا جب کہ وہ ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے تھے کہ بات ایسی ہے حقیقت یہ تھی کہ شاہ اسمٰعیل کو بعض سوچی سمجھی سکیموں کے ساتھ ان کی عبارات کو غلط معانی پہنائے گئے حاشیہ آرائیاں کی گئیں ورنہ اندر سے دل مانتا تھا کہ ان عبارات کے یہ مفہوم نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ احمد رضا خان صاحب نے آخرت کا ڈر رکھتے ہوئے یہ سمجھ لیا کہ میں اس کو کافر نہیں کہتا ہوں ورنہ یہ طے شدہ بات تھی کہ کسی پیغمبر کی عبارت میں گستاخی ثابت ہو جائے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہوتا ہے لیکن مولانا احمد رضا خان صاحب نے جب کافر قرار نہیں دیا تو میرا فاضل مخاطب سے سوال ہے کہ جس وجہ سے انہوں نے مولانا شاہ اسمٰعیل کو کافر نہیں کیا آپ وجہ بتائیں اس عبارت سے ایک ایسی شق نکال لائیں کہ جناب اس کا ایک یہ معنی غلط تھا یہ بھی غلط تھا لیکن ایک یہ معنی شاید یہ بن سکتا تھا اور مصنف نے یہی لیا ہو اور لزوم ہوا ہو التزام نہ ہوا ہو تو وہ ایک معنی آپ نکال دیں کہ اس عبارت کے اس ایک مفہوم کی وجہ سے کفر کا فتویٰ نہیں دیا گیا تو میں اسی عبارت سے تقویۃ الایمان کو اور زیادہ صاف کر دوں گا لیکن جب تک آپ یہ نہیں لاتے تو احمد رضا خان صاحب نے گویا کفر کا فتویٰ نہ دے کر تسلیم کر لیا ہے۔ اسی طرح میرے بزرگوں قرآن مجید کے الفاظ میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں۔

سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دَاخِرُوْنَ۔ یہ ترجمہ رب العزت فرماتے ہیں۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ کہ انہوں نے نہ دیکھا کہ جو چیز اللہ نے بنائی ہے اس کی پرچھائیاں دائیں اور بائیں اللہ کو سجدہ کرتی ہیں اور وہ اس کے حضور ذلیل ہیں یہ ترجمہ مولانا احمد رضا خان صاحب کر رہے ہیں کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے کیا تم نے نہیں دیکھا اس کو کہ وہ اللہ کے سامنے سجدہ کرتی ہیں۔ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دَاخِرُوْنَ اس کا ترجمہ مولانا احمد رضا خان صاحب کرتے ہیں وہ اللہ کے حضور ذلیل ہیں۔

marfat.com

اگر ذلیل کا یہی مطلب ہے کہ گویا راندۂ درگاہ تو آیا اس کا مطلب یہی ہے کہ اللہ کی مخلوق جو اللہ کو سجدہ کرتی ہیں وہ راندہ درگاہ ہے۔ یہ ترجمہ اردو میں کیا گیا حاشیہ پہ لکھا گیا خوار عاجز اور مسخر ہیں خوار بھی ساتھ ملا دیا گیا ہے اور اس بات کو واضح کر دیا گیا ہے۔ ع

بریلوی مناظرہ حضرت علامہ شیخ الحدیث صاحب

سب سے پہلے تو مولانا نے یہ فرمایا تھا کہ ہمارے مولانا حسین احمد صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ کتاب معتبر نہیں ہے۔ وہی بات جو ہم عرض کر رہے تھے۔ اور اس پہ ہنگامہ کھڑا ہو گیا تھا اب خود فاضل مناظر کو وہی سہارا لینا پڑ گیا ہے۔ اگر آپ کے ہاں یہ چیز (معتبر کتاب اور غیر معتبر کا فرق) جائز ہے تو ہمارے لیے کیوں جائز نہیں نیز ہم تو آپ کے چوٹی کے امام کی بات پیش کر رہے تھے نہ کہ کسی عامی آدمی کی بات پیش کر رہے تھے نیز یہ دعوی کہ اردو تقویتہ الایمان مولانا اسماعیل صاحب کی لکھی ہوئی نہیں ہے۔ بالکل غلط ہے یہ ارواح ثلاثہ مؤلفہ مولانا اشرف علی صاحب میرے ہاتھ میں ہے جس کے صفحہ ۷۳ پر انچاسویں حکایت کے تحت ارشاد فرمایا کہ مولانا اسمٰعیل صاحب نے تقویۃ الایمان اوّل عربی میں لکھی تھی۔ چنانچہ اس کا ایک نسخہ میرے پاس اور ایک نسخہ مولانا گنگوہی کے پاس اور ایک نسخہ مولوی نصر اللہ خاں صاحب کے کتب خانہ میں بھی تھا اس کے بعد مولانا نے اس کو اردو میں لکھا وہی مولانا جو عربی میں لکھنے والے تھے انہی مولانا نے اسے اردو میں لکھا اور لکھنے کے بعد اپنے خاص

ع حاشیہ:- ترجمہ میں بامر مجبوری لفظ کا تحت اللفظ ترجمہ کیا جاتا ہے جس طرح علماء دیوبند نے وَوَجَدَكَ ضَالًّا کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ پایا تجھے گمراہ نعوذ باللہ کیا علماء دیوبند نبی الانبیاء ؐ کے متعلق یہی عقیدہ رکھتے ہیں حالانکہ امت کا اس امر پر اجماع ہے کہ پیغمبران کرام پیدائشی طور پر شرک و کفر اور گمراہی سے محفوظ ہوتے ہیں۔ نیز یہاں انبیاء و اولیاء کی تصریح نہیں ہے۔ تاکہ ان کے متعلق اس ترجمہ سے استدلال کیا جا سکے بلکہ اس عموم سے وہ مقدس ہستیاں مستثنیٰ ہیں۔ جیسے دوسرے دلائل سے یہ امر واضح ہے۔

marfat.com

خاص لوگوں کو جمع کیا جن میں سید صاحب، مولوی عبدالحی صاحب، شاہ اسحاق صاحب، مولانا یعقوب صاحب، مولوی فریدالدین صاحب مرادآبادی، مومن خان، عبداللہ خاں علی وغیرہ مولانا مملوک علی صاحب بھی تھے اور ان کے سامنے تقویۃ الایمان پیش کی اور فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہوگیا ہے۔ تو یہ اردو کی کتاب انہی کی ہے۔ ان کو تسلیم ہے کہ اس میں تشدد ہے اور سخت الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ع۱ اس بنا پر آپ کو جان نہیں چھڑانے دی جائے گی کہ یہ مولانا کی لکھی ہوئی نہیں ہے۔ اب رہ گیا یہ معاملہ کہ ذلیل کا لفظ عربی میں فلاں معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ تو عربی کے اندر الفاظ اور معنوں میں آسکتے ہیں۔ مثلاً کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔ یہ عربی کے اندر ہے لیکن کسی کو کہا جائے کہ تو ہلاک ہو جائے تو ظاہر ہے یہ بے ادبی بن جائے گی اور وہ اس کو برا مانے گا کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ۔ قرآن مجید میں ہے۔ لیکن اگر کسی کو کہا جائے کہ تو فنا ہو جائے تو اس عبارت کے اندر سختی آ جائے گی - لہذا عربی محاورات کو اردو محاورات پر قیاس آنا قطعاً غلط ہے۔ ع۲ اس کے ساتھ ساتھ جس چیز سے گستاخی کا ابہام بھی پیدا ہو اس کے متعلق آپ کے مولانا حسین احمد مدنی صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں وہ بھی آپ ذرا ملاحظہ فرماتے جائیے گا۔

ع۱ **حاشیہ** :- نیز یہ کہنا بھی غلط ہے کہ یہ کتاب مولوی اسمٰعیل صاحب کی وفات کے بعد چھپی بلکہ بقول تھانوی صاحب اس کتاب کی اشاعت اسی طرح ہو گئی اشاعت کے بعد مولانا حج کو تشریف لے گئے اور حج کے بعد کچھ مہینے دہلی میں قیام رہا چھ مہینے کے بعد جہاد کے لیے تشریف لے گئے۔ ارواح ثلاثہ ص۱۰۱ علاوہ ازیں ہم نے تقویۃ الایمان مطبوعہ دیوبند حضرات منصفین کے سامنے رکھی اور دریافت کیا کہ یہ اردو کتاب بریلوی حضرات نے دیوبند سے شائع کردی ہے۔ یا خود علماء دیوبند نے جس کا کوئی جواب نہ ہو سکا۔ نیز جب ثلث دیوبند کے حکیم الامت اسی اردو کتاب کو اسماعیل کی تالیف تسلیم کر رہے ہیں تو انکے مقابلہ میں مولوی حسین احمد قول کا کیا اعتبار - یا یہ کہنا پڑے گا کہ علماء دیوبند بھانت بھانت کی بولیاں بولتے ہیں کہ بڑی اصاغر نہیں مانتے اور اصاغر کا مشورہ اکابر کے لیے قابل قبول نہیں۔

marfat.com

فرماتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں گے اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت کی نہ کی ہو۔ مگر ان کے کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہ حوالہ شہاب ثاقب ص۵۷ پر موجود ہے جس پر واضح کیا گیا ہے کہ ارادہ گستاخی کا نہ بھی ہو صرف گستاخی کا وہم پیدا ہو سکتا ہے تو کفر لازم آجاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہی مضمون ص۵۰ پر ادا کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ الفاظ قبیحہ بولنے والا اگر معنے حقیقی سے مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی سے مجازی مراد لیتا ہے۔ مگر تاہم ایہام گستاخی، واذیت ذات حق اور جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نہیں تو یہی سبب ہے کہ حق تعالیٰ نے لفظ راعنا بولنے سے منع فرمایا اور انظرنا کا لفظ ذکر کرنا ارشاد فرمایا یعنی صحابہ کو جب کوئی بات سمجھ میں آتی تھی تو عرض کرتے تھے راعنا یا رسول اللہ ہماری رعائت فرمائیے۔ اور اس بات کو دہرا دیجئے یہود اسی لفظ کو ذرا موڑ کر بیان کرتے تو اس کا بھی معنی یا تو چرواہا بن جاتا یا مغرور اور متکبر بن جاتا لفظوں کے باہم صوری مشابہت ہوتی مومن خلوص سے کہتے معنی صحیح مراد لیتے لیکن اس کو منافق گستاخی کی آڑ بنا لیتے تھے۔ تو اللہ رب العزت نے اس کا استعمال کرنا منع فرما دیا۔ کہ لا تقولوا راعنا و قولوا انظرنا۔ ایسا لفظ مت استعمال کرو جس سے یہود اور منافقین کو گستاخی کا موقعہ ملے تو وہ لفظ استعمال کرنا حرام ہوگا۔ اور فرمایا قولوا انظرنا واسمعوا ولِلکافرین عذاب الیم۔ بلکہ یہ کہو کہ ہمارے حال پر نظر فرماؤ اور توجہ فرماؤ۔

نمبر۲ حاشیہ۔ اردو محاورہ میں جب بھی کسی کی تحقیر مقصود ہوگی تو اسکو چمار یا چمار سے ذلیل کہا جائے گا۔ اور کوئی شخص بھی اس سے کمزور اور عاجز والا معنی نہیں سمجھتا اور کسی بھی لفظ کے بے ادبی وگستاخی پر مشتمل ہونے کی مدار عرف عام ہے نہ کہ لغوی معنی مواہب اللدنیہ مع زرقانی جلد خامس ص۳۱۵ اس کی تصریح موجود ہے۔ ان من سب او انتقصہ بان وصفہ بما یعد نقصا عرفا قتل بالاجماع بے شک وہ شخص جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی یا آپ کی شان ارفع واعلیٰ میں تنقیص کی یعنی آپ کی طرف اس چیز کی نسبت کی جس کو عرف عام اور عام محاورات میں تنقیص شمار کیا جاتا ہے۔ تو ایسے شخص کے متعلق امت محمدیہ کے تمام علماء کا اجماع اور اتفاق ہے۔ کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

marfat.com

اور عوزر سے سنو کہتے ہی کیوں ہو کہ یا رسول اللہ دو بارہ فرمائیں وللکافرین عذاب الیم اور کافروں کے لیے عذاب الیم ہے اس کے ساتھ ساتھ میں گذارش کروں آپ نے جو حضرت نظام الدین صاحب محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کی عبارت پیش کی ہے . آپ نے اس کے معنی پر عوزر نہیں کیا. ایک ہے عمومی طور پر مخلوق کو ذلیل کہنا اور ہے ایک خاص طور پر کسی شخصیت کا نام لے کر اسے ذلیل کہنا تو عموم اور تخصیص کے اندر فرق واضح ہے میں عقائد کی بات پہلے کر چکا ہوں خالق کل شئی کہنا کفر نہیں ہے اور خالق الخنازیر کہنا کفر ہے حالانکہ خنزیروں کے پیدا کرنے والا بھی اللہ ہی ہے لیکن خاص خنزیروں کی طرف نسبت کر کے کہنا کہ اللہ خالق الخنازیر ہے کفر بنتا ہے اور خالق کل شئی کہنا کفر نہیں ہے تو عموم اور اجمال کے ضمن میں بات اور حکم رکھتی ہے . تخصیص کے ضمن میں جو بات کی جاتی ہے وہ اور حکم رکھتی ہے اور بڑی مخلوق میں کون داخل ہے میں پہلے مولانا رشید احمد صاحب کی زبانی فتاویٰ رشیدیہ کی بات عرض کر چکا ہوں کہ اس میں جناب رسالت مآب داخل ہیں . وہ بڑی مخلوق ہیں لیکن ان کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے جیسے کمہار اور لوٹے کا ہوتا ہے . لوٹا جتنا پیارا ہو حسین ہو لیکن کمہار توڑنے پر قادر ہے تو وہی تمثیل دیکھا انہوں نے اس عبارت کی توضیح کر دی ہے اب رہ گئی یہ بات کہ اعلیٰ حضرت نے ترجمہ کے اندر وہ کہا ہے کہ جمیع مخلوق اور چیزیں ذلیل اور خوار ہیں ساتھ مطیع بھی فرما دیا ہے تو وہاں عموم پایا گیا ہے اس کا حکم اور ہے اور تخصیص سرور کائنات کا حکم اور ہے اور یہ بنیادی خرابی ہے کہ آپ منصب رسالت کو عام مخلوق کی سطح پر رکھ کر سوچتے ہیں اور یہی بات اختلافات کی بنیاد ہے

حاشیہ . حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کی طرف جو ملفوظ منسوب ہے . اس میں کون سے لوگ داخل ہیں . اس کی وضاحت علامہ علی قاری رحمۃ الباری تعالیٰ کی زبانی سماعت فرمائیے اور علماء دیوبند کے اس عبارت سے استدلال و تمسک کی لغویت اور ان کی مغالطہ آفرینی کا ملاحظہ کیجیے .

marfat.com

نبی پاک کا مقام الگ ہے اور نبی
الانبیاء کا مقام الگ ہے اس نبی الانبیاء کے مقام کو عوام کی سطح پر رکھ کر سوچنا یہ غلطی
کا موجب ہے۔ آپ حضرت خواجہ نظام الدین صاحب کا حوالہ کیوں دیتے ہو آپ نے یہ
حدیث نہیں پڑھی خود سرکار ارشاد فرماتے ہیں اَلدُّنیا مَلعُونَۃٌ وَمَلعُونٌ مَا
فِیھَا اِلاَّ ذِکرُاللّٰہِ وَما وَالاہُ وَعَالِمٌ اَو مُتَعَلِّمٌ یہ حدیث مشکوٰۃ شریف کے
اندر موجود ہے اگر حوالہ مطلوب ہو تو ہم پیش کر سکتے ہیں اَلدُّنیا مَلعُونَۃٌ وَمَلعُونٌ مَا فِیھَا
دنیا ملعون ہے جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے مگر علماء کو متعلمین کو ان سے دوستی رکھنے
والوں کو مستثنیٰ قرار دے دیا گیا ہے۔ تو عموم کے حکم کی اور بات ہے۔ اور ان کو خاص کر لینا
یہ اور بات ہے۔ ہر معاملہ میں مستثنیات ہوتی ہیں لہٰذا انبیاء کرام اس معاملہ میں مستثنیٰ ہیں
کہ جس لفظ سے بے ادبی کا وہم پیدا ہو اس کا استعمال بھی ممنوع حرام ہے اور جیسا سے ذیل
کہنے میں واضح طور پر بے ادبی اور گستاخی لازم آرہی ہے۔ ہاں لیجئے تقویۃ الایمان اردو کے
متعلق مزید تحقیق تدقیق کے لیے رشید احمد صاحب کا فتویٰ بھی آپ کے سامنے پیش کر دوں
اور اسی ارد تقویۃ الایمان کی اہمیت بھی آپ کے سامنے واضح کر دوں اسمٰعیل دہلوی
امام ہے۔ علماء دیوبند کا اور مولانا رشید احمد صاحب امام ہیں۔ علماء دیوبند کے تقویۃ الایمان
کے متعلق پوچھا گیا کھ اس کا حال دریافت کرنا چاہتا ہوں کیسی کتاب ہے۔ اس کو اچھا سمجھنا
اس کو حفظ کرنا اس پر عمل کرنا کیا ہے۔ اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں "کتاب
تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب ہے موجب قوت اور اصلاح ایمان کے ہے
اور قرآن و حدیث کا مطلب پورا اس میں ہے اس کا مؤلف ایک مقبول بندہ تھا یہ ہے
اوپر والا فتویٰ اس کے نیچے ایک اور فتویٰ ہے وہ بھی ذرا ملاحظہ فرماتے جائیے گا۔ مولوی
اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم متقی اور بدعت کے اکھاڑنے اور سنت کو جاری کرنے
والے اور قرآن و حدیث پر پورا عمل کرنے والے اور خلق اللہ کو ہدایت کرنے والے تھے۔

marfat.com

اور تمام عمر اسی حالت میں رہے اور بالآخر سلسلہ جہاد میں کفار کے ہاتھوں شہید ہوئے پس جن کا ظاہر حال ایسا ہو وہ ولی اللہ اور شہید ہے حق تعالےٰ فرماتے ہیں اِنْ اَوْلِیَاءُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ۔ اور کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے استدلال بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے" یہ ہے آپ کی کتاب تقویۃ الایمان عہ اس کے ساتھ ساتھ میں یہی فتویٰ لے کر کھڑا ہوا ہوں اور اس سے بتلاتے دیتا ہوں کہ ان حضرات نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے مخصوص صفات پر کیسے ہاتھ صاف کیا ہے رحمۃ للعالمین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کا وہ امتیازی وصف ہے جو کسی اور پیغمبر کو بھی نصیب نہیں ہوا ہے اور قرآن کریم نے صرف آپ کی ہی یہ امتیازی شان بیان کی ہے وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ ۔ لیکن مولانا اس کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ رحمۃ اللعالمین نبی پاک کی صفت خاصہ نہیں ہے ۔ یہ عبارت صـ ۹۴ پر موجود ہے سوال کیا جاتا ہے رحمۃ اللعالمین نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کی صفت خاصہ ہے یا ہر شخص کو رحمۃ اللعالمین کہہ سکتے ہیں ۔

جواب :۔ لفظ رحمۃ اللعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سب سے اعلیٰ ہیں لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو تاویل بول دیوے تو جائز ہے ۔: فتاویٰ رشیدیہ صـ ۹۴ ۔

عہ ۔ جب عربی کا نسخہ عام دستیاب ہی نہیں تھا تو اس کے متعلق پوچھنے کی ضرورت ہی کہاں تھی جو ملتی تھی مائل اسی کے متعلق دریافت کر رہا ہے اور مولانا رشید احمد صاحب اسکی توثیق فرما رہے ہیں اور مولانا رشید احمد کے مقابل حسین احمد صاحب کی کیا حیثیت ہے اور بالغرض انہوں نے کہا ہے کہ یہ کتاب مولانا اسمٰعیل صاحب کی نہیں ہے تو اس سے صرف یہی ثابت ہو گا کہ علماء دیوبند بھانت بھانت کی بولیاں بولتے ہیں جو کسی کا جی چاہتا تھا کہہ دیتا تھا اور اکابر کی بات اصاغر کے نزدیک نعوذ باطل تھی اور ناقابل قبول ۔

marfat.com

دیوبندی مناظر مولوی حق نواز صاحب

(نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم)

حضرات گرامی! لفظ ذلیل پر بحث کرتے ہوئے میں نے بریلوی مکتب فکر کے ایک ذمہ دار عالم مولانا ابوالحسنات صاحب قادری کا ایک حوالہ پیش کیا تھا۔ کہ "اوراق غم" صفحہ ۱۰۲ پر وہ فرماتے ہیں۔ کہ "وہ آدم جو سلطان مملکت رہے تھے وہ آدم جو مزین بتاج عزت تھے۔ آج شکار تیر مذلت ہیں۔ یہاں آدم علیہ السلام کا نام لیکر ان کو شکار تیر مذلت کہا گیا۔

میرے فاضل مخاطب نے اس عبارت کو چھوا تک نہیں ہے۔ اور یہاں انہوں نے اس ذلیل ہونے کا کوئی معنی بیان نہیں کیا[عہ]۔ اگر یہ واقعی ذلیل کا ایک ہی مطلب لیتا ہے اور اس کا کوئی اور مطلب نہیں تو یہاں تیر مذلت میں آدم علیہ السلام کا نام لیکر ان کو ذلیل کہا گیا ہے جبکہ شاہ اسماعیل شہید نے ہر چھوٹے بڑے پر مخلوق کا لفظ استعمال کیا ہے۔

اسی "تقویۃ الایمان" سے آپ بتائیں کہ انہوں نے کسی جگہ کہا ہو۔ نبی ذلیل ولی ذلیل ہے۔ فلاں پیغمبر ذلیل ہے۔ نام لے کر انہوں نے بھی کوئی نہیں کہا۔ جیسے

حاشیہ عہ بحث چل رہی تھی مولوی اسماعیل دہلوی کی اس عبارت میں کہ سب مخلوق چھوٹی ہو یا بڑی وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے ذلیل ہے۔ اور "اوراق غم" والی عبارت کو اس سے کیا نسبت یہاں کسی کو چمار سے ذلیل کہا جا رہا ہے۔ یعنی یہاں شان اور مرتبہ کے لحاظ سے چمار سے ذلیل کہا گیا ہے۔ نعوذ باللہ، اور "اوراق غم" میں لغزش کی وجہ سے جنت سے اتارا جانا اور جنتی لباس کا چھن جانا اور دار تکلیف میں بھیجا جانا مراد ہے۔ یعنی مکان کے لحاظ سے بلندی سے پستی کی طرف آنا۔ پھر شکار تیر مذلت سے ذلیل ہونا لازم آتا ہی نہیں۔ مثلاً کسی کو کہیں کہ وہ شکار تیر جفا ہے تو اس

marfat.com

"فوائد الفوائد" میں کہا گیا "کہ ساری مخلوق اللہ کے مقابلہ میں اونٹ کی مینگنی ہے"
ساری مخلوق میں چھوٹے بھی ہیں بڑے بھی ہیں۔ تمام مخلوق کو جب اونٹ کی مینگنی
کے برابر سمجھا گیا اور وہ توہین نہیں تو یہ کیسے ہو گیا۔ یہاں بھی کمزوری بیان کرنا مقصود
ہے۔ یہ حوالہ بالکل صاف ہے کہ آدم علیہ السلام کا نام لیکر ذلیل کہا گیا ہے۔ لیکن
اس کو چھوا تک نہیں گیا۔ شکار تیر مذلت کا معنی آپ بتا دیں کہ وہ بڑے عروج پر
پہنچ گئے تھے یا اس کا کوئی اور معنی تھا

دوسری بات میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ شاہ اسماعیل شہید نے
کتاب "تقویۃ الایمان" لکھی۔ مولانا گنگوہی نے اس کی تائید کی۔ دوسروں نے بھی
اس کی تائید کی ہوگی۔ لیکن اس "تقویۃ الایمان" کا جس کو انہوں نے خود لکھا تھا
ترجمہ انہوں نے نہیں کیا۔ بلکہ یہ "تفسیر الاقوام" میرے ہاتھ میں ہے۔ اس کے صفحہ ۲
پر موجود ہے کہ سلطان احمد کہتے ہیں۔ کہ یہ "تقویۃ الایمان شاہ صاحب نے لکھی
اور میں نے اس کا ترجمہ کیا۔

میں جج صاحبان سے گذارش کروں گا کہ جب ہماری طرف سے پیش
گئے ترجمے قابل اعتبار نہیں تو آپ کھڑے ہو ہو کر مجھے ٹوکتے ہیں۔ آپ انہیں
بھی فرمائیں کہ جس نے ترجمہ کیا ہے۔ یہ سلطان احمد ہمارے نزدیک کوئی معتبر آدمی
نہیں ہے۔ اس نے شاہ صاحب کی زبان میں صحیح ترجمہ نہیں کیا۔ اسی لئے اس
کتاب کا حوالہ ناقابل قبول ہے۔ اور اس کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ یہ سلطان احمد
کون ہے کون نہیں ہے۔

حاشیہ بقیہ: کا مطلب کیا ہوگا کہ وہ جفا کار ہے۔ العیاذ باللہ، یہاں صرف اور ملائکہ
اور جنوں کی نگاہوں میں سابقہ عظمت کا برقرار نہ رہنا مراد ہے۔ اور وہ خود نادم
بھی رہے۔ توبہ بھی کرتے رہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بعد ازاں ان کی توبہ قبول فرمائی
اور مسند خلافت پر متمکن فرمایا۔ مولانا اسماعیل صاحب کسی لغزش کے معاملہ میں

marfat.com

دوسری گذارش میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ "رحمۃ للعلمین" کی بات چلا دی۔ اور یہ کہتے ہیں کہ جناب مولانا رشید احمد صاحب نے حضور علیہ السلام کی "رحمۃ اللعالمین" ہونے کی خصوصیت کا انکار کیا ہے۔ شاہ صاحب نے باوجود اس کے کہ انہوں نے خود کتاب کا ترجمہ نہیں کیا۔ بلکہ کسی اور آدمی نے کیا ہے لیکن اس کے باوجود میں نے یہ کہا کہ ان کی عبارات کے ذلیل کے لفظ کا ترجمہ جو میرے فاضل مخاطب نے بیان کیا ہے یہ قطعاً نہیں ہو سکتا۔

کیونکہ اسی "تقویۃ الایمان" میں وہ تسلیم کر رہے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام بڑے ہیں اور جب انہوں نے بڑا تسلیم کر لیا تو وہ ذلیل کا وہ معنی قطعاً نہیں لے رہے جو معنی آج بیان کیا جا رہا ہے[1]۔ اور یہ ان سے زیادتی ہے۔ اور میں نے جو پیش کیا تھا کہ "مولانا احمد رضا خاں صاحب" نے اس عبارت میں توہین اور تذلیل کے باوجود کفر کا فتوای کیوں نہ دیا۔ اس کا جواب قطعاً میرے فاضل مخاطب نے نہیں دیا۔ پھر میں نے ابوالحسنات صاحب کا ذلت والا حوالہ پیش کیا تھا۔ اس کا جواب

حاشیہ:۔ بقیہ نہیں اور تاج خلافت و نیابت ملنے سے پہلے کی بات نہیں کر رہے ہیں بلکہ ان کے مراتب ولایت و نبوت کو نشانہ بنا رہے ہیں۔ اور (نعوذ باللہ) اللہ کی شان کے آگے چمار سے ذلیل کہہ رہے ہیں۔ لہذا اس عبارت کا یہاں پیش کرنا ہی قطعاً بے محل تھا۔ اور اس کا جواب طلب کرنا بھی بے سود۔ نیز۔ حق نواز صاحب نے الزامی طور پر دیے گئے جوابات پر کان ہی نہیں دھرا تھا۔ اور یہی رٹ لگاتے رہے کہ یہ کمہار اور لوٹے والی تمثیل۔ نیز۔ شیر کے بچے اور بھیڑ بکریوں والی تمثیل تم اپنے اعتراضات کے وقت پیش کرنا اب پیش نہیں کر سکتے۔ تو وہ خود کس منہ سے یہ مطالبہ کر سکتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے مولوی صاحب کا اپنے اسلاف کی مانند دوسروں کے لئے عدل و انصاف کا پیمانہ اور ہے اور اپنے لئے اور۔ خدارا انصاف و دیانت سے کام لو۔ علے مگر اتنے بڑے کہ بس مولوی اسماعیل اور دیگر علمائے

نہیں آیا۔ لَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ اس کا جواب بھی نہیں دیا۔ بلکہ ایک نیا حوالہ پیش کر دیا گیا۔ کہ مولانا رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں۔ کہ

"رحمۃ اللعلمین نبی پاک کا خاصہ نہیں ہے"

مولانا رشید احمد گنگوہی نے یہ تو واضح کیا ہے کہ کسی تاویل سے اگر کسی اور کو بھی یہ کہا جائے تو یہ جائز ہے۔ جیسے، مثلاً، دوسرے اولیائ دوسرے انبیاء وہ بھی اللہ کی ایک رحمت ہیں۔ لیکن ان کی رحمت اتنی وسیع نہیں ہے جتنی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم، کی۔

مولانا رشید احمد گنگوہی تو خود وضاحت کر رہے ہیں کہ آپ کی رحمت باقیوں کی تھوڑی ہے۔ یعنی رحمت کے اعتبار سے آپ کو خاص کر لینا کہ آپ ہی رحمت ہیں۔ باقی کوئی کسے درجہ میں رحمت نہیں بن سکتا۔ تو وہ تو اس خاصہ کو توڑ رہے ہیں کہ آپ کے علاوہ دوسرے رحمت تو بن سکتے ہیں۔ لیکن ان کی رحمت وسیع نہیں۔ وسیع رحمت آپ کی ہے۔ اور یہ بہر حال آپ کا خاصہ ہے۔ وہ تو مطلق رحمت کو توڑ رہے ہیں۔ اور ان کے الفاظ یہ ہیں

الجواب

لفظ رحمۃ اللعلمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے۔ بلکہ دیگر علماء و انبیاء، علمائے ربانیین موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں۔ لہذا اگر دوسرے پر لفظ رحمت

حاشیہ: بقیہ دیوبند کے بڑے بھائی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں ذرۃ ناچیز سے کم تر اور چمار سے زلیل۔ العیاذ باللہ شرم بادت از خدا و از رسول ہماری پیش کردہ تین عبارات میں سے صرف ایک عبارت میں ان مقدس ہستیوں کو بڑے ضرور تسلیم کیا گیا ہے۔

(منتھی)

کو بتاویل بول دے تو جائز ہے۔ یعنی کوئی ایسی تاویل کہ جس سے آپ کی وسعت رحمت میں خلل نہ پڑے یعنی یہ کہے کہ باقی انبیاء بھی اللہ کی رحمت ہیں۔

یعنی وہ اس شبہ کو دور کرتے ہیں کہ کوئی اس آیت کا معنی یہ نہ سمجھے کہ بس آپ ہی رحمت ہیں۔ باقی کوئی اور رحمت ہی نہیں آیا۔ لیکن آپ کے مسلمہ بزرگ خواجہ نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ، کتاب "فوائد الفواد" صفحہ ۴۲

(مختصر سی مداخلت) (چند منٹ جھگڑا رہا)

مولانا رشید احمد گنگوہی نے تو یہ کہا تھا کہ آپؐ میں "رحمۃ اللعلمین" والی صفت بڑی وسعت کے ساتھ ہے۔ لیکن خواجہ صاحب کے ملفوظات صفحہ ۴۲ پر موجود ہے

" یہ غیبی جواہر اور شک وشبہ سے بالا پھول خواجہ راست باز متقلب بہ وما ارسلنک الا رحمۃ اللعلمین، ہیں " یہ خواجہ صاحب کے لیے لفظ بولا گیا ہے۔ وما ارسلنک الا رحمۃ اللعلمین :

جناب والا! کیا اس کو بغیر تاویل استعمال کیا گیا ہے۔ یا اس کی تاویل کی جا رہی ہے۔ یہی دلائل تھے جن کی وجہ سے مولانا رشید احمد صاحب نے فرمایا کہ رحمت کا لفظ دوسرے پر بولا جا سکتا ہے۔ اس وجہ سے جیسے جہاں خواجہ صاحب کو وما ارسلنک الا رحمۃ اللعلمین، کہا گیا ہے۔ اور اسی طرح مولانا احمد رضا خاں صاحب فرماتے ہیں، "کہ بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتا :

میں پوچھتا ہوں کہ جس کے بغیر زمین و آسمان قائم نہ رہیں کیا وہ اللہ کی رحمت نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے زمین و آسمان قائم ہیں۔ جب رحمت ہیں تو یہی مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کہتے ہیں کہ باقی لوگ بھی رحمت ہیں۔

marfat.com

مگر آپ کی ذات میں رحمت بڑی وسعت کے ساتھ ہے۔ آپ کے وسیع "رحمۃ اللعلمین" ہونے کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ کہتے ہیں کہ آیا اس سے کوئی یہ شبہ نہ کرے۔ کہ آپ ہی رحمت ہیں۔ باقی کوئی کسی درجہ میں رحمت بن ہی نہیں سکتا۔

فرماتے ہیں یہ سمجھنا رحمت اور بھی بن سکتے ہیں۔ یاں، آپ کی رحمت بڑی وسیع ہے۔ اور اس "فتاویٰ رشیدیہ" میں موجود ہے۔ اس میں کیا توہین ہو گئی۔ جبکہ یہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کے ملفوظات بھی ملتے ہیں۔ کہ "غوث" کے بغیر زمین و آسمان قائم نہیں رہتا۔ جس کی وجہ سے زمین و آسمان قائم ہیں وہ اللہ کی رحمت ہے۔ اور اسی وجہ سے انہوں نے اس شک کو زائل کیا۔

اس کے ساتھ ساتھ میرے واجب الاحترام سامعین! آپ دیکھئے یہ "دیوانِ محمدی" میرے ہاتھ میں ہے۔ اس کا شعر پڑھیئے۔ کہ ایک تو رحمۃ اللعلمین کی وسعت کو انہوں نے تسلیم بھی کیا۔ اور اچھی بھی کہا۔ اور دوسری طرف یہ ہے۔

"برائے تشنگیاں از مدینہ بر سر ملتان بشکل صدر الدین وخود رحمۃ اللعلمین آمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم"

حضرت محبوب الٰہیؒ کیطرف منسوب ملفوظ کی حقیقت

حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کی طرف جو ملفوظ منسوب ہے اس میں کون سے لوگ داخل ہیں اس کی وضاحت علاّمہ قاری رحمہ الباری تعالیٰ کی زبانی سماعت فرمایئے! اور علمائے دیوبند کی اس عبارت سے استدلال وتمسک کی لغویت اور ان کی مغالطہ آفرینی کا ملاحظہ کیجئے۔

marfat.com

حضرت خواجہ نظام الدین کا ارشاد

کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک ساری خلقت اس کے سامنے اس طرح ظاہر نہ ہو گویا وہ اونٹ کی مینگنی ہے۔

اولاً تو یہ امر ملحوظ خاطر رہے۔ کہ یہ الفاظ حضرت خواجہ کے اپنے نہیں ہیں بلکہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کا حرف بحرف ترجمہ ہیں۔ —— کما ورد۔

لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ الْخَلْقُ عِنْدَہٗ کَالْاَبَاعِرِ

(مرقاۃ جلد ۱۰ صفحہ ۶۴)

ثانیاً اس کے معنی محدثین کرام اور آئمہ اعلام کے نزدیک کیا ہیں۔ وہ ملاحظہ فرمائیں۔

یعنی حب الریاسۃ والجاہ فی قلوب الناس ھو من امر غوائل النفس ومواطن مکائدھا یبتلی بہا العلماء والعباد والمشمرون عن ساق الجد لسلوک طریق الاخرۃ من الزھاد فانھم مھما قھروا انفسھم وفطموھا عن الشبہات و حملوھا علی بالقھر علی اصناف العبادات عجزت نفوسھم عن المعاصی الظاھرۃ الواقعۃ عن الجوارح فطلبت الاستراحۃ الی التظاھر بالخیر واظہار العلم والعمل فوجدت مخلصا من مشقۃ المجاھدۃ الی لذۃ القبول عند الخلائق ولم تقنع باطلاع الخالق وفرحت بحمد الناس ولم تقنع بحمد اللہ وحدہ فاحب مدحھم وتبرکھم بمشاھدتہ وخدمتہ واکرامہ وتقدیمہ فی المحافل فاصابت

النفس فی ذالك اعظم اللذات والذ الشهوات وهو یظن ان حیاته باالله وعباداته وانما حیاته بهذاه الشهوات الخفیة التی تعمی عن درکها الا العقول الناقدة قد ثبت اسمه عندالله من المنافقین وهو یظن انه عندالله من عباده المقربین)

مرقاة، جلد ۲ صفہ ۶۸ و ۶۹

ترجمہ! یعنی ریاست وحکومت اور لوگوں کے دلوں میں قدر ومنزلت کی تمنّا نفس کی ہلاکت خیزیوں اور اس کی شکار گاہوں میں سے ہے جس کے ساتھ علماء، عابدین اور راہِ آخرت پر گامزن ہونے کے لیئے کوششوں میں مبتلا ہیں۔ کیونکہ جب انھوں نے اپنے نفوس پر جبر و قہر کے ذریعے شہوات وخواہشاتِ نفسانی سے الگ کر دیا۔ اور شتبہ کرلیا۔ اسے دور رکھا بلکہ انہیں انواع واقسام کی عبادات پر آمادہ کرلیا۔ تو وہ نفوس جوارح کے ساتھ واقع ہونے والے ظاہری گناہوں سے عاجز آکر لوگوں کے سامنے اپنی خوبی اور فضیلت علمی وعملی کے اظہار میں راحت محسوس کرنے لگے۔ اور مخلوق کے نزدیک محبوبیت ومقبولیّت ان کو مجاہدات وریاضات کی مشقتیں گوارہ کرنے میں کار آمد ثابت ہونے لگی اور صرف اللہ تعالیٰ کا ان اعمال وافعال پر مطلع ہونا انہوں نے کافی نہ سمجھا لوگوں کی مدح وثنا پر خوشی محسوس ہونے لگی۔ اور فقط اللہ کا محمود وممدوح ہونا انہیں مطمئن نہ کر سکا۔

بلکہ ان کی فرحت وشادمانی کا صرف اور صرف یہ سامان رہ گیا کہ لوگ اُن کی مدح سرائی کریں۔ ان کے دیدار ومشاہدہ سے برکات حاصل کریں۔ اور ان کا اعزاز واکرام کریں۔ ان کو محافل ومجالس میں منصبِ صدارت پر فائز کریں الغرض! ان کے نفوس کو انہی امور میں عظیم ترین لذات اور لذیذ ترین

marfat.com

خواہشات کے ساتھ بہرہ وری حاصل ہوئی۔ ان کا گمان تو یہ ہے کہ ان کی حیات اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی عبادات سے ہے۔ اور حالانکہ اس کا سامان زیست فقط یہ محض خواہشات اور لذات نفسانی ہیں۔ جن کو دیکھنے کی صلاحیت صرف عقول فاقدہ اور ارباب قوت قدسیہ میں ہے۔ دوسرے ان سے اندھے ہیں۔ ایسے لوگوں کا نام عند اللہ منافقین میں ہے۔ حالانکہ وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں میں سے ہیں۔"

تو ثابت ہوا کہ اس حدیث پاک اور حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رضہ کے ارشاد گرامی کا مطلب یہ ہے کہ بندوں کا ایمان کامل اسی وقت ہو گا اور طوق نفاق ان کے گلے سے اسی وقت اترے گا جب وہ لوگوں کے نزدیک بڑا بننے کی فکر ترک کریں گے۔ اور ان کی مدح و ثنا ، اور اعزاز و اکرام کو خاطر میں نہیں لائیں گے۔ جو ان کی مدح سرائی میں کوشاں ہیں۔ نہ یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقبولان بارگاہ کو (العیاذ باللہ) مینگنی کی طرح خسیس و رزیل سمجھیں ——— اور بقول مولوی اسماعیل ان کو چمار سے ذلیل سمجھیں۔ اور یوں کہیں کہ اولیاء، انبیاء، امام زادے، پیر زادے اور شہید یعنی اللہ تعالیٰ کے جتنے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور عاجز بندے اور ہمارے بھائی۔

مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑائی دی ہے۔ لہٰذا، وہ بڑے بھائی ہوئے اور ہم ان کے چھوٹے بھائی یا یوں کہیں کہ سب انبیاء، و اولیاء اس کے روبرو ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔

مولوی حق نواز سے کوئی پوچھے بڑی اور چھوٹی مخلوق کی تعمیم، انبیاء، اولیاء، امام زادے، پیر زادے اور شہید کی تعمیم و تصریح سب انبیاء و اولیاء ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں کا عموم بھی اسی طرح کا عموم ہے یا اس میں استثناء و اختصاص "کا دروازہ کلیۃً بند کر دیا گیا ہے۔

لہٰذا اس قسم کے حوالے علمائے دیوبند کو توہین انبیا، اور تحقیر خواص بارگاہ سے بری الذمہ نہیں کر سکتے۔

(علاوہ ازیں) ہم نصوص قطعیہ سے ثابت کر چکے ہیں کہ ان کے قدموں سے مس ہو جانے والے پتھر اللہ تعالیٰ کے شعائر ہیں۔ اور ان پتھروں کی تعظیم و تکریم متقی ہونے کی علامت بلکہ دلیل ہے۔

(اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ) القرآن پارہ ۲

اور فرمایا:-

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ) القرآن پارہ ۱۷

کہاں ان پتھروں کی تعظیم دلیل تقویٰ ہونا۔ اور کہاں خود ان مقدس ہستیوں کے متعلق یہ یہ رذیل و خسیس کلمات استعمال کر کے ان کی توہین کرنا۔

یہ ہے دین کی تقویت اس کے گھر یہ ہے مستقیم صراط شرر

جو شقی کے دل میں ہے گاؤ خر تو زباں پہ چوڑھا چمار ہے

تتمہ مبحث ۲

(۱) فتاویٰ رشیدیہ، کی پیش کردہ عبارت "یعنی رحمۃ اللعالمین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت خاصہ نہیں۔ ــــــ کا جواب صرف چند ملفوظ سنا کر دینے کی سعی لاحاصل کی گئی۔ حالانکہ ہم نے اعتراض یہ کیا تھا کہ مولوی رشید احمد صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت خاصہ کا انکار کر کے سخت بے ادبی کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ خطا نہیں کہا تھا کہ سرے سے فنا فی الرسول ہونے کی وجہ سے مجازاً اولیائے کرام پر اس کا اطلاق بھی کفر ہے۔ یا بے ادبی و گستاخی۔ لہٰذا:- یہ ساری جوابی تقریر اصل سوال سے کوئی تعلق نہیں

marfat.com

رکھتی۔ کیا ان حضرات میں سے کسی نے اس کے صفت خاصہ ہونے کا انکار کیا ہے۔

(۲) اگر دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام کے موجب رحمت ہونے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، سے رحمۃ اللعلمین کی خصوصیت ختم ہوگئی۔ تو کیا ماں باپ کے اولاد کے لئے مربی ہونیکی وجہ سے، استاد کے تلامذہ کے لئے مربی ہونے، بادشاہ کے رعایا کے لئے مربی ہونے کی بنا پر اللہ تعالے سے رب اللعلمین، کی صفت خاصہ کی نفی کر دی جائیگی۔ (العیاذ باللہ)

بلکہ ہر ایک جانتا ہے رب اور مربی ہونا اور ہے۔ رب العلمین ہونا اور ـــــ اسی طرح رحمت ہونا اور چیز ہے۔ اور ـــــ، رحمۃ اللعلمین ہونا اور چیز۔

(۳) نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم رؤف و رحیم ہیں۔ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ) تو کیا اللہ تعالیٰ سے رؤف رحیم کے صفت خاصہ ہونے کی نفی کر دی جائیگی۔

بلکہ اپنی شان رأفت و رحمت میں اللہ تعالیٰ یکتا و یگانہ ہے۔ اگرچہ اپنی استعداد کے مطابق حبیب کریم علیہ السلام، اس کی رأفت و رحمت کے مظہر اتم ہیں۔ ـــــ

چودھویں کا چاند اپنی استعداد و صلاحیت کے مطابق "انوار شمسیہ" کا مظہر اتم سہی۔ مگر اس سے سورج کے "سراج منیر" ہونیکی خصوصیت کا انکار کیسے کیا جا سکتا ہے۔ اہل اللہ، کے نزدیک فنا فی الرسول ؐ اور فنا فی اللہ کا مقام مسلم ہے۔

حاشیہ :- ؏ متصف بصفات اللہ ہونا۔ متخلق باخلاق ہونا۔ اخلاق محمدیہ کا کامل نمونہ ہونا مسلم۔ مگر کسی نے بھی نہ اللہ تعالیٰ کے صفات کی خصوصیت با الباری کا انکار کیا اور نہ ہی رسالتمآب علیہ السلام کی صفات کمال کی تخصیص کا ورنہ رسالت اور خاتم النبیین

(مسلسل)

marfat.com

الغرض، شانِ رحمۃ للعلمین میں دیگر انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام علیہم الرضوان، نبی الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کے کلیم و شریک نہیں اگرچہ ان کے فیض سے کلیۃً محروم بھی نہیں ہیں۔

امام بوصیریؒ فرماتے ہیں:۔

وکل ای اتی الرسل الکرام بھا ۔ فانما اتصلت من نورہ بھم

وکلھم من رسول اللہ ملتمس ۔ غرفا من البحر او رشفا من الدیم

فانک شمس فضل ھم کواکبھا ۔ یظھرن انوارھا للناس فی الظلم

(۱) جتنی آیات بینات رسول لے کر آئے وہ صرف آپ کے ہی نور اقدس کی بدولت ان کو موصول ہوئیں:۔

(۲) ان میں سے ہر نبی و رسول، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، کے بحر جود و کرم سے ایک چلّو اور ابر جود و نوال سے چھینٹوں کا طلب گار رہے۔

(۳) اے حبیبِ کریم تم فضل و کرم کے اندر مثل آفتاب ہو اور وہ مقدس ہستیاں ستاروں کی مانند جو لوگوں کو ظلمتوں میں روشنی مہیا کرتے ہیں اور ان تاریکیوں کو نور سے تبدیل کر دیتے ہیں۔

علمائے دیوبند کی مناظرہ سے فرار کی ناکام کوشش

نوٹ:۔ جب مولوی حق نواز صاحب بشکل صدر الدین والی عبارت پڑھ رہے تھے تو بریلوی مناظر علامہ سیالوی صاحب نے اپنے صدر مناظرہ مولانا عبدالرشید صاحب سے کہا کہ ذرا اس

حاشیہ عہ بقیہ) کے صفات بھی ان اولیائے کاملین میں تسلیم کرتے لازم آجائیں گے اور محبوب کریم علیہ السلام کیساتھ انکی خصوصیت کی نفی کرنی لازم آجائے گی۔ العیاذ باللہ (مفتحلی)

marfat.com

عبارت کو بھی نوٹ کر لیں۔ حضرت علامہ ان کے قریب دائیں جانب بیٹھے تھے۔ اور اِس رخ پر خاں منظور خاں صاحب بیٹھے تھے۔ انہوں نے آواز سن لیا۔ اور سمجھے کہ مجھ سے خطاب کیا گیا ہے۔ اور یہ مداخلت ہو گئی ہے۔

حالانکہ علامہ سیالوی صاحب نہ اٹھے۔ اور نہ مولوی حق نواز صاحب سے مخاطب ہوئے۔ اور نہ ہی اس کی تقریر میں رکاوٹ ڈالی۔ جس پر خانصاحب سے کہا گیا ——— جناب والا! یہ مداخلت نہیں ہے۔ مداخلت کا مطلب و مفہوم یہ ہے کہ دوسرے مناظر کی تقریر رکاوٹ ڈالی جائے۔ اس کو مخاطب ٹھہرایا جائے۔ یہاں مناظر اپنے صدر مناظرہ کو ضروری پوائنٹس لکھوا رہا ہے۔ اس کو مداخلت قرار دینا قطعاً غلط ہے۔

چنانچہ! دوسرے منصفین نے بھی کہا کہ ہم نے تو مولانا سیالوی صاحب کی بات سنی ہی نہیں۔ اس کو مداخلت نہیں کہا جا سکتا۔ جس پر تینوں منصفین نے نے متفقہ طور پر فیصلہ دے دیا کہ واقعی مداخلت نہیں ہوئی۔ اس وقت دیوبندی صدر مناظرہ جناب مولوی منظور احمد صاحب چنیوٹی بھی اس سے اتفاق کر گئے۔ مگر اس دوران دو گھنٹے کا وقفہ شروع ہو گیا۔ جس کے ختم ہونے پر فریقین پھر مقام مناظرہ میں اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے۔ مولوی منظور احمد صاحب چنیوٹی نے پھر وہ سوال کھڑا کر دیا کہ بریلوی مناظر کی طرف سے مداخلت ہوئی ہے۔

لہذا! ان کی شکست کا اعلان کیا جائے۔ جیسے کہ شرائط مناظرہ کی ایک شق میں یہ تصریح موجود ہے۔

منصفین نے کہا ہم نے متفقہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ مداخلت نہیں ہوئی۔ لہذا۔ اس ضد اور اصرار کی گنجائش نہیں ہے۔ اور محض وقت ضائع کرنے والی بات نہ کریں۔ مگر مولوی منظور احمد صاحب نے اس پر ہی جان چھڑانے کا فیصلہ کر رکھا تھا۔ اور آگے بحث جاری رکھنا ان کو وبال جان نظر آ رہا تھا۔

marfat.com

لہٰذا اسی قیل وقال میں کافی وقت نکل گیا۔

خان منظور خاں صاحب نے کہا کہ ہمارا یہ متفقہ فیصلہ اگر آپ تسلیم نہیں کرتے تو اختتام مناظرہ پر جو فیصلہ ہم دیں گے اس کے متعلق ہمیں کیا اطمینان ہو سکتا ہے کہ وہ تسلیم کر لیا جائے گا۔؟ لہٰذا آپ اس لفظی بحث کو چھوڑیں اور ہم سے مداخلت کی تعریف اور مفہوم بار بار نہ پوچھیں۔ ہم مداخلت کا مفہوم یہی سمجھتے ہیں کہ دوسرے کی تقریر میں رکاوٹ پیدا کی جائے۔ اور اس کو مخاطب بنایا جائے لہٰذا ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہاں مداخلت نہیں ہوئی۔

ھاں صرف اتنی بات ہے کہ انہیں اپنے صدر مناظرہ سے بالکل آہستہ کہہ دینا چاہیئے تھا۔ اور ان کا آواز بلند ہونے سے مجھے غلط فہمی ہوگی۔ لہٰذا آپ اس لفظی بحث کو ختم کریں

مگر مولوی منظور احمد صاحب چنیوٹی نے کہا ـــــــ یہ ساری بات ہی لفظی ہے۔ ورنہ! ہم بھی مانتے ہیں کہ گستاخیٔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کفر ہے۔ اس پر پروفیسر تقی الدین انجم صاحب "صدر منصف" سخت برہم ہوئے۔ اور اٹھ کر کافی دیر ان کو متنبہ کیا۔ کہ جب مانتے ہو کہ گستاخیٔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کفر ہے۔ تو اس پر اڑے ہوئے کیوں ہو۔ اور محض لفظوں میں الجھاؤ پیدا کر کے لوگوں کے دماغ خراب کر رہے ہو۔

کیا مدارس قائم کرنے اور طلبا ر کو پڑھانے کا تمہارے سامنے یہی مقصد ہے۔ اور ان کے ذہنوں میں صرف یہی چیزیں ڈالتے ہو۔ اس وقت عالم اسلام تم سے کیا تقاضہ کرتا ہے۔ ملک پاکستان کس امر کا متقاضی ہے۔ اور غیر تمہارے متعلق کیا سوچتے ہیں۔ مگر تم صرف لفظی بحثوں پر پڑے ہوئے ہو۔

ھم اس ثالثی سے معذور رہیں۔ اور ہمیں آپ لوگوں پر اعتماد نہیں ہے اس معمولی بات میں اگر ہمارا متفقہ فیصلہ تمہارے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتا اور تم اسے تسلیم نہیں کرتے۔ تو ہمیں کیا اعتماد ہے کہ تم ہمارا اوّلاً فیصلہ تسلیم

marfat.com

کر لوگے۔

جب انجم صاحب نے پریشان اور رنج والم کا اظہار کر دیا اور فیصل و ثالث بننے سے معذوری کا اعلان کر دیا۔ تو حضرت مولانا عبدالرشید صاحب رضوی اور جناب طاہر القادری نے ان کی منت سماجت کی کہ آپ ان باتوں پر کبیدہ خاطر نہ ہوں۔

ہمیں آپ کا یہ فیصلہ بھی منظور ہے اور بعد میں بھی جو فیصلہ کریں گے وُہ بھی منظور ہو گا۔ اور مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی سے بھی کہا کہ منصفین کو کبیدہ خاطر نہ کرو۔ اور ان کو اطمینان دلاؤ۔ چنانچہ چنیوٹی صاحب نے حق نواز صاحب سے مشورہ کیا کہ مناظرہ جاری رکھیں یا اُٹھ رہیں اور راہِ فرار اختیار کریں۔ (بالآخر) بادل نخواستہ مناظرہ جاری رکھنا منظور کر لیا۔ اور منصفین حضرات کو ہر فیصلہ تسلیم کرنے کا اطمینان دلایا۔

لیکن افسوس! کہ اس عہد و پیمان کی دھجیاں اڑا دیں اور ان کے فیصلے کو تسلیم کرنے سے گریز کیا۔ اور ان پر جانبداری کا الزام عائد کیا۔ اور خدا جانے کیا کیا گھٹیا حربے اختیار کیے۔ جو ایک عام شریف شہری بھی نہیں کر سکتا۔ "چہ جائیکہ علماء"

"اب پانچواں گھنٹہ دیوبندیوں کے اعتراضات کا شروع ہوا"

دیوبندی مناظر مولوی حق نواز صاحب

قابل صد احترام معزز سامعین! میں نے یہ ثابت کرنا تھا کہ بریلوی علماء نے اپنی کتب میں انبیاء علیہم السلام کے سلسلے میں توہین آمیز کلمات استعمال کیے ہیں۔ اس سلسلے میں میرے متعدد دلائل پہلے آ چکے ہیں۔ جن میں سے تا حال "جاء الحق" کی دونوں عبارات لاجواب ہو چکی ہیں۔ تا حال "انوار شریعت" کی عبارت کا جواب نہیں آیا۔ اسی طرح میں نے دیگر جو بعض کتب کے حوالہ جات پیش کیے ہیں۔ ان میں سے بھی بعض کے جواب

marfat.com

وضاحت کے ساتھ نہیں آئے۔ مقیاس حنفیت، کا حوالہ پیش کیا تھا۔ اس میں لفظ تھے کہ اگر کوئی کتے پر ایمان لے آئے۔ نبی مان لے۔ عوعو کرنے لگ جائے تو اسے عذاب نہیں ہو گا۔ اور اس میں وہ گرفتار نہیں ہو گا۔

اب اس پر بحث چل رہی تھی کہ جس میں ہو گا نہیں لکھا کہ مولانا محمد عمر صاحب فرماتے ہیں کہ اگر میری بات مان لو تو نہ مصنف عذاب الیم میں گرفتار ہو۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ "نہ مصنف عذاب الیم میں گرفتار ہو" ان الفاظ کا کیا مطلب ہے کہ "مصنف عذاب الیم گرفتار ہو گا۔ اسے عذاب دیا جائے گا۔ یا ان الفاظ کا یہ مطلب ہے اسے عذاب نہیں ہو گا۔

میں عبارت پھر پڑھتا ہوں کہ "اگر مصنف میری بات مانے۔ اور نہ مصنف مذکور اس توہین مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم، اسے عذاب الیم میں گرفتار ہو گا نہ سہی سوال یہ ہے ـــــــ کہ کیا ان اردو الفاظ کا یہ معنی لیا جائے گا کہ مولانا محمد عمر صاحب فرماتے ہیں کہ اگر میری یہ بات مان لی جائے تو عذاب سے چھوٹ جائے گا۔ جہنم میں جائے گا۔ یعنی اس کا یہ مطلب ہے کہ میری بات مان لے تو تجھے عذاب الیم نہیں ہو گا۔ یہ بالکل اردو عبارت واضح ہے۔ اس کو صرف "ہو گا" کی آڑ میں شائع کر دیا گیا۔ اس لیئے میں نے اس کو دوبارہ پڑھ دیا ہے۔ اس کا جواب تاحال نہیں آیا۔

میں فاضل مخاطب سے عرض کروں گا کہ وہ عبارت کو دوبارہ لفظ بہ لفظ پڑھیں۔ جج صاحبان اس کو سنیں۔ اور عوام اس کو سنیں۔ اور اس کے بعد یعنی جو سوال میں نے اٹھائے ہیں کہ مولانا محمد عمر صاحب نے مولانا تھانوی کو دو مشورے دیے ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ اگر تو میری بات مان لیتا ہے تو ہم تجھ پر تنقید نہیں کریں گے

(۲) دوسرا یہ کہ نہ مصنف مذکور عذاب الیم میں گرفتار ہو گا وہ عبارت پڑھ کر یہ بتلائیں کہ تنقید نہ کرنے کی وجہ کیا ہے۔؟ یا شریعت اجازت دیتی ہے

marfat.com

کہ ایسے موقع پر تنقید نہ کی جائے۔ مجھے قرآن و حدیث کے حوالے سے بتایا جائے۔

(۲) " نہ مصنف مذکور عذاب الیم گرفتار ہو " ان الفاظ کا ترجمہ کیا ہے کہ ان کا مطلب یہ بنتا ہے۔ عذاب ہوگا۔ جہنم میں جائے گا یا نہیں۔ یہی وہ عبارت پڑھنے کے بعد اس کا مطلب بیان کریں۔ تاکہ حجز صاحبان یہ سن لیں کہ ان اردو الفاظ کا معنی کیا یہی ہے جو کہ مخالف فریق پیش کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں۔ ایک دوسرا حوالہ مولانا محمد عمر صاحب اچھروی کا بیان کرنا میں اپنا فرض منصبی سمجھتا ہوں۔

چنانچہ مولانا محمد عمر صاحب " مقیاس حنفیت " صفحہ ۳۷۲ پر تحریر فرما رہے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سلسلے میں کہ

" جب موسیٰ علیہ السلام نے (رب ارنی) اے رب مجھے اپنی زیارت کروا فرمایا تھا تو اللہ تعالیٰ کے فرمان (ولکن انظر الی الجبل) سے آپ پہاڑ کی طرف توجہ نہ فرماتے بلکہ عرض کرتے (یا مولیٰ) میں تیرے دیدار کا طالب ہوں پہاڑ کا طالب نہیں ہوں۔ تو ہو سکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ بجائے پہاڑ پر تجلی ڈالنے کے موسیٰ علیہ السلام کو رب طاقت دیتا وہی تجلی آپ کے سامنے پیش کرتے۔

لیکن موسیٰ علیہ السلام کے کلام اور عمل میں چونکہ فرق آگیا کلام رب کی رویت تھی اور عمل یعنی نظر پہاڑ کی طرف تو اس بنا پر اپنے مقصد سے ناکام رہ گئے۔ بجائے اس کے بے ہوشی کی تکلیف میں مبتلا رہے ہیں۔

میں تمام مسلمانوں سے جو یہاں موجود ہیں یہ گذارش کروں گا۔ کہ چودہ سو برس یا سینکڑوں برس بیت جانے کے بعد ایک امتی اور چودھویں صدی میں پیدا ہونے والے ایک مسلک اور مکتب فکر کے عالم تو کلام الٰہی کو سمجھ گئے۔ اور انہوں کلام الٰہی کا معنی سمجھا گئے۔ کہ اصل منشاء یہ تھا اللہ

لیکن پیغمبر نہ سمجھا کہ اللہ رب العلمین مجھے کیا فرما رہے ہیں۔ اور میں نے کیا عمل کرنا ہے۔

پھر میرا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ قرآن میں (رب ارنی) کے جواب میں (ولکن انظر الی الجبل) نہیں آیا۔ مولانا محمد عمر صاحب نے دانستہ (رب ارنی) کے جواب کو نقل نہیں کیا تاکہ لوگوں کو یہ تاثر دیا جا سکے کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ کہتے "یا اللہ میں پہاڑ کی طرف نہیں دیکھتا اللہ سے یہ عرض فرما دیتے۔ حالانکہ پوری آیت اسطرح ہے (رب ارنی) اللہ نے جواب دیا (لن ترانی) آپ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔ (ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی) یہ (لکن) سے (لن ترانی) کی دلیل بیان کی گئی ہے۔ آپ کیوں نہیں دیکھ سکتے۔ آپ پہاڑ کی طرف نظر کریں اگر تو وہ اپنے مکان پہ ٹھہر جائے (ان استقر مکانہ فسوف ترانی) تو پھر مجھے آپ دیکھ لیں گے۔

میں فاضل مخاطب سے عرض کروں گا کہ یہ تفسیر چودہ سو برس میں کسی اہلسنت کے مفسر یا مبلغ نے ہی کی ہے۔ یہ قرآن حکیم کی تاویل کی گئی۔ ایک آیت کا دانستہ انکار کیا گیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کے امتحان میں فیل کہا گیا ہے۔ پیغمبر کے کلام اور عمل میں فرق ثابت کیا گیا ہے۔ اور نبی کے لیئے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ وہ قرآن کی بات کو نہ سمجھ سکے۔

حالانکہ قرآن کہتا ہے یہ واقعہ نہیں ہے بلکہ موسیٰ علیہ السلام اللہ کو دنیا میں نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا تھا کہ (لن ترانی) آپ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔ لن ترانی) فرمانے کے بعد کیا موسیٰ علیہ السلام کی کوئی غلطی تھی یا آپ پھر بھی کہتے کہ یا اللہ! میں تو پہاڑ کی طرف نہیں دیکھتا اللہ نے فیصلہ کر دیا کہ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ تجربہ کے لیئے پہاڑ پر نظر ڈالو۔ اگر وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جائے تو آپ مجھے نہیں دیکھ سکیں گے۔

marfat.com

چنانچہ! پہاڑ پہ تجلی ڈالی گئی اور وہ ریزہ ریزہ ہوا موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوئے اس کے بعد آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ یا اللہ میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ دنیا میں جیسے مفسرین نے تفسیریں کیں۔ دنیا میں تیرا دیدار نہیں ہو سکتا۔

میرے واجب الاحترام بزرگو! میں نے یہ ثابت کرنا تھا کہ کلام الٰہی کا جو منشا، مولانا محمد عمر صاحب اچھروی سمجھ رہے ہیں کیا پیغمبر یہ نہیں سمجھتے تھے کہ اللہ کا منشاء یہ ہے۔ یہ موسیٰ علیہ السلام پہ الزام لگایا جا رہا ہے۔ اور بغیر کسی دلیل کے لگایا جا رہا ہے۔ نہ قرآن میں اس بات کی اجازت ملتی ہے نہ الفاظ اس بات کی اجازت دیتے ہیں۔ نہ حدیث پاک میں اس کی اجازت ملتی ہے۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ مولانا محمد عمر صاحب نے اس تحریر کے پیش نظر ——— (دوبارہ عبارت کا مطالبہ ہوا) چنانچہ اس نے اس عبارت کو دوبارہ پڑھا۔

جب موسیٰ علیہ السلام نے (رب ارنی) اے میرے رب مجھے اپنی زیارت کرا تو اللہ کے فرمان (ولکن انظر الی الجبل) سے آپ پہاڑ کی طرف توجہ نہ فرماتے۔ بلکہ عرض کرتے "یا مولیٰ" میں تیرے دیدار کا طالب ہوں پہاڑ کا طالب نہیں ہوں تو ہو سکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ بجائے پہاڑ پر تجلی ڈالنے کے موسیٰ علیہ السلام کو طاقت دے کر وہی تجلی آپ کے سامنے پیش کرتا

لیکن، موسیٰ علیہ السلام کے کلام اور عمل میں چونکہ فرق آ گیا۔ کلام رب کی رویت تھی اور عمل یعنی نظر پہاڑ کی طرف تو اس بنا پر اپنے مقصد سے ناکام رہ گئے بجائے اس کے بے ہوشی کی تکلیف میں بھی مبتلا رہے۔

(۱) میرے واجب الاحترام بزرگو! میں نے اس بنا پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ اس میں موسیٰ علیہ السلام کی توہین کی گئی ہے۔

(۲) میرے سابقہ حوالوں کے ساتھ ساتھ ایک حوالہ یہ بھی ہے۔ یہ میرے ہاتھ

marfat.com

میں "ہفت اقطاب" ہے۔ بریلوی مکتب فکر کی معتبر کتاب "ہفت اقطاب" اس کے صفحہ ۱۵۱ پر لکھا ہے۔

؎ طالب خدا گواہ کہ نازک بچشم من
عین محمدؐ است کہ عربی شنیدہٗ

نازک پیر صاحب کا نام ہے اور وہ اپنے پیر صاحب کو کہہ رہے ہیں ؎ طالب خدا گواہ کہ نازک بچشم من
عین محمدؐ است کہ عربی شنیدہٗ

میں کہتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، کا عین نہ کوئی آج تک ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ آپ کے بعد اللہ رب العزت نے کوئی ذات پیدا کی ہے۔ اس میں فخرِ دو عالمؐ کی ذات گرامی کی توہین ہے۔ —— اور ایک پیر کے ساتھ ان کو تشبیہ دے کر بلکہ "عین" کہہ کر آپ کی عظمت کو گرایا گیا ہے۔ یہ میرا دوسرا الزام ہے۔ اس میں بھی پیغمبر کی عظمت کو برقرار نہیں رکھا گیا۔

(س) خان منظور خاں صاحب (منصف) ——

اس کتاب کے مصنف کا نام کیا ہے۔

(ج) حق نواز: ——

خادم العلماء فقیر غلام جہانیاں ضلع ڈیرہ غازیخاں ۔ وقت ختم ہونے سے قبل ختم"

بریلوی مناظر حضرت علامہ شیخ الحدیث صاحب

حضرات گرامی! مولانا صاحب کہہ رہے ہیں کہ "جاء الحق" کا جواب نہیں آیا۔ فلاں کا جواب نہیں آیا۔ حالانکہ! میں واضح طور پر جواب دے چکا ہوں۔ اور اس کے مقابلے میں —— میں نے اپنے اعتراضات پیش کئے ہیں۔ اور ان پر آیات و احادیث سے اور عبارات علماء سے استدلال پیش کئے ہیں۔ لیکن مولانا صاحب اُن کو ہاتھ تک نہیں

marfat.com

لگاتے اور اپنے پہلے اعتراضات دہراتے چلے جاتے ہیں۔

اگر میں اس سلسلے میں کچھ مزید عرض کروں تو وہ وقت ضائع کرنے کے مترادف ہوگا۔ (جاء الحق) کے اندر صرف اتنی بات تھی کہ مسئلہ سمجھانے کے لئے شکاری کی مثال ذکر کی گئی ہے۔ میں اس کے مقابلے آپ کے علماء کی بات عرض کرچکا ہوں۔ اور وہ بھی آپ کی مقتدر ہستی اور امام دیوبند مولانا رشید احمد صاحب اور مولانا اشرف علی صاحب کا (ارواحِ ثلاثہ) پیش کرچکا ہوں۔

منصف

"انوارِ رسالت" والی عبارت کا جواب کیا ہے؟

اس سلسلے میں ہم یہ گذارش کرتے ہیں کہ اگرچہ وہ راوی غیر ثقہ ہے۔ اور اگر تحقیق سے یہ بات ثابت ہوجائے کہ مولانا نظام الدین صاحب نے یہ الفاظ کہے ہیں تو یہ علاّمہ کاظمی صاحب جو ہمارے مسلک کی مقتدر شخصیت ہیں۔ ان کی کتاب (الحق المبین) میرے سامنے ہے وہ اس مسئلہ میں اپنے مسلک کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ "مسئلہ تکفیر" میں ہمارا مسلک ہمیشہ یہی رہا ہے۔ کہ جو شخص بھی کلمۂ کفر بول کر اپنے فعل سے التزام کرے گا تو ہم اس کی تکفیر میں تامل نہیں کریں گے۔ خواہ وہ دیوبندی ہو یا بریلوی نیچری ہو یا مودودیہ، اور مسلم لیگی ہو یا کانگرسی، اس بارے میں اپنے پرائے کا امتیاز کرنا اہل حق کا شیوہ نہیں ہے۔

اگر واقعی یہ ان کی عبارت ہے تو ہمیں ان کی اس عبارت کے اندر گستاخی ماننے میں قطعاً کوئی تامل نہیں ہے۔ لیکن ان کے ذمے یہ الزام تب لگا سکتے ہیں جب اس قصے کا راوی ثقہ ثابت ہوجائے۔ اور یہ بھی ثابت ہوجائے کہ واقعی یہ ان کی عبارت ہے۔

ہماری دیانت دارانہ رائے یہ ہے کہ ہم کلمہ سرکار کا پڑھتے ہیں شفاعت

انہوں نے کمانی ہے. آخرت میں کام انہوں نے آنا ہے. یہاں تمام تر مہربانیاں انہی کے صدقے میں ہیں. کسی مولوی کی وجہ سے نہیں ہیں.

(منصف، خان منظور احمد خاں صاحب)

آپ کے مسلک کا تعین اور تشخص کن ہستیوں سے ہے.؟

ہمارے بریلوی مسلک کا تشخص اعلیحضرت (علیہ الرحمۃ) کی وجہ سے ہے. ان کے شاگردان کرام. مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی. مولانا ظفر الدین صاحب بہاری اور مولانا امجد علی صاحب بہار شریعت وغیرہم) سے ہے. انہی اکابر حضرات پر ہمارے مسلک کا تشخص قائم ہے. اور اسی بناء پر ہم دیوبندیوں کی ان کتابوں کے حوالہ جات پیش کر رہے ہیں جن دیوبندی مسلک کا قلعہ قائم ہے. اور کسی نئے آدمی کی عبارت پیش نہیں کر رہے ہیں. اور حقیقت تو یہ ہے کہ مولانا محمد عمر صاحب کل فوت ہو رہے ہیں وہ تو ہمارے ہی ہم زمان ہیں. ان کی وجہ سے بریلوی مسلک کا تشخص قائم نہیں ہے. تشخص قائم ہے اکابر کی وجہ سے.

اسی لئے ہم مسلک دیوبند کے ان اکابر کی عبارتیں پیش کر رہے ہیں جو مسلکِ دیوبند کی بنیاد اور ستون ہیں.

اب رہا یہ مسئلہ کہ مولانا محمد عمر صاحب نے حضرت موسیٰ کے متعلق فلاں بات بطور مشورہ کہہ دی ہے کہ اگر وہ پہاڑ کی طرف نہ دیکھتے. اور اللہ (رب العزۃ) سے عرض کرتے کہ تو مجھے اپنا دیدار کرا تو ناکام نہ رہتے اور بے ہوش نہ ہوتے. تو سوچنے کی بات ہے کہ آیا اس سے پہلے اکابرین نے اس قسم کی رائے قائم کی ہے یا نہیں کی ہے.

میں صفائی کے طور حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی (علیہ الرحمۃ) جو دسویں صدی ہجری کے بعد دنیا سے رحلت فرما ہوئے ہیں. اور ہندوستان میں علم حدیث پھیلایا ہے. ان کی (مدارج النبوت)

marfat.com

میرے سامنے ہے۔ اس میں بحث معراج کے ضمن میں صفحہ ۱۴۳ پر سرکار کا دیدارِ خداوندی کرنا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دیدار نہ کرنا اس کی بحث کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدار ہوا اور موسیٰ کلیم اللہ کو دیدار نہ ہوا۔ تو اس فرق کی وجہ کیا ہے۔؟

"کہ میگویند مانعِ دیدارِ موسیٰ راطلب وسوال وانبساط شد گاہے نخواستہ می دہند واگر خواہند خواستہ ہم ندہند"۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جلدی سے کام لیا۔ اور اس کلیمی کی خوشی میں آکر ذرا اور آگے بڑھے۔ اور خود ہی جرأت کرلی (ارنی انظر الیک) مجھے اپنا آپ دکھا تاکہ تیرا دیدار کرسکوں۔ تو شیخ عبد الحق بھی پہلے اکابر کی بات نقل کررہے ہیں۔ اپنی کوئی رائے قائم نہیں کررہے ہیں۔ "کہ میگویند" وہ اکابر یہ کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو دیدار سے مانع کونسی چیز آگئی۔ طلب اور سوال اور بے تکلفی والی صورت جو انہوں نے سمجھ لی کہ چلو کلام کا شرف حاصل ہوگیا۔ چنانچہ یہ بھی مطالبہ کرلو۔

اگر سوال نہ کرتے تو ہوسکتا ہے دیدار ہوجاتا۔ کیونکہ کریموں کا کام یہ ہوتا ہے کبھی بغیر مانگے دے دیتے ہیں اور کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ کوئی جلدی سے کام لے لیتا ہے تو پھر وہ محروم بھی فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ یہاں بھی صورت حال یہی ہوئی۔

دوسرا اعتراض، آپ نے یہ فرمایا ہے کہ (لن ترانی) کا ذکر نہیں کیا۔ اور (ولکن انظر الی الجبل) کا ذکر کیا ہے تو (لن ترانی) تم مجھے دیکھ نہیں دیکھ سکتے۔ لیکن جب تک کہ اصرار تھا اللہ رب العزۃ نے اس اصرار کو ختم کرنے کے لئے اور ان کے سامنے ان کی طاقت کا اظہار کرتے ہوئے کہ تم کتنی ایک طاقت رکھتے ہو فرمایا (انظر الی الجبل) پہاڑ کو دیکھ لو۔ اگر وہ میری تجلیوں کے سامنے ٹھہر جائے گا تو تم بھی ٹھہر سکو گے۔ اور اگر وہ نہیں ٹھہر سکتا

marfat.com

توتم بھی نہ ٹھہر سکو گے. تو (ولکن انظر الی الجبل) سے یہی مقصد تھا. کہ ان استقر مکانہ فسوف ترانی) اگر وہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو مجھے دیکھ سکو گے اور اگر وہ نہ ٹھہرا رہا تو نہیں دیکھ سکو گے. تو ایک ادنیٰ آدمی بھی ذہن میں یہ خیال لا سکتا ہے کہ عرض کر دیتے کہ میں کمزور سہی. میری طاقت کا حال یہی سہی وہ پہاڑ بھی ٹھہر نہیں سکے گا. میں بھی نہیں ٹھہر سکوں گا. مگر تو قدرتیں عطا کرنے والا ہے. تو ہی مجھے اپنے دیکھنے کی قدرت عطا کر دے تو یہ قدرت عطا کر سکتا ہے.

الغرض) یہ سوال تو ہو سکتا تھا چنانچہ بعض حضرات اس قسم کے صوفیانہ نکتے تفاسیر میں بیان فرما دیتے ہیں. اب شیخ محقق اپنی بات کا ذکر کرتے ہیں کہ.

"تحقیق آنست کہ ناکامی موسیٰ بجہت آں بود کہ ہنوز سید العلمینؐ ندیدہ وبایں دولت نرسیدہ دیگرے راچہ مجال کہ بیند" ـــ ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا دیدار نہ کیا تھا. جب تک سرکار دیدار سے مشرف نہ ہو لیتے اور کسی کو یہ کمال حاصل نہیں ہو سکتا تھا. اس لئے اس معاملے میں اللہ تعالیٰ نے کسی اور کو سرکار پر سبقت نہیں دی. کہ پہلے مجھے میرا محبوب دیکھ لے. اس کے بعد اگر کوئی دیکھے تو دیکھے آپ سے پہلے کوئی نہ دیکھے. چنانچہ (کنت کنزا مخفیا) فرمانے کے اندر یہی وجہ تھی کہ اللہ ایک مخفی خزانہ تھا اور وہ مخفی راز دنیوی زندگی کے لحاظ سے پہلی دفعہ حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، پر منکشف ہوا.

آئیے! اب میں آپ کو جدلی انداز میں سمجھانا چاہتا ہوں. آپ تو شاید جانتے ہی نہیں ہیں کہ جدل کیا ہوتا ہے "برھان کیا ہوتا ہے". چنانچہ جدل کے انداز میں ـــــــ میں آپ کے مسلک دیوبند کے بنیادی ستون اور چوٹی کے امام تمہارے پیر و پیشوا مولانا رشید احمد گنگوہی کا مشورہ نقل

marfat.com

کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں. فرماتے ہیں کہ.

حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اپنی زبان کے اندر لکنت کو دور کرنے کیلئے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی. کہ اے اللہ میری زبان کی یہ گانٹھ کھول دے. واحلل عقدة من لسانی، تاکہ لکنت دور ہو جائے. اور ساتھ ہی یفقھوا قولی، کی قید لگا دی. کہ یہ گانٹھ اور لکنت اتنی دور ہو کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں.

لکنت دور کرنے کی دعا نہیں کی ہے. تو اس وجہ سے موسیٰ علیہ السّلام اپنے مقصد کے اندر پوری طرح کامیاب نہ ہو سکے. تو عبارت یہ نقل کی ہے.

تمہاری درخواست منظور ہے اے موسیٰ، (واحلل عقدة من لسانی یفقھوا قولی) میری زبان کی گرہ کھول دے کہ لوگ میری بات سمجھنے لگیں. حق تعالیٰ نے قبولیت دعا کا اظہار بھی فرمایا کہ (قد اوتیت سؤلک یموسی) کہ اے موسیٰ تمہیں تمہارا سوال دے دیا گیا ہے. تمہارا مدعا پورا کر دیا گیا ہے تمہاری درخواست منظور ہے حالانکہ لکنت عمر بھر نہ گئی. جب بات کرتے تو سکتہ لسان کے باعث جوشِ غضب میں رانوں پر ہاتھ مارا کرتے تھے. زبان ساتھ نہیں دیتی تھی یہ اظہارِ مدعا کے قابل نہیں ہوتے تھے. تو اس وجہ سے رانوں پر ہاتھ مارنے لگ جاتے تھے.

تو اب سنیئے پیغمبر کو یہ مشورہ آپ کے مقتدا و پیشوا ابھی دے رہے ہیں. فوراً امام ربانی نے جواب یہ دیا کہ موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہی نا تمام تھی تو

marfat.com

خود ہی اس طرح سوال کیوں کیا تھا۔ کہ اس قدر گرہ کھول کہ لوگ بات سمجھنے لگ جائیں وہ تو عطا ہوگئی۔ پس جو بات کہتے وہ بدقت کہتے مگر لوگ ضرور سمجھ لیتے تھے۔ کہ کیا کہہ رہے ہیں۔ اگر یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ) عرض نہ کرتے تو دعا تام ہوتی اور ساری لکنت جاتی رہتی۔

"یہ مشورہ آپ کے مولانا رشید احمد صاحب نے پیغمبر کو دیا ہے کہ نہیں۔" ؟ چودھویں صدی کے یہ عالم اگر مشورہ دے سکتے ہیں تو مولانا محمد عمر صاحب بھی مشورہ دے سکتے ہیں۔ یہاں مشورہ دینے کی بات نہیں بلکہ وہ تو قرآن کے نکات پر بحث کر رہے ہیں۔ چنانچہ مولانا محمد عمر صاحب پر یہ الزام عائد کرنا لغو و باطل اور بیہودہ ہے۔ اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔

رہا یہ مسئلہ کہ موسیٰ علیہ السلام ایک طرف یہ عرض کرتے ہیں "یا اللہ تو مجھے اپنا آپ دکھا اور دوسری طرف پہاڑ کی طرف دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ تو یہ دوغلی پالیسی ہو گی اور تضاد ہوگیا۔" نہیں نہیں، "نہ یہ دوغلی پالیسی ہے اور نہ تضاد ہے۔ بلکہ اللہ کی طرف سے التجا تھا کہ آیا مجھ سے دیدار ذات کا ہی مطالبہ کرتے ہیں یا پہاڑ کی طرف دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ موسیٰ کلیم شوق وصال سے ادھر دیکھنے لگ گئے اور وہ صورت حال پیدا ہوگئی۔

اسی طرح موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام سے وعدہ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے ساتھ رکھ لو میں تمہاری کوئی خلاف ورزی نہیں کروں گا۔ لیکن کشتی کے پھٹے اکھیڑے تو عرض کر دیا۔ انہوں نے کہا پہلے وعدہ کیا تھا کہ اعتراض نہیں کروں گا۔ اب کیا ہوا۔ فرمایا! پھر سوال نہیں کروں گا۔

حضرت خضر علیہ السلام نے پھر غلام کو قتل کر دیا تو ان پر اعتراض کر دیا۔ انہوں نے فرمایا تم نے جو وعدہ کیا تھا کہ میں مطالبہ نہیں کروں گا یہ کیا کر دیا۔ تو عرض کی میں بھول گیا ہوں۔

اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَیْءٍۢ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِیْ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ عُذْرًا) "دو باتیں ہوگئی ہیں" مجھے اب تیسرا موقع بھی دے دو۔

marfat.com

اگر پھر بھی یہی سوال کر بیٹھوں تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا۔

لیکن تیسری بار پھر وہ سوال کر بیٹھے جبکہ حضرت خضر اور حضرت موسٰی نے مل کر یتیموں کی دیوار کو تعمیر کیا تھا۔ عرض کیا! حضرت انہوں نے تو نہ روٹی کھلائی نہ مہمانی کی کم از کم کچھ اجرت تو لے لیتے تاکہ روٹی ہی کھا لیتے۔ تو خضر علیہ السلام نے کہا اس کے بعد اب کوئی رفاقت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ تم نے جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا نہیں کیا۔

تو کیا یہاں بھی تم یہی کہو گے کہ قرآن نے موسٰی علیہ السلام کے قول و عمل کا تضاد بیان کیا ہے۔ " نہیں نہیں اسے تضاد نہیں کہتے۔" اور نہ ہی یہ کوئی دوغلی پالیسی ہے۔ بلکہ نسیان کی وجہ سے اور غیر ارادی طور پر ہے۔ تو اسی طرح یہاں بھی سوال اور مطالبہ سے توجہ ہٹ گئی۔ اور شوقِ زیارت میں پہاڑ کی طرف دیکھ لیا کہ دیدار ذات براہِ راست نہیں ہوتا۔ تو اس طرح تجلی صفاتی کا ہی دیدار ہو جائے تو یہ قول و عمل کا غیر ارادی فرق ہے۔

مگر تضاد یا دوغلی پالیسی وغیرہ اس کو نہیں کہا جا سکتا۔

دیوبندی مناظر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم! قابلِ صد احترام سامعین! حضرت موسٰی علیہ السلام کے سلسلے میں ——— میں نے مولانا محمد عمر صاحب اچھروی کی عبارت پیش کی تھی۔ میں ججز صاحبان اور سامعین حضرات سے بھی پہلے یہ عرض کروں گا کہ پہلے یہ دیکھیں کہ موسٰی علیہ السلام کو یہ مشورہ دینے والا کوئی بھی ہو کیا اس مشورے کی گنجائش ہے کہ نہیں۔؟ قرآن کیا کہتا ہے میں قرآن کے الفاظ پڑھ دیتا ہوں اور اس کی تشریح بھی علمائے بریلوی کی عبارات سے پیش کروں گا ——— قال رب ارنی انظر الیک) مولانا احمد رضا خاں صاحب اس کا ترجمہ کرتے ہیں۔

"عرض کی! اے میرے رب مجھے اپنا دیدار دکھا تاکہ میں تجھے دیکھ سکوں"۔ فرمایا تو مجھے دیکھ نہیں سکتا ہرگز۔ وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ) ہاں اس پہاڑ کی طرف

marfat.com

دیکھ۔ یہ اگر اسی جگہ پہ ٹھہرا رہا تو عنقریب مجھے دیکھے گا۔ اس پر مفتی نعیم الدین صاحب حاشیہ لگا کر کہتے ہیں کہ ان آنکھوں سے دیکھنے کا سوال کر کے بلکہ دیدار الٰہی بغیر سوال کے عرض کیا تھا وہ بھی اس فانی آنکھ سے نہیں بلکہ باقی آنکھ سے یعنی کوئی بشر ان کو دنیا میں دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب بشر دنیا میں دیکھنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا اور اللہ تعالٰی نے جواب میں فرمایا۔ لَنْ تَرَانِیْ۔ تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا۔ اب اللہ تعالٰی ہرگز نہیں دیکھ سکے گا۔ دنیا جانتی ہے کہ اللہ رب العزۃ جو کچھ فرماتا ہے سچ ہوتا ہے اس میں جھوٹ کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ اللہ تعالٰی نے موسٰی علیہ السلام کو فرما دیا کہ تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔ اس کے بعد جو بھی کوئی مشورہ دے وہ کتاب اللہ کو قطعاً منافی ہے ہے قرآن کے خلاف ہے اور قابل رد ہے [1]

حاشیہ [1] اگر یہاں اللہ تعالٰی کے (لَنْ تَرَانِیْ) فرمانے کے بعد مشورہ دینا غلط ہے تو کیا پچاس نمازیں فرض فرمانے اور امت محمدیہ کو ان کی ادائیگی کا اہل سمجھنے کے بعد موسٰی علیہ السلام کے مشورہ دینے کے متعلق کیا خیال ہے۔؟ نیز منافقین کے متعلق اللہ تعالٰی کے اس اعلان کے باوجود کہ میں ہرگز ان کو نہیں بخشونگا خواہ ستر مرتبہ بھی استغفار کرو (قَالَ اللّٰہُ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَہُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَہُمْ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عبد اللہ بن ابی کا نماز جنازہ پڑھنا درست ہوگا یا غلط؟ ——— جبکہ تم ہر روز اسی نماز جنازہ کو زیر بحث لاتے ہوتے آپ کے بے اختیار رونے پر استدلال کرتے ہو۔ نیز! اللہ تعالٰی حجۃ الوداع "کے موقع پر عرفہ کی شب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے فرمایا اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَہُمْ مَا خَلَا الْمَظَالِمَ فَاِنِّیْ اٰخِذٌ لِلْمَظْلُوْمِ مِنْہُ) میں نے ان سب کو بخش دیا لیکن حقوق العباد اور مظالم معاف نہیں کروں گا بلکہ یقیناً مظلوم کا حق لے کر رہوں گا۔

مگر آپ نے عرض کیا ان شئت اعطیت المظلوم من الجنۃ وغفرت للظالم۔ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مظلوم کو اس کے حق کا عوض جنت عطا کر دے اور ظالم کو معاف فرما دے۔

marfat.com

اور اب مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عبارات قطعًا ایسی نہیں. جیسے مولانا محمد عمر صاحب اچھروی نے پیش کی ہیں. کیوں ——— ؟ میرا الزام ہے کہ مولانا محمد عمر صاحب نے (لَنْ تَرٰانِیْ) کے لفظ کو اپنی کتاب میں نقل ہی نہیں کیا. انہیں نقل کرنا چاہئے تھا تاکہ دیکھنے والے پڑھتے کہ موسیٰ علیہ السلام کی غلطی نہیں ہے اور باقی رہی یہ بات کہ دوغلی پالیسی نہیں تو وہ یہ الفاظ پیش کر رہے ہیں کہ ان کے کلام اور عمل میں چونکہ فرق آگیا اب کلام رب کی رویت تھی اور نظر پہاڑ کی طرف کی تو کلام کچھ اور عمل کچھ کیا یہ دوغلی پالیسی استعمال نہیں کی گئی. اور یہ کہا گیا کہ پیغمبر اپنے مقصد میں ناکام رہے.

سوال یہ ہے کہ اس مقصد کی ناکامی تب ہوتی کہ زیارت دنیا میں ہو سکتی جب اللہ رب العٰلمین نے فرمادیا کہ آپ میری زیارت ہرگز نہیں کر سکتے تو اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام کی اس میں غلطی ثابت نہیں کی جا سکتی. مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کا جو حوالہ پیش کیا گیا ہے اس حوالے میں رب العلمین کی طرف سے کہیں ایسا حکم نہیں ہے کہ موسیٰ تو یسے کر یا ایسے نہ کر یہ کہیں نہیں ہے کہ تو ان الفاظ سے دعا کرتا تو ایسے ہو جاتا اور ان الفاظ سے دعا کرتا تو یہ ہو جاتا. اس میں تو اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ موسیٰ ہرگز یہ بات نہیں ہے.

حاشیہ بقیہ[۱] اس طرح مظلوم کو راضی کر سکتا ہے اور ظالم کو بھی معاف فرما سکتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فورًا تو اس دعا کی قبولیت کا اعلان نہ فرمایا لیکن صبح جب مزدلفہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، نے اس دعا کو دہرایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی قبولیت کا اعلان فرمادیا. مفصل روایت مشکوٰۃ شریف "باب الوقوف بالمزدلفہ میں بروایت بیہقی" موجود ہے. تو علماء دیوبند اس معاملہ میں کیا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بعد کہ میں ظالموں سے مظلوموں کا حق لے کر رہوں گا. نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مشورہ دینا صحیح تھا یا نہیں. ؟ اور اس میں اللہ تعالیٰ کو کاذب سمجھنا تو لازم نہیں آتا. حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ، نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی اور ان کے ساتھ ایک دوسرا شخص بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہجرت کر کے

marfat.com

اس کے بعد پیغمبر کا پہاڑ کی طرف دیکھنا اللہ تعالیٰ کا حکم تھا۔ نبی، اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کیسے کرتا ہے۔ غلط

مولانا عمر صاحب کہتے ہیں کہ نبی کہتا کہ "اللہ" میں تیرا حکم نہیں مانتا۔ گویا! اللہ نے فرمایا ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔ آپ کی طرف دیکھتا ہوں ـــــ مولانا میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ عبارات اور یہ تحریر نص قطعی کے خلاف ہے کہ نہیں۔؟ قرآن کے خلاف ہے کہ نہیں۔؟ دو ٹوک بات کریں جو عام آدمی سمجھیں۔ اس کے بعد اگر کسی کی اس قسم کی عبارت آئے گی تو اس کی تاویل کرنا پڑے گی۔ اور اس شخص کو صاف کرنا پڑے گا۔ اگر وہ صاف نہیں ہو سکتا تو اسے چھوڑ دیا جائے گا۔ کہ اس نے پیغمبر پر ناجائز الزام لگایا ہے۔ نہ کہ اس کے عوض میں پیغمبر کی عظمت کو پائمال کر دیا ہے۔ قرآن کہتا ہے نبی کا کوئی قصور نہیں تھا۔ اور "معاذ اللہ" یہاں قصور ثابت کیا جا رہا ہے

میرے واجب الاحترام بزرگو! ـــــ اسی کے ساتھ ساتھ میں حوالہ پیش کر رہا تھا کہ میرا وقت ختم ہو گیا۔ میرے "مقیاس حنفیت" کے سابقہ حوالہ جات کو ہاتھ تک

حاشیہ:۔ بقیہ[۱] حاضر ہوا مگر وہاں بیمار پڑ گیا تو بے صبری سے کام لیتے ہوئے اپنی انگلیوں کو زخمی کر دیا اور خودکشی کر لی حضرت طفیلؓ نے ان کو خواب میں بہت اچھی حالت میں دیکھا۔ مگر اس نے اپنے ہاتھ ڈھانپ رکھے تھے۔ تو ان کے دریافت کرنے پر اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خودکشی کرنے کا جرم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنے کی وجہ سے بخش دیا۔ مگر فرمایا۔ لَنْ نُّصْلِحَ مِنْكَ مَا اَفْسَدْتَ ، جو حصہ تو نے اپنے ہاتھوں کا خود خراب کیا ہے ہم اس کو ہرگز درست نہیں کریں گے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سے یہ خواب طفیل بن عمرو نے بیان کیا تو آپ نے دعا فرمائی۔ اَللّٰهُمَّ وَلِيَدَيْهِ فَاغْفِرْ، رواہ مسلم مشکوٰۃ شریف، باب القصاص صفحہ ۳۰۰ اے اللہ اس کے ہاتھوں کو از راہ مغفرت اور عفو و درگذر درست فرما۔ یہاں پر بھی علماء دیو بند سے استفسار کرنے کا ہمیں حق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے "ہرگز درست نہیں کریں گے" کا اعلان سننے کے بعد بخشش کی دعا فرمانا بقول تمہارے اللہ تعالیٰ کو جھوٹا سمجھنے پر مبنی ہے "العیاذ باللہ" (مسلم)

marfat.com

نہیں لگایا گیا۔ اس لئے میں دوبارہ عرض کرتا ہوں۔ ہاں رجاء الحق، کی عبارت میں یہ کہا گیا ہے کہ جی اس میں مولوی رشید احمد گنگوہی نے لوٹے کی مثال دی ہے یہ دیا۔

جناب والا! مثال مثال میں فرق ہے۔ ایک ہے عظمت کے لحاظ سے مثال دینا۔ مثلاً کسی کو شیر کہنا کہ تو شیر ہے اس میں یہ مثال نہیں بتلائی جارہی کہ شیر کی طرح دُم لگی ہوتی ہے۔ بلکہ اس کی عظمت بیان کی جارہی ہے۔ بڑا کہا گیا ہے۔

لیکن! یہاں شکاری کے ساتھ مثال دی جارہی ہے وہ دھوکہ ہے وہ کوئی عظمت نہیں ہے شکاری ایک دھوکہ کرتا ہے تشبیہ دھوکے میں دی گئی ہے عظمت میں نہیں دی گئی۔ ان عبارات میں اور اس عبارت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ میں نے

حاشیہ بقیہ: لے **الغرض**، یہ اعتراض انتہائی لغو اور بیہودہ ہے۔ نیز! مولانا محمد عمر صاحب نے مشورہ نہیں دیا اب انہیں مشورہ دینے کا تصور ہی کیسے آسکتا تھا۔ جبکہ موسیٰ علیہ السلام کے وصال کو صدیاں بیت گئیں۔ بلکہ وہ تو محض اس امر پر تبصرہ کر رہے ہیں کہ اگر وہ اپنے مطالبے پر اصرار کرتے اور عرض کرتے " میں بذاتِ خود اس قابل نہ سہی کہ تیرا دیدار بلا حجاب کرسکوں مگر تو قدرتیں عطا کرنے والا ہے۔ لہٰذا مجھے قدرت بھی دے اور دیدار ذات بھی عطا فرما۔ تو ہو سکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس شوق کو پورا فرما دیتا۔ نیز! پہاڑ کی طرف دیکھنے کا حکم امر تکلیفی نہیں تھا جس کی خلاف ورزی قابل مؤاخذہ ہوتی۔ وہ تو ان پر ان کا ضعف ظاہر کرنے کے لئے تھا کہ جہاں پہاڑ نہیں ٹھہر سکتے تم کیسے برداشت کر سکو گے۔ (منتہیٰ)

لے۲ اللہ تعالیٰ کی طرف سے موسیٰ علیہ السلام پہاڑ کی طرف دیکھنے کے مکلف نہیں تھے۔ کیونکہ دیکھنے کا حکم صرف اس لئے دیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد (لَنْ تَرَانِیْ) کا تجربہ ان کو ہو جائے۔ تو وہ عرض کر دیتے مجھے بلا تجربہ تیرے فرمان پر اطمینان ہے۔ مجھے اس تجربہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اور جب دیکھنا فرض ہی نہ تھا تو نہ دیکھنے سے مخالفت لازم کیسے آسکتی تھی۔

علاوہ ازیں حکم کی تبدیلی کے لئے دعا کرنا حکم کی خلاف ورزی نہیں ہوتا۔ ورنہ

marfat.com

عرض کیا تھا کہ دھوکہ ثابت ہوتا ہے کہ نہیں۔ آپ اب تک نہیں بتلا سکے کہ اس عبارت میں دھوکہ نہیں ہے بنتا۔ جب دو باتیں کیں مسلمانوں سے اور کفار سے اور یہ ان الفاظ میں موجود ہیں کہ وہ دھوکہ اور دوغلی پالیسی ہے۔ اور اردو الفاظ پڑھے جا سکتے ہیں اس کے ساتھ میں اور اضافہ کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کے قابل احترام اور مستند شخصیت مولانا ابوالحسنات صاحب قادری "اوراق غم" میں یوں ارشاد فرما رہے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام دانہ کھانے کے بعد جب جنتی لباس اتر گیا اور آپ ادھر اُدھر بھاگنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اَتَهْرُبُ مِنِّیْ یَاٰدَمُ) ـــــــ کیا اے آدمؑ ہم سے بھاگتے ہو؟ عرض کی (بَلْ حَيَاءً مِّنْكَ) شرم گناہ سے پریشان ہو کر خجل ہوں۔ تجھ سے کہاں بھاگوں آدم علیہ السلام کے جواب میں شرم گناہ کا لفظ نہیں تھا۔ محض حیا کرتا ہوں اللہ رب العزۃ کے تقدس کے پیش نظر آجائے۔ اللہ کی عظمت کے پیش نظر آجائے۔ اس کی بڑائی کے پیش نظر آجائے

بَلْ حَيَاءً مِّنْكَ) میں گناہ کا لفظ نہیں تھا۔ آدم علیہ السلام کے سلسلے میں اس لفظ کا ترجمہ کرتے ہوئے شرم گناہ سے پریشان ہو کر خجل ہوں۔ یہ ذکر کرنا یہ بھی پیغمبر

حاشیہ: ۔ملے شب معراج نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، کا نمازوں کی تخفیف کے لئے بار بار عرض کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی ہوگا۔ (نعوذ باللہ) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تخفیف کے لئے مشورہ دینا گویا اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے کا مشورہ ہو گیا۔ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نمازوں کی تخفیف کے لئے عرض کرنا اور نبی اکرم علیہ السلام کا اس مشورہ کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے عرض کرنا اللہ تعالیٰ کے فرضیت صلوات والے حکم کی خلاف ورزی اور مخالفت نہیں تو نہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ عرض کرنا مخالفت بنتا ہے اور نہ مولانا محمد عمر صاحب کا یہ تفسیری نکتہ بیان کرنا خلاف ورزی کا مشورہ ہے۔

نیز! (لَنْ تَرَانِیْ) میں موسیٰ علیہ السلام کی ذاتی حیثیت کا بیان ہے مگر اللہ تعالیٰ کے لئے طاقت دیدار دینا ممکن تھا اور اس صورت میں موسیٰ علیہ السلام کا دیکھنا بھی ممکن تھا۔ (منتظمی)

marfat.com

پر الزام ہے اور ان الفاظ میں تحریف کر کے نبی علیہ السلام کی طرف ایسے خطرناک الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ جبکہ یہاں تاویل چاہیئے تھی۔ یہاں تفسیر چاہیئے تھی کہ گناہ کوئی نہیں۔ اس کا یہ معنی ہے۔ یہ کوئی لفظی ترجمہ نہیں ہو رہا تھا بلکہ ایک تفصیل بتائی جارہی تھی۔ تفصیلات میں انبیاء کی اجتہادی لغزشات کو صاف کیا جاتا ہے کہ کوئی گناہ کا شائبہ نہ کرے۔ اور جہاں گناہ کا لفظ نہیں تھا وہ بھی گناہ بتلا دیئے گئے ہیں[1] اس طرح میں نے "ہفت اقطاب" کا حوالہ پیش کیا تھا۔ لیکن اس کو ہاتھ تک نہ لگایا گیا۔

میں اب پھر کہتا ہوں کہ وہ حوالہ ابھی اسی طرح قائم ہے کہ جس میں انہوں نے اپنے پیر کو "عین محمدؐ" کہا ہے۔ جس کا میرے فاضل مخاطب نے جواب نہیں دیا ہے اسی طرح اب میں مولانا ابوالحسنات صاحب قادری کا دوسرا حوالہ پیش کرتا ہوں۔ جو اسی "اوراق غم" کے صفحہ ۱۱۳ پر تحریر ہے۔ فرماتے ہیں۔

" آقائے مدینہ رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم "نے اس آیت کریمہ (اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ) سے رائحہ انتقال پائی"۔ اس لئے کہ ہر شی میں بعد کمال زوال ہوتا ہے۔ اس میں امام الانبیاء کی وفات کے بعد آپ کی نبوت کا زوال مانا گیا ہے حالانکہ کمال ہوا۔ خلافت راشدہ نے اسلام کو چار دانگ عالم میں پھیلا دیا۔ اسلام کے ڈنکے بجا دیئے۔ آقا کی نبوت کو زوال نہیں آیا اور یہاں مولانا ابوالحسنات صاحب امام الانبیاءؑ کی نبوت کا زوال پیش کر رہے ہیں۔ اس میں بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے خلاف بات پیش کی گئی ہے۔ اس عبارت کا جواب بھی میں فاضل مخاطب

حاشیہ[1] مولانا حق نواز صاحب کو دراصل اپنے گھر کی خبر نہیں ورنہ ایسے حوالہ جات قطعاً پیش نہ کرتے یا پھر دیدہ دانستہ اپنی آنکھ کے شہتیر سے چشم پوشی کی ہے۔ مولوی منظور صاحب سنبھلی کا ارشاد "فتح بریلی کا دلکش نظارہ" صفحہ ۹۵ پر مرقوم ہے۔ "گناہ کے بعد توبہ حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت ہے اور تمرد وسرکشی شیطان کی خصلت"، فرمائیے سنبھلی صاحب کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ یہاں تو گستاخی لازم نہیں آئی ہو گی اپنے جو ٹھہرے۔ (منتظمی)

marfat.com

سے مطلب کرنا چاہوں گا۔ کہ آپ فرمائیں کہ اس میں توہین کی گئی ہے یا نہیں کی گئی۔ ____ میرے واجب الاحترام سامعین!

ے چوں آفتاب بہ نصف النہار یافت کمال، مقرر است کہ او می نہد بسوئے زوال۔

اب آپ نے یہ شعر بھی نوٹ کر لیا کہ زوال آیا ہے۔ حالانکہ آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کی نبوت کو کسی قسم کا کوئی زوال نہیں آیا۔

میرے واجب الاحترام سامعین! میں یہ گذارش کر رہا تھا کہ ان عبارات میں سرکار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے خلاف باتیں کی گئیں ہیں۔ جو یقیناً قطعاً ناقابلِ برداشت ہیں اور فرضی باتیں گھڑی گئی ہیں۔ جیسا کہ مولانا عمر صاحب کی "مقیاس حنفیت" کی عبارت پیش کی ہے۔ جو موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تھی۔ قرآن اس کی تردید کر رہا ہے۔ اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کے ساتھ ساتھ میں ایک دفعہ (جاء الحق) کی عبارت پھر پڑھ دوں کہ جس میں دوغلی پالیسی اور دھوکہ ثابت ہوتا ہے اور جو آپ نے شیر کی مثال مقابلے میں پیش کی ہے وہ تو عظمت ہے کہ کسی کو شیر کہنا تاکہ اسے اپنی بلندی نظر آدے وہ تو عظمت بیان کی جا رہی ہے۔ عبارت سنیئے۔

"اس آیت میں کفار سے خطاب ہے کیونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے۔ لہٰذا فرما دیا گیا ہے۔ اے کفار! تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں۔"

شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے اس سے کفار کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود ہے۔ ____! اگر دیوبندی بھی کفار میں سے ہی ہیں تو ان سے بھی یہ خطاب ہو سکتا ہے۔ ہم مسلمانوں سے فرمایا گیا۔ اَیُّکُم مِثلِی، واضح طور پر بتلا دیا گیا ہے کہ کفار کو اور کہا گیا ہے۔ ہم مسلمانوں کو اور کہا گیا ہے شکاری کی مثال دی ہے اور اس میں ہے کہ وہ جہاں دھوکہ کرتا ہے اور کفار کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے گویا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

marfat.com

غلط بات کہی بشر نہیں تھے ۔ بشریت کی تمہید کر رہے ہیں اس لیئے وہ کہتے ہیں کہ بشر نہیں تھے ۔ اور کفار کو کہا گیا تاکہ میری طرف مائل ہو جائیں

جب یہ سوال ہی نہیں تھا کفار بشریت کے منکر نہیں تھے تو اس مثال دینے کا اور اس پابندی کے بیان کرنے کا فائدہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر حملہ کیا گیا ہے ۔ اور یہ عبارت آپ کے سامنے ہے آپ اس کو دوبارہ خود پڑھیں ۔

بریلوی مناظر حضرت علامہ شیخ الحدیث صاحب

حضرات گرامی ! بار بار[1] پھر وہی عبارات آ رہی ہیں ۔ تو کیا میں آپ "منصفین" حضرات سے توقع کر سکتا ہوں کہ آپ انہیں سمجھائیں کہ ان کے مکمل جواب آ چکے ہیں ۔ لہٰذا اب اس رٹ لگانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ اگر یاں شکاری کی مثال دی گئی ہے اور اس کے ساتھ عظمت میں فرق آ رہا ہے تو جو مثالیں آپ کے بزرگوں نے دی ہیں ان کے اندر عظمت میں فرق آیا ہے کہ نہیں آیا ۔؟ ایک مثال عظمت کے اظہار کے لیئے دی جاتی ہے شیر کا بچہ جو بھیڑ بکریوں کے اندر رہے تو یہ قریش اور بنو ہاشم اور یہ صحابہ وغیرہ تمام ،، کیا یہ سارے بھیڑ بکریاں تھے ۔ یہ جتنی قریبی برادری تھی ان کو بھیڑ بکریوں کے ساتھ تشبیہ دینا کیا لازم آیا ہے ۔ تو ایسی صورت میں کیا گستاخی نہیں ہے ؟ ——— اس کے ساتھ ساتھ سرکار کو معاذ اللہ ، شیر کا بچہ کہا جا رہا ہے ۔ تو یہ کوئی بہادری کے لحاظ سے نہیں کہا جا رہا شیر کا بچہ شکل و صورت کے لحاظ سے مختلف ہے ۔ تربیت اور پرورش کے لحاظ سے اس کا ماحول اور ہے ۔ لہٰذا ! وہ اپنے آپ کو پا نہیں سکا ۔ یہاں کوئی عظمت کا بیان نہیں ہے ۔ بلکہ اپنی حقیقت کا منکشف نہ ہونا ظاہر کیا جا

حاشیہ [1] دراصل مولانا کی مجبوری یہ تھی کہ ترکش میں کل تیر ہی اتنے تھے ا بے بسی اور مجبوری کے عالم میں انہیں کا اعادہ و تکرار کیا جا رہا تھا ۔ (منتہیٰ)

marfat.com

رہا ہے۔ گویا نبی پاک کو اپنی حقیقت معلوم ہی نہیں تھی جسطرح کہ شیر کے بچے کو اپنی حقیقت معلوم نہیں تھی۔ جب وہ پانی پر گیا اور اپنی صورت دیکھی تب اسے اپنی حقیقت کا پتہ چلا! گویا نبی پاک کو اپنی حقیقت معلوم ہی نہیں تھی۔ لہٰذا یہاں کوئی عظمت کا بیان نہیں ہے۔

پھر میں "صراطِ مستقیم" کی عبارت میں موازنہ کر چکا ہوں۔ کہ ایک طرف سرکار کا تصور رکھا گیا ہے دوسری طرف گدھے اور بیل کا تصور رکھا گیا ہے۔ اور یہ کہا گیا ہے کہ سرکار کی طرف توجہ کا پھرنا گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہونے سے برا ہے۔ کیا آپ کو اس توازن کے اندر کوئی قباحت نظر نہیں آتی ہے؟

اسی طرح میں "تقویۃ الایمان" کی وہ عبارات عرض کر چکا ہوں کہ جن میں مولوی اسماعیل صاحب دہلوی ارشاد فرماتے ہیں "کہ سب مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی" اتنا عموم کر رہے ہیں اور بڑے کی وضاحت بھی وہ آپ کر رہے ہیں "اولیا۔ انبیاء۔ امام زادے۔ پیرزادے۔ شہید" تقویۃ الایمان صفحہ ۵ اور کہہ رہے ہیں کہ ———— "خدا کی شان کے آگے چمار سے ذلیل ہے۔"

کیا یہ چمار کی مثال عظمت کے لئے دی جا رہی ہے یا توہین بیان کرنے کے لئے دی جا رہی ہے۔ کسی کی توہین مقصود ہو تو کہتے ہیں کہ تو چمار ہے، تو فلاں ہے تو عرف کے اندر جب چمار کے ساتھ تشبیہ بھی دی جائے تو ذلت سمجھی جاتی ہے۔ یہاں صرف برابری نہیں کی گئی بلکہ چمار سے بھی زیادہ ذلیل کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ تو یہاں کتنی بڑی گستاخی موجود ہے۔ اس کے ساتھ اسی طرح یہ اللہ رب العزۃ کی طرف کذب کی نسبت کے متعلق بھی مولانا صاحب فرما رہے تھے کہ حضرت کلیم نے سمجھا کہ اللہ جھوٹ بول رہا ہے۔ معاذ اللہ! آپ نے یہ آیت کا معنی سمجھا ہے اور کس جملے کا معنی کیا ہے۔ علمائے کلام نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سوال کرنا ہی امکانِ رویت کی دلیل ہے۔ کیونکہ پیغمبر اللہ رب العزۃ کے حق میں جو چیز ممکن ہو یا ناممکن اس سے بے خبر نہیں ہو سکتا۔

marfat.com

لہٰذا! آپ کا سوال کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ دنیا میں اس کا دیکھا جانا ممکن ہے ممتنع اور محال نہیں ہے۔ پھر اللہ رب العزۃ نے اپنے دیدار کو پہاڑ کی ثابت قدمی پر موقوف کر دیا ہے۔ پہاڑ کا ثابت قدم رہنا ممکن ہے اور جو ممکن پر موقوف ہو وہ بھی ممکن ہوتا ہے۔

لہٰذا اس بات سے ثابت ہو گیا کہ رؤیت ممکن ہے۔ ؎ ـــــ جب ممکن ہے تو ایسی صورت میں اگر اللہ رب العزۃ سے اپیل کر بیٹھے تو اللہ رب العزت دنیا میں اپنا آپ دکھا سکتا تھا۔ کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدار ہوا ہے کہ نہیں ہوا۔ ـــــ؟ اگر زمین پر نہیں ہو سکتا تو آسمانوں پر اٹھایا جا سکتا تھا۔ وہاں کرایا جا سکتا تھا۔

بہر حال: حضرت کلیم کی دعا قبول کرنے میں عقلی طور پر کوئی مانع موجود نہیں تھا۔ اور شرعی طور پر امتناع موجود نہیں ہے بلکہ شرعاً دنیا کے اندر دیدار خداوندی ممکن ہے۔ اور اولیائے کرام کو خوابوں کے اندر یہ زیارات اور دیدار نصیب ہوتا رہتا ہے۔ اسی طرح مولانا رشید احمد صاحب کی عبارت کے سلسلے میں میں نے گذارش کی تھی۔

(خان منظور خاں منصف) ـــــ قطع کلامی معاف، یہ مولانا حق نواز نے دوبارہ جو مولانا محمد عمر صاحب کے متعلق کہا ہے کہ ان کے عمل اور کلام میں فرق تھا اس کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں۔

حاشیہ ؎ نیز: اگر لن ترانی کا مطلب یہ ہے کہ تیرا دیکھنا محال ہے تو موسیٰ علیہ السلام کا بطور آزمائش طور کی طرف دیکھنا کہ وہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہتا ہے یا نہیں اللہ کے فرمان پر بے اعتمادی کو مستلزم ہو گا۔ نعوذ باللہ۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ کے نزدیک رؤیت باری تعالیٰ اب بھی محال نہیں تھی۔ لہٰذا اس آیت کریمہ میں رؤیت باری کے محال کا بیان نہیں ہے۔ بلکہ اس کے امکان پہ واضح دلالت موجود ہے۔ جیسے کہ کتب عقائد میں تصریح موجود ہے (منتہیٰ)

marfat.com

اس کے متعلق میں گذارش کر چکا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ میں سوال نہیں کروں گا۔ اور پھر سوال کر بیٹھے۔ یعنی قول اور عمل کے تضاد کا ایک مطلب یہ ہے کہ یہ چیز واجب ہے اس کا خلاف کر لیا یہ شرعاً ممنوع ہوتا ہے۔ ایک یہ ہے کہ بے توجہی اور بے التفاتی کی وجہ سے یہ صورت حال ہو جاتی ہے۔ جیسے میں مثال عرض کر چکا ہوں کہ آپ یہ بھول گئے کہ میں نے یہ وعدہ کیا ہوا تھا اور اس کے بعد سوال کر دیا تو خضر علیہ السلام نے عذر کر دیا کہ اب تم میرے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ تو وہاں بھی قول اور عمل کا تضاد موجود ہے۔ کہا تھا کہ میں سوال نہیں کروں گا۔ پھر سوال کر دیا۔

لیکن! تضاد ایسا نہیں ہے کہ عمداً قصداً اخلاف ورزی کی گئی ہو بلکہ بے توجہی اور بے التفاتی کی صورت میں یہ چیز صادر ہو جاتی ہے۔ لہٰذا دیدار کے مطالبہ اور پہاڑ کی طرف دیکھنے میں جو ذوق آ گیا ہے وہ بھی اسی طرح ہے۔

میں "تذکرۃ الرشید" کی عبارت آپ سے عرض کر رہا تھا اس میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہی ناتمام تھی تو حضرت کلیم کو تو سمجھ نہ آئی کہ دعا تام کیسے کی جاتی ہے اور ناتمام کیسے ہوتی ہے۔ اور مولانا رشید احمد صاحب اس معاملہ میں یہ تمام اور ناتمام کا فرق بیان کر رہے ہیں۔ کہ اگر "یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ" ساتھ نہ کہتے تو پوری لکنت چلی جاتی۔

چنانچہ! یہ ساتھ کہہ دیا تو اللہ رب العزۃ صرف اس قدر لکنت دور فرمائی اس سے زیادہ دور نہیں فرمائی۔ ——— حضرت آدم علیہ السلام کے سلسلے میں یہ ہے کہ حضرت آدم بھاگ رہے تھے اور پوچھا گیا کیوں بھاگتے ہو۔ عرض کیا "حَیَاءً مِّنْكَ" یہ کس موقعہ کی بات ہے۔؟ یہ اس موقع کی بات ہے جب بعد میں وہ اپنی لغزش کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔ ترجمہ) اے رب ہمارے ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔

تو حضرت آدم کی یہ ترجمانی قرآن میں موجود ہے جو کہ اس "حَیَاءً مِّنْكَ

کی علامت تھی یعنی مجھ سے اللہ کے فرمان کی تعمیل میں کوتاہی ہو گئی ہے اگرچہ بھول کر ہو گئی ہے

لیکن! بہرحال یہ وہی چیز تھی جسکو وہ خود (ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا) کے ساتھ تعبیر کر رہے تھے۔ لہٰذا (حیاء منك) میں کیوں حیا تھا۔ اس کی کیا علامت تھی۔ وہ سمجھتے تھے کہ میں گنہ گار ہو گیا ہوں تو حیا کی اسی علامت اور حقیقت کی وہاں وضاحت کر دی گئی ہے۔ —— اس کے علاوہ آپ نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ "میرا پیر عین محمد ہے"

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ وہی صوفیاء کے قبیلہ سے بات ہے۔ اور پیروں اور مریدوں کی عقیدت کا معاملہ ہے اور یہ ان لوگوں کی کتابوں میں سے نہیں ہے۔ جنکے ساتھ بریلویت کا تشخص قائم ہے۔ لیکن! اگر آپ کو یہی کہ عقیدت مندی کے مرثیے اس ضمن میں زیر بحث لانے جائیں۔ تو میں ذرا آپ سے یہی پوچھتا ہوں۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (ارنی انظر الیك) کا سوال کیا تھا؟ اور آپ کے مولانا محمود الحسن صاحب جنکو شیخ الہند کہا جاتا ہے اور چوٹی کے عالم ہیں وہ مولانا رشید احمد کی وفات کے بعد مرثیہ لکھتے ہیں۔ کہ

؎ تیری تربتِ انور کو دیکھ کر طور سے تشبیہ۔
کہے ہوں بار بار (اَرِنِیْ) دیکھی میری بھی نادانی۔

کہ تیری تربتِ انور کو میں طور سے تشبیہ دیتا ہوں۔ تو طور پر جس طرح رب کی تجلی کا ظہور ہوا تھا جب کہ موسیٰ کلیم کہہ رہے تھے۔ انظر الیك) اور یہاں قبر کو طور قرار دیا جا رہا ہے۔ اور جو طور پر تجلیاں ظاہر ہوئیں تھیں ان تجلیوں کا یہاں بھی مطالبہ کیا جا رہا ہے اور یہاں رشید احمد صاحب کے دیدار کی صورت میں کہا جا رہا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو کلیم کے منصب پر پہنچایا جا رہا ہے تو اگر خداوند قدوس کی تجلیات کے مقابلے میں رشید احمد کی تجلی کو رکھ کر یہ شعر گستاخی اور بے ادبی نہیں ہے —— تو مولانا غلام جہانیاں نے جو یہ کہہ

marfat.com

دیا ہے۔ تو اس کے اندر کیا بے ادبی ہوگی۔

بہر حال! میں نے یہ تمثیل عرض کر دی۔ باقی غلام جہانیاں صاحب کے ساتھ مسلک بریلوی کا تشخص قائم نہیں ہے۔ وہ پیری، مریدی کے معاملہ کی بات تھی۔ جس بنا پر انہوں نے کہا ہے[۱] (وقت ختم)

دیوبندی مناظر نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ قابل صد احترام سامعین! سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے سلسلے میں بات چل رہی تھی میرے فاضل مخاطب نے دوران تقریر ارشاد فرمایا ہے

"کہ موسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں زیارت کر سکتے تھے اور زیارت ممکن تھی۔" علماء نے اس سے اللہ کے دیدار کو ممکن ثابت کیا ہے۔

میرے قابل صد احترام سامعین ——— گذارش یہ ہے کہ مفسرین نے تو یہ لکھا ہے کہ ان کی استدعا ہی اللہ کے دیدار کے لئے ثبوت ممکن ہے۔ یہ کب لکھا ہے اور کس وقت لکھا ہے۔ دیدار کو ممکن لکھنے کا یہ معنی نہیں کہ اس دنیا میں انسانی آنکھوں کے ساتھ دیدار ہو سکتا ہے۔

چنانچہ! میں اس کے ثبوت کے لئے آپ کے حضرت مولانا احمد رضا خاں

حاشیہ: [۱] وقت ختم ہونے کی وجہ سے (راقم) کے دوسرے حوالے کا جواب نہ دیا جا سکا اگلی عبارت میں مولانا نے خود اپنے مقصد کی وضاحت کر دی ہے فرماتے ہیں۔ " تو آفتاب نبوت، ماہتاب نبوت، خورشید ہدایت، نیر محبوبیت، جب ہر طرح کمال کو پہنچ گیا تو اب نظر سفلاء میں اس کا زوال لازمی ہوا۔ جب وزیر دبیر نظم مملکت کو چکا تو دورے کا التوا ضروری ہوا۔ تاکہ وہ اپنے دار السلطنت میں قرار پکڑے۔ چنانچہ جب تکمیل اسلام اور اتمام انعام ہو چکا تو ناظم علی سید بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مصیبت خانہ دنیا میں رہنے سے تعلق بھی کیا رہا۔ ——— اول۔ تو اس کو نظر سفلاء میں زوال کہا جا رہا ہے نہ کہ اپنے عقیدے کے لحاظ سے۔ دوسرا۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زوال اور نقص (العیاذ باللہ)

marfat.com

صاحب کا نام پیش کرتا ہوں۔ وہ اپنے ملفوظ عنا صفحہ ۲۵ پر فرماتے ہیں کہ "دیدارِ الٰہی دنیا میں بحالتِ بیداری ان آنکھوں سے محال ہے"۔

پتہ چل گیا کہ اس دنیا میں اللہ کا دیدار ان آنکھوں سے محال ہے۔ ممکن ہے تو بروزِ محشر ہے۔ یہاں تو آپ کے اعلیٰحضرت اسکو محال قرار دے رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ شرعاً کوئی محال نہیں ہے۔ اس کے حاشیہ پر آپ ہی کے مفسر مفتی نعیم الدین صاحب مرادآبادی نے لکھ دیا کہ اس دنیا میں کوئی بشر دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو یہی بات ثابت ہو رہی ہے کہ دنیا میں کوئی دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

اور اسی طرح علامہ روح المعانی نے بھی تفسیر کرتے ہوئے اس آیت میں انہوں نے یہی لکھا کہ۔ (لَا قَابِلِيَّةَ لَكَ) موسیٰ! آپ کی یہ قابلیت نہیں ہے کہ آپ میرا دیدار نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام کی تو معاذ اللہ وہ درکار، اور غلطی ثابت ہی نہیں ہوتی۔

چنانچہ! روح المعانی صفحہ ۳۵ پر یہ چیز موجود ہے (لَنْ تَرَانِیْ اَیْ لَا قَابِلِيَّةَ لَكَ) وَاَنْتَ عَلٰی مَا اَنْتَ عَلَيْهِ وَهُوَ مَعْنَى الْاِرَاءَةِ الْمَطْلُوْبَةِ عَلٰی اَتَمِّ وَجْهٍ یہ علامہ روح المعانی ایک مانا ہوا مفسر ہے۔ یہ (لَنْ تَرَانِیْ) کا معنی کر رہے ہیں کہ

حاشیہ: بقیہ سے مراد نہیں بلکہ اہل دنیا سے اس عظیم نعمت کا زوال مراد ہے۔ کیونکہ آپ کی بعثت سے مقصود تکمیل اسلام اور اتمام دین تھا جب وہ مقصود پورا ہو گیا تو آپ کو اپنے ہاں بلا لیا۔ اور اہل اسلام جس نعمت کاملہ سے آپ کی ظاہری حیاتِ طیبہ میں مالا مال تھے۔ اس سے محروم ہو گئے۔ پہلے پہل فتنہ وارتداد رونما ہوا بعد ازاں باہم نزاع و اختلاف۔ خلافت راشدہ کا دور بے شک خیر و برکت کا دور تھا۔ مگر زمانہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو کیا نسبت جیسے کہ خلافت راشدہ کے بعد والے دور کو خلافتِ راشدہ سے کوئی نسبت نہیں۔ (منتہٰی)

marfat.com

اس دنیا میں قابلیت ہی نہیں تھی۔ اس لئے موسٰی علیہ السلام کا پہاڑ کی طرف دیکھنا عین ممکن تھا اور انہوں نے ٹھیک دیکھا۔ مولانا عمر صاحب نے ان پر الزام لگایا ہے کہ نہ دیکھتے تو ایسا ہو جاتا۔ اس کے بعد آپ نے ایک طور والا شعر پڑھ کر کہا ہے ۔ مولانا محمود الحسن نے فلاں شعر کہا ہے لیکن میں آپ سے آپ ہی کی ذات کا واسطہ دے کر گذارش کروں گا۔ شعر میں لفظ موجود ہے ۔

"کہ دیکھی میری بھی نادانی ہے"

شاعر خود کہتا ہے کہ میں ایک نادان اور بے وقوف ہوں کہ ایک قبر کو طور سے تشبیہہ دے رہا ہوں۔ جب وہ اپنی نادانی تسلیم کر رہا ہے کہ میری غلطی ہے اور ایک نادانی مانتے شخص کو کہنا کہ تو تو قبر کو طور مانتا ہے تو یہ حوالہ قابل سند اور قابل اعتبار نہیں ہو گا۔ اس شاعر نے خود مان لیا کہ میری نادانی ہے میں قبر کو کیسے طور تشبیہہ دے رہا ہوں۔ یہاں اس سلسلے میں وہ عبارت قطعاً پیش نہیں کی جا سکتی اس کے ساتھ ساتھ میری "مقیاس حنفیت" کے قول و عمل میں تضاد والی عبارت میں سے اس سوال کو اٹھائیں کہ قول و عمل کا تضاد ہے کہ نہیں ہے۔ انہوں نے لکھ دیا کہ موسٰی علیہ السلام کے قول و عمل میں چونکہ فرق آگیا اس لیئے اپنے مقصد میں ناکام رہے۔ پیغمبر کو اپنے مقصد میں ناکام کہا اور بلا وجہ کہا جب کہ یہ بات نہیں ہے۔ آگے اس کے ساتھ میں کہنا چاہتا ہوں کہ میرے سابقہ حوالہ جات اسی طرح قائم ہیں۔ ان کے کما حقہ جوابات نہیں آئے۔ یہ مزید پیش کرنا چاہتا ہوں یہ "فوائد فریدیہ" میرے ہاتھ میں ہے اور شہباز طریقت شہنشاہِ ولایت خواجہ غلام فرید صاحب کی لکھی ہوئی ہے اس کے صفحہ ۷۳ پر موجود ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابا یزید بسطامیؒ سے کہا کہ قیامت کے دن ہر ایک آدمی حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے ہو گا۔ حضرت ابا یزیدؒ نے فرمایا: میرا جھنڈا محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے سے زیادہ ہے۔

اسی طرح "فوائد فریدیہ" کے صفحہ ۷۲ پر ہے۔ حضرت جنیدؒ مناجات

میں فرماتے ہیں ——— " میں عرش و کرسی لوح و قلم ہوں. میں جبرائیل میکائیل، اسرافیل، عزرائیل. میں موسیٰ و عیسیٰ ہوں" ؎

میرے واجب الاحترام! کیا یہ عشق تسلیم کر لیا جائے گا. جیسے کہ آپ فرما رہے ہیں کہ اس چیز میں عشق ہے. امام الانبیاء کو عین محمدؐ. کہہ دیا گیا. ایسا عشق شرعًا قبول ہوگا کیا ایسے لوگوں پر گرفت نہیں کی جائے گی. ؟ اور کیا ایک منبر و محراب سے دین کی ترجمانی کرنے والا مبلغ ایسے پیروں کی نشاندہی نہیں کرے گا؟ کہ ان کی بیعت چھوڑ دو. یہ اپنے پیروں کو " عین محمد" کہتے ہیں. ان کی اتنی تاویل کافی ہوگی کہ انہوں نے یہ عشق میں کہہ دیا ہے اس کے لئے کوئی ثبوت نہیں کہ وہ نبی کی عزت کو پائمال کرتے جائیں۔

گویا! اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کی تعریف کر کے مان لیا کہ توہین تو ہے لیکن اس کی تعریف کر کے یعنی اسے الزام لگانا کافی ہے.

میرے واجب الاحترام سامعین! اسی طرح " فوائد فریدیہ " میں اس کے صفحہ ۸۲ پر لکھا ہے کہ ایک شخص خواجہ معین الدین صاحب چشتی اجمیری کے پاس آیا اور عرض کی کہ مجھے اپنا مرید بنائیں. فرمایا کہ کہہ " ——— لا الٰہ الا اللہ چشتی رسول اللہ "

میرے واجب الاحترام سامعین! ان حوالہ جات کے بعد میں یہ بتلانا

حاشیہ: ؎ کیا حضرت جنیدؒ اور حضرت بایزیدؒ بریلوی علماء میں سے تھے ان کی عبارات پیش کرنے کا کیا جواز؟ مگر مولوی صاحب نے منصفین کے بار بار ٹوکنے پر اس بے جا حرکت کو ترک نہ کیا اور محض کچھ نہ کچھ بولتے رہنے کو ہی کافی سمجھا. نیز؟ مولوی رشید احمد صاحب فرماتے ہیں کہ شطحیات صوفیاء کو نہ رد کرے اور نہ قبول کرے. " فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۸۶ "

لہٰذا مولوی صاحب اپنے امام و پیشوا سے پوچھیں کہ ان کا رد کیوں نہ کریں. اور انکی بیعت سے لوگوں کو کیوں نہ بچائیں.؟ اور گستاخ کو گستاخ کیوں نہ کہیں.؟ (منتھیٰ)

marfat.com

چاہتا ہوں کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے انبیاء کی توہین کی ہے۔ کیسے کی ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب "ملفوظات" جلد ۱ میں تحریر کیا ہے کہ۔

"ایک میاں صاحب آپ کے پاس آتے ہیں وہ شاہ اسماعیل کے سلسلے میں بحث کرتے ہیں۔ بحث کرتے ہوئے انہوں نے کہا۔ جناب والا! — آپ نے شاہ اسماعیل کو کافر کہہ دیا ہے! مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب نے کہا میں نے کافر کب کہا ہے۔ میری طرف سے "الھندیہ" اٹھاؤ۔

پھر اسی شخص نے سوال کیا کہ آپ نے کسی کتاب میں لکھا ہے کہ شاہ اسماعیل رسالت کا منکر تھا۔ اور کہتا ہے کہ رسول کو نہ مانو، ملائکہ کو نہ مانو، قیامت کو نہ مانو، میں نے کہا لکھا ہے اسی کتاب میں لکھا ہو گا دیکھ لو۔ چنانچہ! میاں صاحب کے ساتھ مکالمہ کیا۔ مکالمہ میں تسلیم کیا کہ میں نے یہ بھی لکھا ہے کہ "شاہ اسماعیل رسالت کا منکر ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ میں اس کو کافر نہیں کہتا ہوں"۔

میرا سوال ہے! اے فاضل مخاطب جب شاہ اسماعیل رسالت کا منکر تھا تو رسول کے منکر کو کافر کیوں نہ کہا۔ یہ بڑی پرلے درجے کی رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ اگر نبی کا منکر کافر نہیں تو اور کون دنیا میں کافر ہو گا۔

مولانا احمد رضا خاں صاحب نے "الکوکب الشھابیۃ" میں لکھا کہ شاہ اسماعیل نے امام الانبیاء کو پادری جیسی گالیاں دی ہیں اور اسی طرح کے الفاظ لکھتے گئے۔ اور آخر میں یہ فتویٰ دیا کہ میں ان کو کافر نہیں کہتا؛

آپ ارشاد فرمائیں کہ لزوم اور التزام کا فرق کیا ہے۔ تو اس میں وہ یہ لفظ لکھتے کہ "صریح گالی دی صاف صاف اقرار کر لیا صاف صاف پادریوں کی طرح گالیاں دیں"۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب کے ان الفاظ میں کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ وہ صاف صاف کے الفاظ استعمال کر کے ان کو ایک طرف نبی کو گالیاں دینے کا اقرار بھی کرتے ہیں۔

دوسری طرف مسلمان مان رہے ہیں گویا نبی کو گالیاں دے دینا یہ اسلام کے

marfat.com

خلاف بات نہ ہوئی۔ اور یہی عین توہین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ہے کہ بنی کو جو گالیاں دے اس کو مسلمان سمجھا جائے۔

میرے واجب الاحترام سامعین! اسی طرح "الکوکبۃ الشہابیۃ" میں لکھا کہ شاہ اسماعیل اپنے پیر کو بنی مانتا تھا اور اپنے پیر پر وحی نازل ہونا مانتا تھا اپنے پیر کے نام پر "اللھم صل علی" پڑھتا تھا۔ اس کے باوجود یہ کیا میں کافر نہیں کہتا ہوں۔ اب میں مسلمانوں سے پوچھتا ہوں کہ ایک بندہ اپنے پیر کو بنی بھی مانے۔ اس کے رتبے میں "اللھم صل علی" بھی کہے اور اس کے اوپر وحی آنا بھی مانے اس کے بعد وہ کافر کیوں نہیں ہے۔ آپ کہیں گے لزوم اور التزام کا فرق ہے۔ کیسے فرق ہے۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب لکھتے ہیں کہ لوگو! بتلاؤ اور نبوت کیا ہوتی ہے۔ یہی تو ہوتی ہے کہ ایک ولی اپنے پیر کے لئے ایمان لائے۔ اس میں تو وہ التزام ثابت کر رہے ہیں۔ لے دے کے شاید جیسے آپ کے مفتی نعیم الدین صاحب نے ایک تاویل کی ہے۔ کہ شاہ اسماعیل نے توبہ کرلی تھی۔ یا اس طرح آپ کوئی اور تاویل کریں۔ تو میں بتلا دینا چاہتا ہوں کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے اپنے "ملفوظات" میں لکھا ہے کہ جب ان سے پوچھا گیا کہ وہابی کے لئے دعا کی جائے کہ وہ توبہ کرے اور اللہ اسے توبہ کی توفیق دیے۔ فرمایا! وہابی کے لئے توبہ کی دعا نہیں کی جا سکتی۔ وہ توبہ نہیں کرے گا اور اس عبارت میں لزوم والتزام بھی نہیں تو توہین ثابت ہوگئی۔ اس کے بعد بھی اسے کافر نہ کہنا یہ بھی توہین مصطفےٰ ہے[1]

اسی طرح مولانا احمد رضا خاں صاحب اپنی کتاب فتاویٰ کے صفحہ ۱۱۶ پر فرماتے ہیں کہ حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ۔ حضور اکرم صلی اللہ

حاشیہ: [1] حضرت مولانا احمد رضا علیہ الرحمۃ نے مولوی اسماعیل کی اس قسم کی جملہ عبارات کو کفریہ کہا ہے۔ اور ان کے ظاہری معنی کے لحاظ سے لازم آنیوالی خرابیوں کو ان الفاظ سے تعبیر

marfat.com

علیہ وسلم، کے وارث کامل نائب تمام آئینۂ ذات ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ و سلم مع اپنی جلیل صفات جمال وجلال وکمال اور ذات کے ان میں متجلی ہیں جس طرف تجلی فرما ہوئے، من رأنی فقد رأ الحق، تعظیم غوثیت عین تعظیم رسالت ہے، عین تعظیم سرکار رسالت ہے۔ جمیع صفات کا ذکر کیا ہے کہ غوث پاک میں امام الانبیاء کی جمیع صفات آگئیں۔ اس امام الانبیاء کا علم آپ کی صفت ہے۔ آپ کی ختم نبوت آپ کی صفت ہے، عظمت آپ کی صفت ہے۔ تو کیا یہ تمام صفات آگئیں۔

(وقت ختم)

بریلوی مناظر حضرت علامہ شیخ الحدیث صاحب،

حضرات گرامی! میرے فاضل مخاطب نے حضرت مولانا احمد رضا علیہ الرحمۃ) کا ارشاد نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں رؤیت محال ہے حضرات علماء بیٹھے ہیں. آپ کو پوری طرح علم ہے۔ اور نبراس شرح عقائد کی شرح اور خود شرح عقائد میں بھی موجود ہے۔ یہاں آپ یہ دیکھ سکتے ہیں کہ اس معاملے میں علمائے اہلسنت کا کیا مذہب ہے کہ رؤیت اللہ کی دنیا میں ممکن ہے۔ بالفعل نہیں ہے۔ قیامت کے دن بالفعل ہوگی۔

اب مولانا حق نواز صاحب فرماتے ہیں قیامت کو ممکن ہے اور دنیا میں ممکن ہی نہیں ہے۔ تو اہلسنت کا مذہب جو کتب عقائد میں موجود ہے اس کے بالکل خلاف کہہ رہے ہیں۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ کس کتاب میں لکھا ہے کہ دنیا میں ممکن ہی نہیں۔ اور آخرت میں ممکن ہے۔ عقائد کی جو کتب میں ان کی بات کریں دنیا کے اندر ممکن ہے۔ رہ گیا محال کا لفظ تو محال بالذات کا ذکر کیا ہے اور نہ بالغیر ذکر کیا ہے۔ مطلق محال ذکر کیا ہے۔ لہٰذا یہ محال بالغیر کے لحاظ سے ہے کہ

حاشیہ:۔ بقیہ، کیا ہے۔ اور امکان تاویل اگرچہ بعید سہی مگر قائل کے التزام کفر کا یقین کرنے سے مانع ہے۔ لہٰذا بالخصوص نام لے کر فتوائے کفر کا نہیں دیا۔ مفصل تقریر پہلے آچکی ہے (منتہی)

marfat.com

عوام کے حق میں اللہ رب العزۃ نے یہ خبر دی ہے کہ عوام مطالبہ نہیں کر سکتے ہیں اور شرح عقائد کے اندر یہی بات واضح کی گئی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا کہ " کوئی آنکھ حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، نے بھی اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں کیا۔ کیوں! اللہ فرماتا ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ، آنکھیں اُس کو نہیں دیکھ سکتی ہیں۔ لہٰذا سرکار نے بھی نہیں دیکھا ہے۔

تو علمائے کلام نے اور ہمارے اہلسنت نے عقائد کی کتابوں میں جو صدیوں سے پڑھی پڑھائی جا رہی ہیں تصریح فرمائی ہے کہ، لا تدرکہ الابصار، کا مطلب یہ ہے کہ ساری نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتی ہیں۔ یہ رفع ایجاب کلی ہے ساری نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتی ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی مخصوص نگاہ بھی اس کا ادراک نہیں کر سکتی ہے۔ تو انبیاء کرام علیہم السلام کی خصوصیت وہ الگ بات ہے۔ اور عوام کے لئے جو حکم ہے وہ الگ بات ہے۔ قول باری تعالیٰ ماکان لبشر ان یکلمہ اللہ، کہ کوئی بشر اللہ کریم کے ساتھ تین صورتوں کے علاوہ کلام نہیں کر سکتا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رض نے صریح آیت سے استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی بشر تین صورتوں کے علاوہ کلام نہیں کر سکتا۔ تو رؤیت کیسے ہو گئی۔ کلام تو شب معراج میں ہوا مگر رؤیت نہیں ہوئی۔ علمائے عقائد نے اس کا بھی یہی جواب دیا ہے۔ کہ (ما کان لبشر) کے اندر جو کچھ فرمایا گیا ہے اسکی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، کے لئے دیدار خداوندی ثابت کرنا اس کی باہمی تطبیق یہ ہے کہ رؤیت کی حالت الگ ہو جائے اور کلام کی حالت الگ ہو جائے۔ لہٰذا دنیا کے اندر کوئی نبی نہیں ہے کہ جسوقت اللہ سے ہمکلام تھا اس وقت اسے دیدار ہوا ہو۔ اور جس وقت دیدار ہوا اسوقت ہمکلام نہیں تھا۔

لہٰذا! اس آیت کا جواب بھی اسطرح دیا اور ان آیتوں کی تصریح کے باوجود علمائے اہلسنت کی کتابوں کے اندر جمہور علماء کا یہی مذہب نقل کیا گیا ہے کہ اللہ کا دیدار دنیا کے اندر ممکن ہے۔ اور آخرت کے اندر بالفعل پایا جائے

marfat.com

گا۔ اور ہر کوئی اس کے دیدار سے مشرف ہو گا۔ وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ؕ اس دن کئی چہرے ہوں گے جو تر و تازہ ہوں گے اور اللہ رب العزۃ کا دیدار کریں گے۔ وہاں پھر امکان کی بات نہیں ہے۔ آپ نے اس سلسلے میں اعلحضرت کا جو حوالہ دیا ہے اس کا جواب عرض کر گیا ہوں کہ انہوں نے محال بالغیر کے لحاظ سے کہا ہے۔ اور وہ بھی عوام کے لحاظ سے ہے نہ کہ انبیاء کرام کے لحاظ سے ہے۔ اتنی صریح آیات کے ہوتے علماء نے عقائد کی کتابوں میں سرکار کے دیدار کو مستثنیٰ کر دیا ہے۔ رہ گیا یہ معاملہ کہ آپ نے حضرت معین الدین اجمیری رضی اللہ عنہ، کے متعلق یہ ذکر فرمایا ہے کہ انہوں نے، لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ کہلوایا۔ تو کلام علمائے بریلوی کے معتبر علماء کی گستاخانہ عبارات میں تھی اور آپ حضرت خواجہ ہند کی بات پیش کر رہے ہیں۔ یا جس مرید نے آپ کا یہ قول نقل کیا ہے اس کی بات پیش کر رہے ہیں۔ لہٰذا۔ اگر تم خواجہ ہند کو علمائے بریلوی کے کھاتے میں ڈالتے ہو تو بے شک ہم ان کے اس قول کا جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔

الحمد للہ، مگر ایسی صورت میں تمہیں یہ تبلانا پڑے گا کہ آپ کہاں سے نکلے ہیں۔ اور تمہارا مذہب و مسلک کیا ہے۔ اگر ایسی عبارتیں ہمارے اکابر سے منقول ہیں تو یہ مثالیں تو آپ کے ہاں بھی موجود ہیں۔ یہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا، رسالہ ،، الامداد ،، جو ۳۵ء کا چھپا ہوا ہے اس میں ہے کہ مولانا اشرف علی صاحب سے ان کے ایک مرید عرض کرتے ہیں کہ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، پڑھتا ہوں۔ لیکن محمد رسول اللہ،، کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں۔ اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہوئی غلط پڑھ دیا ہے۔

چنانچہ! اس کو صحیح پڑھنا چاہیئے! تو اس حال میں دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں۔ دل میں تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جائے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے

marfat.com

"محمد رسول اللہ" کے "اشرف علی" کا نام نکل جاتا ہے۔ حالانکہ! مجھ کو معلوم ہے کہ اس طرح کلمہ شریف درست نہیں ہے۔ لیکن زبان سے بے اختیار یہی کلمہ نکل جاتا ہے۔

یہ صورت تو خواب کی تھی۔ لیکن اس کے بعد حالت بیداری میں جب کلمہ شریف کی غلطی پر خیال آیا تو اس بات کا ارادہ کیا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے تاکہ پھر کہیں ایسی غلطی نہ ہو جائے۔ بایں خیال بندہ لیٹ گیا اور دوسری کروٹ بدل کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" پر درود بھی پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں کہ "اللھم علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی" حالانکہ اب بیدار ہوں خواب بھی نہیں ہے۔ لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں۔ زبان اپنے قابو میں نہیں ہے۔ تو اب بیداری میں درود پڑھا جا رہا ہے۔ "اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی رسول اللہ" اور خواب میں "لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ" پڑھا جا رہا ہے۔ اب یہ خواب اور بیداری کی باتیں مولانا اشرف علی کی طرف لکھی جاتی ہیں اور کہی جاتی ہیں لیکن وہ اس کا جواب کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ "اس میں اشارہ ہے کہ تو جدھر متوجہ ہے وہ متبع سنّت ہے یعنی تو جس کا مرید ہے جس سے عقیدت رکھتا ہے جس سے نسبت رکھتا ہے وہ متبع سنت ہے"۔

اس کی حوصلہ افزائی کر دی گئی ہے کہ کوئی ڈر نہیں گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے تو جدھر توجہ کر رہا ہے وہ متبع سنت ہے۔ لہٰذا بیداری میں منہ سے جو نکل جائے وہ قابل مؤاخذہ نہیں ہے۔ تو حضرت! یہ معاملہ تو آپ کے ایک مستند عالم دین، حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب کا بھی ہے۔ اور آپ یہاں حضرت خواجہ معین الدین اجمیری (رضی اللہ عنہ) کی بات پیش کر رہے ہیں۔ فقرا سکر کے اندر "انا الحق" بھی کہہ جاتے ہیں ان کو سولی پر بھی لٹکا دیا جاتا ہے وہ ایک الگ معاملہ ہے لیکن جو علمائے ظاہر ہیں جو بزعم خویش پابند شریعت ہیں۔ اور ان فقراء کو بھی سولیوں پہ

marfat.com

لٹکانے والے ہیں۔ ذرا ان کی بات بھی آپ دیکھیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ اور ایسی بات کہنے والے کی تائید اور تصدیق اسی طرح کرتے ہیں کہ جدھر تم متوجہ ہو بحمد اللہ وہ متبع سنت ہے

اس کے علاوہ اسی طرح خوابوں کے اندر بھی یہ بات پیش آتی رہی ہے غالباً ۱۳۴۴ھ کا ماہِ ربیع الاوّل کا ذکر ہے کہ دیکھتا ہوں کہ "جہاں پور" مسجد موضع خان میں شمال کی طرف منہ کئے بیٹھا ہوں کہ ایک صاحب نمودار ہوئے دونوں ساقیں نصف نصف کے قریب کھلی ہوئی تھیں۔" دونوں ساقیں یعنی آدھی پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں۔ بعد نمودار ہونے کے میرے دل میں خیال آیا کہ یہ "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کے قدمین شریفین کو بوسہ دو۔ کیونکہ کبھی ایسا موقع میسّر نہ آئے گا۔ میں اس وقت ہاتھ سے جھاڑو رکھ کر قدموں میں گر گیا۔ اور ان قدموں کو پکڑ کر سر جھکا دیا۔ اور قدموں کو بوسہ دیا۔ اور آپ پر اس طرح صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہوں۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ"

والصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ

بعد میں پتہ چلا کہ یہ تو مولانا اشرف علی صاحب تھانوی تھے۔ اور یہ درود اُن پر پڑھا گیا۔ جب یہ معلوم ہو تو ضمیر خطاب کو مبہم کر کے اس طرح پڑھنا شروع کر دیا کہ " الصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ

والصلوٰۃ والسلام علی نبی اللہ

(اصدق الرویاء از اشرف علی تھانوی)"

اور آپ نے مرثیہ والے شعر کا جواب یہ دیا ہے کہ وہ نادانی میں کہا گیا ہے۔

منصف :۔ ذرا اس کا حوالہ تو بتا دیجئے جو آپ پہلے بیان فرما رہے تھے

مناظر :۔ یہ کتاب "اصدق الرویا" ہے یہ مولانا اشرف علی صاحب کی اپنے خوابوں کی تعبیرات نقل کی ہوئی ہیں۔ انہی کے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی ہیں۔

marfat.com

خواب بیان کئے گئے ہیں۔ انہوں نے ان کی تعبیرات بیان کی ہیں۔ وقت ختم،
یہ آخری گھنٹہ بریلوی فاضل مناظر کی طرف سے اعتراضات کا تھا۔ چنانچہ
بریلوی فاضل مناظر نے پھر تقریر شروع کی۔

بریلوی فاضل مناظر حضرت علامہ شیخ الحدیث صاحب: بسم اللہ الرحمن الرحیم! ہیں! آپ کے سامنے

"تقویۃ الایمان" اور "صراط مستقیم" کی چند عبارات پیش کر چکا ہوں جن کا ابھی تک ہمیں کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ ایک تو "صراط مستقیم" کے اندر جو توازن قائم کیا گیا تھا قرونِ اولیٰ کے مفسرین محدثین کے اقوال میں سے ہمیں اس قسم کی کوئی مثال بتلائی جائے۔ کہ کسی نے اس قسم کا توازن قائم کیا ہو کہ ایک طرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم، کا خیال ہو اور اس کے مقابلے میں گدھے اور بیل کا ذکر ہو۔ اسی طرح کسی کے چمار سے ذلیل کہنے کا خصوصی طور پر ذکر کیا ہو عمومی طور پر "الدنیا ملعونۃ وملعون مافیھا" یعنی دنیا بھی ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے کہنا ثابت ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ مستثنیات کا بھی ذکر موجود ہے۔ جس کا ذکر پہلے آچکا

حاشیہ: ۱؎ تو کیا آپ کے ہاں شیخ الہند وہی ہوتا ہے جو نادان ہو اور کیا آپ ایسے نادانوں کو دفوع القلم سمجھتے ہو اور مواخذہ شرعی سے مادرا! جب یہ قطعاً غلط ہے وہ با ہوش وحواس تھے اور آپ کے دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث اور شیخ الہند تو انہوں نے جو کچھ کہا عمداً کہا۔ اور لفظ نادانی کا محض زیبِ داستان کے لئے کہا گیا ہے۔ تو ہمارا یہ اعتراض اسی طرح قائم ہے کہ رشید احمد کی تجلیات کو تجلیاتِ الٰہیہ قرار دینے والا اور اپنے آپ کو کلیم قرار دینے والا اور رشید احمد کی تربت کو "طور" قرار دینے والا بے ادب وگستاخ ہے یا نہیں؟ صرف اپنے پیر و مرشد کو عین محمد کہنے والا بے ادب ہے۔ اپنے پیر و مرشد کو عین خدا اور اپنے آپ کو کلیم اللہ کہنے والا بے ادب وگستاخ نہیں ہے۔ تمہارے بے ادبی وگستاخی کے پیمانے اپنوں کے لئے الگ کیوں ہیں اور دوسروں کے لئے الگ کیوں؟ کیا مولانا محمود الحسن صاحب سے توبہ کا مطالبہ کیا گیا اور توبہ نہ کرنے کی صورت میں ان کو بے ادب اور گستاخ کہا گیا؟

marfat.com

ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دوسری عبارات جواب میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ان میں سے پہلی عبارت یہ ہے کہ مولانا اسماعیل صاحب دہلوی "تقویۃ الایمان" کے اندر ہی ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ

> جس کا نام محمدؐ یا علیؓ ہے وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں ہے

یہ الگ مسئلہ ہے کہ سرکار کو اختیار ہے کہ نہیں اور وہ کتنے ایک اختیار کے مالک ہیں۔ مختار بالذات ان کو کوئی بھی نہیں مانتا۔ جو سنی جتنا اختیار بھی مانتا ہے اللہ کی عطا سے ہی مانتا ہے۔ لہٰذا کسی مومن کے شرک کو زائل کرنے کے لئے یہ انداز اختیار کرنا کہ "جس کا نام محمدؐ یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں ہے" سخت بے ادبی ہے "جس کا نام محمدؐ یا علی ہے" اس جملہ میں کتنا تجاہل کارفرما ہے۔ کتنی بے نیازی برتی گئی ہے کہ ہمیں تو پتہ نہیں "محمدؐ" کون ہے یا "علی" کون ہے۔ بہرحال! جس کا نام محمدؐ یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں ہے۔

آپ غور کریں! جو مولانا حق نواز صاحب کے معتقدین ہیں وہ یہ نہیں کہیں گے کہ جس کا نام حق نواز ہے اُس کے ہاں کچھ بھی نہیں۔ اس کا علم کچھ نہیں ہے۔ وہ جاہل مطلق ہے۔ بلکہ وہ ادب سے اس کا نام لیں گے۔ مولانا حق نواز صاحب مدظلہ یا دامت برکاتہ، کہیں گے۔ اور اگر ہوسکا تو مولانا حق نواز صاحب "شیر جھنگ" بھی کہہ دیں گے۔ ان کا نام لیتے وقت جس کا نام حق نواز ہے والا جملہ ہرگز استعمال نہیں کریں گے۔ ———— لیکن سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم، اور حضرت علی کے بارے میں کہنا کہ "جس کا نام محمدؐ یا علی ہے" یہ بہت بڑی بے باکی دیدہ دلیری اور جسارت والی صورت ہے

اس کے علاوہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ حضرت" کا لفظ ذکر نہیں کیا ہے اور اسی طرح حضرت علی نہیں کہا۔ نبی پاک

marfat.com

کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہا۔ مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے اسم پاک کے ساتھ کرم اللہ وجہہ یا رضی اللہ عنہ نہیں کہا۔ مسئلہ سمجھانے کے لئے یہ کہا جا سکتا تھا کہ وہ مختار کل نہیں ہیں۔ وہ مختار بالذات نہیں ہیں۔ ان کے سامنے اپنے عقیدے کے اظہار کے لئے اور بھی بہت سی عبارتیں ہو سکتی تھیں۔

مگر یہ لب ولہجہ اختیار کرنا کہ —— "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں ہے" کھلی بے ادبی اور گستاخی ہے۔

اس کے ساتھ ہی انہی مولانا اسماعیل شہید دہلوی صاحب کی "تقویۃ الایمان" کی دوسری عبارت بھی عرض کئے دیتا ہوں۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ حضور! اجازت عنایت فرمائیں کہ ہم آپ کو سجدہ کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"کیا جب تم میری قبر پر سے گذرو گے تو پھر بھی سجدہ کرو گے تو عرض کی نہیں سجدہ نہیں کریں گے" —— یہ تو حدیث کا مضمون تھا۔ لیکن اس پر مولانا اسماعیل صاحب "یعنی" کے ساتھ اضافہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"

ہمیں اس سے غرض نہیں کہ وہ حیاۃ نبوی کے قائل تھے یا نہیں تھے ہمیں تو اس اندازِ تکلم اور اس شانِ بے نیازی سے کلام کرنا مقصود

حاشیہ: عل، ان الفاظ کے دیکھنے سننے والوں کو یہ معلوم ہی نہیں ہو سکتا کہ سید الانبیاء اور سرچشمۂ ولائیت کی بات ہو رہی ہے یا مولوی اسماعیل صاحب کے کسی نوکر چاکر کی۔ کیا یہ گستاخی کی انتہا نہیں ہے کہ آدمی جس کا کلمہ پڑھے اس کے ساتھ اس قسم کی بے پروا ہی اور بے نیازی برتے اور تجاہل عارفانہ :۔

(منتہی)

marfat.com

ہے کہ "مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں" عرف عام اور محاورات کے اندر، عام بول چال کے اندر کس معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اور جو شخص یہ بات سنے گا اس سے کیا نتیجہ اخذ کرے گا۔ اور جو لوگ اس کو پڑھیں گے یا سنیں گے وہ کس قدر گمراہ ہو جائیں گے۔ تو اس معاملہ میں یہ بہت بڑی بے احتیاطی کی گئی ہے۔

اس کے ساتھ ہی میں اسی "تقویۃ الایمان" کی تیسری عبارت بلکہ ایک لحاظ سے یہ چھٹی عبارت بن جائے گی، کیونکہ میں تین عبارات پہلے عرض کر چکا ہوں فرماتے ہیں کہ۔

> "اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں حکم 'کُن' سے چاہے تو کروڑوں نبی، ولی، جن فرشتے، جبریل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔"

کروڑوں نبی ولی جن، فرشتے 'کُن' کے برابر پیدا کر ڈالے۔ محمد اور جبریل کے برابر۔ تو اس عبارت سے یہ بات ظاہر ہے کہ سرکار کی "رحمۃ اللعالمین"، سرکار کی "ختم المرسلین"، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقابل تنسیخ نبوت، آپ کی ناقابل تنسیخ اور ابدی شریعت اور نبوت بھی ان مولویوں کے نزدیک کوئی معنی نہیں رکھتی اور اللہ کے وعدوں کے باوجود، قرآن مجید کے اندر صاف اعلانات کے باوجود معاملہ وہیں کا ہے۔ کہ چاہیئے تو کروڑوں نبی ولی، جن اور فرشتے، محمد اور جبریل جیسے پیدا کر ڈالے تو جو پیدا ہوں گے وہ بھی "خاتم النبیین" ہوں گے، وہ بھی رحمۃ اللعلمین ہوں گے، وہ بھی ابدی رسول ہوں گے؟

جب نہیں ہو سکتے تو یہ انداز اختیار کرنا سراسر بے نیازی اور بے پرواہی ہے۔ اور یہ بات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک بہت بڑی گستاخی ہے۔

اگر کوئی کہے کہ فلاں عالم کو اللہ تعالیٰ خنزیر کی صورت میں تبدیل کرنے پر

marfat.com

قادر ہے۔ تو جناب والا! اس بات میں خداتعالیٰ کی قدرت کے بیان کے ساتھ ساتھ اس عالم کی توہین کا پہلو بھی نکلتا ہے اور صورتوں میں بھی قدرت کے بیان کا اظہار کیا جا سکتا ہے

لیکن یہ انداز اختیار کرنا کہ کروڑوں نبی ولی جن اور فرشتے جبریل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔ تو یہ بات تمام حدود ادب و نیاز کو اور تمام نصوص کو پس پشت رکھ کر اور سرکار کے منصب کو نظر انداز کر کے کہی جا رہی ہے خالق کل شئ سے بھی قدرت کا اظہار کیا جا سکتا تھا اور علی کل شئ قدیر سے بھی قدرت کا اظہار ہو سکتا تھا۔ چنانچہ! یہ تین عبارتیں ہیں نے اس ضمن میں پیش کی ہیں۔

اور اب سنیئے! یہ کتاب آپ کے مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی کی ہے اس کا نام "براہین قاطعہ ہے اور اس کا ہر ہر حرف پڑھنے کے بعد مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نے اسکی تائید اور تصدیق فرمائی ہے۔ اس کے اندر آپ دیکھیں کہ وہ سرکار کے علم کی کس بے باکی سے نفی فرماتے ہیں کہ خود فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

> "واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خود کہہ دیا کہ بخدا! میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔

یہ حدیث تو مولانا کے پیش نظر رہی لیکن وہ آیات نظر نہ آئیں جن کے اندر فرمایا گیا۔ ولسوف یعطیک ربک فترضٰی ، تمہیں تمہارا رب اتنا دے گا کہ جس پر تم راضی ہو جاؤ گے۔ وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ کہ ہر آنے والی گھڑی اور ساعت آپ کے لئے پہلی ساعت سے بہتر ہے۔ اور فرمایا! السابقون الاولون من

marfat.com

الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ) حبیبؐ! تمہارا مقام تو بہت بلند ہے وہ مہاجر اور انصار جو آپ کے غلام بن گئے اور جو لوگ ان کے نقش قدم پر چلے ہیں ان سے بھی راضی ہونے کا اعلان کرتا ہوں وہ مجھ سے راضی ہو چکے اور میں ان سے راضی ہو گیا۔ اور جو امتی ولی بن گئے ان کے لئے اعلان کیا (لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ)

لیکن، ان سب آیات کو چھوڑ کر ان سب دلائل کو نظر انداز کر کے سرکار کے علم میں تنقیص پیدا کرنے کے لئے وہی روایت چن کے لائے جس کا نہ یہ معنی تھا نہ یہ مقصد تھا۔ کیونکہ درائت عقل و قیاس سے کسی بات کے جان لینے اور ادراک کر لینے کو کہتے ہیں۔ ــــــ لہٰذا۔ آپؐ نے تو فرمایا ہے (لَا اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ) کہ میں اپنے طور پر نہیں جانتا۔ اگرچہ اللہ رب العزۃ نے قرآن کے اندر فیصلہ فرما دیا ہے اور میرے متعلق مراتب اور درجات کے اعلان فرما دئیے ہیں (عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ حبیبؐ! وہ وقت قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب مقام محمود پر پہنچا دے۔ عرش کے بائیں جانب ایک کرسی ہو گی جس پر حبیبؐ پاک جلوہ افروز ہوں گے۔ اور آپ پوری مخلوق کی پہلی اور پچھلی امتوں کی شفاعت فرمائیں گے۔ تو سرکار کا مقام یہ تھا لیکن اس کو نظر انداز کر کے یہ روایت نقل کی ہے۔

اب غور فرمائیے! اسی مضمون کی آیت موجود ہے (لَا اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ وَلَا بِكُمْ، لیکن ساتھ ہی موجود ہے (اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَيَّ) میں تو صرف اسی کی اتباع کرتا ہوں جو وحی کی جاتی ہے۔ تو اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی خود وضاحت فرما دی (اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَيَّ) یعنی فرما دو کہ میں تو صرف اللہ کے اعلام اور وحی کی اتباع کرتا ہوں۔ تو مقصد یہ ٹھہرا کہ میں اپنے طور پر، اپنے قیاس سے، گمان سے، تخیلات سے اور تخمینوں سے فیصلہ نہیں کرتا۔ میرا علم براہِ راست خدا سے مستفاد ہے۔ تو جو علم خدا سے مستفاد ہے وہ قطعی ہوا۔

لہٰذا مطلب یہ نکلا کہ یہاں سرکار نے اعلان فرمایا کہ میرا علم ظنی اور تخمینی

marfat.com

نہیں ہے بلکہ میرا علم وحی سے مستفاد ہے جو قطعی اور حتمی ہے اس میں ظن کا شائبہ تک نہیں۔ مگر مولانا خلیل احمد اور مولانا رشید احمد نے سرکار کا حتمی اور قطعی علم ماننے کی بجائے سرے سے نفی کر ڈالی ہے۔ اور نعوذ باللہ سرور انبیا علیہ السلام کو اپنے انجام اور خاتمہ سے بے خبر ثابت کر دکھلایا۔ یہ پانچ عبارات ہیں جن کا جواب دینا اور اپنے علماء کا دامن صاف کرنا آپ کے ذمہ ہے۔

خان منظور خاں صاحب! —— آخری عبارت ذرا دوبارہ پڑھیں۔ فرمایا! کہ فخر عالم علیہ السلام خود فرماتے ہیں (وَاللّٰہِ لَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ) الحدیث، یعنی بخدا میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا ہوگا۔ تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔ صرف اتنی حدیث ذکر کی ہے۔ اور اگر وقت ہے تو میں دوسرا حوالہ بھی عرض کرتا جاؤں۔ یہی خلیل احمد صاحب اسی کتاب "براہین قاطعہ" کے اسی صفحہ پر رقمطراز ہیں۔ "شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے۔ شیخ عبدالحق صاحب مدارج النبوۃ جلد اوّل صفحہ پر نقل فرماتے ہیں۔

> "ایں سخن اصلے ندارد و روایتے بداں صحیح نشدہ"

اس روایت کی بنیاد ہی کوئی نہیں ہے۔ لیکن انہوں نے شیخ عبدالحق کا نام استعمال کر کے اپنے مذموم اور فاسد ارادوں کی تکمیل کی خاطر روایت جڑ دی ہے۔ اور انہوں نے اس کے موضوع ہونے کا جو حکم لگایا ہے اسے ساتھ ذکر نہیں کیا —— میں عدل وانصاف بلکہ ایمان اور دیانت کے نام پر اپیل کروں گا کہ جس نے یہ روایت نقل کی ہے وہ اگر ساتھ ہی، یہ لکھے کہ یہ روایت موضوع ہے۔ لیکن پھر بھی اس کا حوالہ دے دینا روایت پر موضوع ہونے والا ان کا اعتراض نقل نہ کرنا کہاں تک صحیح اور درست ہے۔

نیز! ملا علی قاری علیہ الرحمۃ "موضوعاتِ کبیر" کے اندر اس روایت

marfat.com

کے متعلق فرماتے ہیں۔ قَالَ الْعَسْقَلَانِیْ لَا اَصْلَ لَہٗ) علامہ عسقلانی کہتے ہیں کہ اس روایت کا کوئی سر اور پاؤں نہیں ہے۔ یہ ہماری عبارات جو آپ کے پیش کر چکا ہوں۔ ان سب کے آپ کو جوابات دینے ہوں گے

"وقت ختم"

دیوبندی مناظر مولوی حق نواز صاحب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

قابلِ صد احترام سامعین! اس سے پہلے کہ میں "براہین قاطعہ" کی عبارت پڑھوں اور اس کی تفصیل عرض کروں۔ میں ایک ایسا قاعدہ اور اصول عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس سے یہ پتہ چل جائے۔ یہ عبارات اس نشست میں پیش کی جا سکتی ہیں یا نہیں۔ اور یہ قابلِ اعتراض ہیں یا نہیں ہیں۔ چنانچہ! بریلوی مکتبِ فکر کے مستند عالم دین اجمل العلماء افضل الفضلاء، سلطان المناظرین، امام الواعظین حضرت علامہ محقق مولانا مولوی الحاج محمد اجمل شاہ صاحب نے مولانا حسین احمدنی کی کتاب "شہابِ ثاقب" کے رد میں "رد شہاب ثاقب" لکھی ہے۔ اور اس میں وہ مولانا حسین احمد مدنی کو الزام دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ "مصنف صاحب! اگر تمہارے اکابر قائل امکان کذب اور قائل وقوع کذب الٰہی کو کافر اور زندیق جانتے تو تمہارا جدید مذہب ہی کیوں بنتا۔ اور ہم اہلسنت سے تمہارا اختلاف ہی کیا ہوتا" مولانا اجمل العلماء نے "رد شہاب ثاقب" صفحہ ۱۳۸ پر فیصلہ کر دیا کہ علمائے بریلوی اور علمائے دیوبند کا اختلاف مسئلہ امکان کذب باری پر ہے۔ اس کے سوا کوئی اختلافی بات نہیں ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ عبارات اجمل العلماء کے سامنے بھی تھیں جو آپ نے شاہ اسماعیل یا مولوی اشرف علی تھانوی کی پیش کی ہیں۔ یا مولوی خلیل احمد کی پیش کیں۔ یہ سب ان کے سامنے تھیں لیکن انہوں نے یہ کہہ دیا کہ عبارات اختلافات کا مبنیٰ نہیں ہے بلکہ امکان کذب باری اختلافات کا مبنیٰ ہیں۔

marfat.com

بریلوی صدر مناظرہ حضرت علامہ محمد عبدالرشید صاحب رضوی :۔ جناب! امکان کذب باری کا یہاں بیان نہیں ہو رہا ہے۔ یہاں تو گستاخانہ عبارات کی بات ہو رہی ہے۔ لہٰذا وہ پیش کریں جس سے شانِ رسالت ظاہر ہو۔ اس کے بعد اگر امکان کذبِ باری کا مسئلہ آئے گا تو پھر بات کریں گے۔

مولوی حق نواز صاحب :۔ گذارش یہ ہے کہ انہوں نے ہمارے اکابر کی بعض عبارات پیش کی ہیں جن میں توہین رسالت ہے۔ میں نے یہ کہا ہے کہ توہینِ رسالت نہیں ہے۔ کیونکہ اگر توہین رسالت ہوتی تو وہی عبارات اختلاف کا باعث بنتیں۔ جبکہ مولانا اجمل العلماء فرما رہے ہیں کہ ہمارا تمہارا اختلاف مسئلہ امکان کذب پر ہے۔ اگر تم امکان کذب کے قائل نہ ہوتے تو نہ تمہارا جدید مذہب بنتا اور نہ ہمیں تم سے اختلاف ہوتا۔

پتہ چل گیا کہ "تقویۃ الایمان" یا "حفظ الایمان" یا "براہین قاطعہ" کی جو عبارات پیش کی گئی ہیں وہ اختلاف کا باعث نہیں ہیں۔ اختلافی مسئلہ امکان کذب کا ہے اور اسی وجہ سے تمہارا جدید مذہب بنا۔ تو میں نے یہ اصول قائم کیا ہے کہ تمہاری یہ مسلمہ شخصیت ان عبارات کو قابلِ اعتراض ہی نہیں سمجھتی۔ تو وہ میدان میں کیوں آئیں۔ انہوں نے خود فیصلہ کر دیا ہے کہ یہ عبارتیں جدید مذہب بننے کے لئے کافی نہیں ہیں۔ بلکہ جدید مذہب اس بات سے بن رہا ہے۔

اور دوسری گذارش میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب "المہند" میرے ہاتھ میں ہے۔ اور وہی مولانا خلیل احمد صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ جب اُن سے یہ سوال کیا گیا کہ ——— آپ شیطان کا علم "حضور علیہ السلام" سے زیادہ مانتے ہیں یا نہیں۔ اور کیا آپ اس بات کے قائل ہیں یا نہیں؟ تو مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری یہ جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں "کہ ہم قائل ہیں"

اور اسی طرح اشرف علی صاحب تھانوی کی عبارت کا بھی وہ جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ چنانچہ! سوال ان سے یہ ہو رہا ہے۔

marfat.com

مولانا حق نواز صاحب :۔ ـــــــ بوکھلاہٹ میں اس عبارت کا جواب دینے لگے۔ جو پیش ہی نہیں کی گئی تھی۔ تو حضرت مولانا محمد عبدالرشید صاحب صدر مناظرہ نے فرمایا۔ "شیطان کے برابر علم ہے یا نہیں" یہ حوالہ پیش نہیں کیا گیا۔ بلکہ جو حوالہ پیش کیا گیا ہے آپ اس کا جواب دیں۔

حق نواز صاحب :۔ خود مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری کیطرف سے میں انہی کا جواب نقل کئے دیتا ہوں اور اس عبارت سے ان کا کیا مطلب تھا۔ وہ سرکار کو "اعلم الخلق" مانتے تھے یا نہیں۔ یہ "المهند" انہوں نے خود لکھی۔

(دو منٹ خاموشی)

میں عرض کر رہا ہوں کہ "براہین قاطعہ" کی جو عبارات پیش کی گئی ہیں اس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری نے گویا یہ کہہ دیا کہ "حضور علیہ السلام" کو اپنے خاتمہ کا علم نہیں ہے۔ انہوں نے قرآن کی ایک آیت کا حوالہ دیا ہے اس کے ساتھ ساتھ ایک حدیث کا حوالہ دیا ہے جس کی انہوں نے کوئی تفصیل نہیں کی زیادہ سے زیادہ اب صرف یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ اس عبارت کو مطلق بول گئے ہیں۔ ورنہ ! اس میں یہی بات ہے کہ تفصیلات کے ساتھ یا آخرت میں کتنے درجات ہوں گے۔ یہ کسی کو علم نہیں ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں۔ اس کی انہوں نے اس جگہ تشریح کی ہے۔ چنانچہ ! اب وہ اسی "المهند" میں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ ـــــــ "میرا اور میرے اسلاف کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام سب سے اعلم ہیں۔ اور آپ کے علم کے برابر کسی اور کا علم نہیں ہے۔ اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی اور کا علم زیادہ مانے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔"

جو شخص حضور علیہ السلام کا اتنا وسیع علم مانتا ہو اور جو حضور کو اتنا بڑا عالم مانتا ہو اس کے لئے کوئی یہ کیسے ثابت کر سکتا ہے کہ ان کا اس عبارت سے یہ مطلب تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتمے تک کا علم نہیں ہے۔ وہ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ تفصیلات کے ساتھ خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ کہ جنت میں وفات کے بعد کتنے

marfat.com

درجات ملیں گے اور کیا کیا ہوگا "اجمالاً" اتنا ہے کہ قیامت کے بعد جو ایمان لائے گا اور سچا ہوگا وہ جنت میں جائے گا اور جو ایمان نہیں لائے گا وہ جہنم میں جائے گا۔ اور یہ "المہند" میں انہوں نے اس بات کا اشارہ کیا ہے

تو میں عرض یہ کر رہا تھا اور میں نے ایک اصولی بات پیش کی تھی۔ اصول یہ ہے کہ یہ عبارات اختلاف کی بنیاد نہیں ہیں۔ —— چنانچہ! یہ رسالہ "افق" نکلا ہے جس میں مولانا عبدالستار صاحب نیازی بڑی موٹی سرخی کے ساتھ اعلان کرتے ہیں۔ کہ:

"تمام اختلافات کے خاتمے کے لئے آجاؤ" —— خاتمہ اختلافات کے لئے انہوں نے جو بنیاد قائم کی ہے وہ "فیصلہ ہفت مسئلہ" ہے۔ تو اس میں وہ اختلاف کو مٹانے کے لئے ایک اصول پیش کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ۔ "فیصلہ ہفت مسئلہ" کو مان لو۔ جب اس کو مان لوگے تو تمہارے اور ہمارے اختلافات ختم ہو جائیں گے۔

اب! "فیصلہ ہفت مسئلہ" میں مولانا خلیل احمد صاحب کی یہ عبارات جو پیش کی گئی ہیں یہ نہیں ہیں۔ اس عبارت کی اس میں بحث نہیں ہے۔ کہ یہ توہین ہے یا نہیں۔ غلط بات کی گئی ہے یا نہیں۔؟ تو پتہ چل گیا کہ علمائے دیوبند کی عبارات میں توہین نہیں ہے۔

اسی طرح اسی اصول کے پیش نظر تیسری بات یہ ہے کہ اگر علمائے دیوبند توہین کرنے والے ہوتے تو اتنے بڑے بڑے علماء ان کے لئے یہ الفاظ استعمال نہ کرتے۔ چنانچہ آئیے! میں مولانا محمد ذاکر صاحب جو خواجہ ضیاء الدین صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ، کے خلیفہ ہیں۔ وہ اپنے ماہنامہ "الجامعہ" میں فرماتے ہیں۔ اور یہ مولانا محمد ذاکر صاحب وہ ہیں جنہوں نے جمعیت العلمائے پاکستان کا الیکشن لڑا۔ اور اسمبلی کے ممبر بنے وہ اپنے "رسالہ" کے صفحہ ۱۱ پر فرماتے ہیں۔ کہ۔

"آج سے پچاس سال قبل میں دارالعلوم دیوبند کا طالب علم تھا۔ خواجہ ضیاء الدین صاحب، خواجہ محمد قمر الدین صاحب سیالوی (مدظلہ) کے والد گرامی) دیوبند

marfat.com

تشریف لائے۔ ان کے اعزاز میں چھٹی کی گئی۔ طالب علم اور اساتذہ جمع ہوئے۔ اور ان کے اعزاز میں تقریریں کی گئیں۔ اس کے بعد فرماتے ہیں۔ کہ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے "صحیح حنفیت" دیو بند میں دیکھی ہے۔

جب خواجہ ضیاء الدین صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) خواجہ قمر الدین صاحب جیسی شخصیت کے "والد گرامی" دیو بند تشریف لے جاتے ہیں اور وہاں کہتے ہیں کہ میں صحیح حنفیت یہاں دیکھ رہا ہوں۔ مولانا ذاکر صاحب[۱] دار العلوم دیو بند کے طالب علم ہیں کیا ان کو دیو بند کے یہ عقائد نظر نہیں آئے تھے۔ وہ ان کی تعریفیں کرتے ہیں۔ اور آگے فرماتے ہیں۔ کہ یہ ایک ایسا اجتماع تھا کہ دونوں جانب سے محبت کا ایک مخلصانہ جذبہ ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ اور ایسے معلوم ہوتا تھا کہ رحمت الٰہی کا بادل زمین پر برس رہا ہے

پروفیسر تقی الدین انجم صاحب (صدر منصف) —— جناب! یہ باتیں اصل خان منظور احمد خان ایڈووکیٹ:

---

[۱] مولانا محمد ذاکر دیو بند میں علامہ انور شاہ صاحب کے ہاں دورۂ حدیث پڑھتے رہے مگر مخلص سنی تھے اور غایت درجہ اپنے شیخ طریقت حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین کے معتقد اور آستانہ عالیہ کے مخلص نیاز مند، البتہ وہ دیو بندی اور بریلوی اختلافات سے الگ تھلگ رہے۔ (منتہی)

حاشیہ:۔[۱] کیا موٹی سرخی مولانا عبد الستار خاں نیازی صاحب نے لکھی تھی کتنا عجب مضحکہ خیز جملہ ہے۔ نیز! مولانا نیازی صاحب کا مطلب یہ ہے کہ تم جن امور میں ہمیں بدعتی وغیرہ کہتے ہو انہیں کو حاجی صاحب جائز قرار دے رہے ہیں۔ جو تمہارے پیر و مرشد ہیں۔ لہٰذا انہیں کی کتاب کو اس اختلاف کے حل اور اس نزاع کے خاتمے کی بنیاد بنا لیں۔ جب حاجی امداد اللہ صاحب میلاد منائیں۔ قیام کریں۔ اور گیارھویں، تیجہ، ساتویں وغیرہ کو جائز رکھیں اور بدعتی نہ بنیں تو تمہیں بھی ان امور کی بنا پر بدعتی وغیرہ کہنا ترک کر دو۔ ان کے اس اخباری بیان کا گستاخانہ عبارات سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ وہ اپنے سیاسی جلسوں میں بھی ان عبارات پر گرفت اور مواخذہ سے گریز نہیں کرتے اور اگر حق نواز صاحب نے مزید تسلی کرنی ہو تو مولانا عبد الستار خاں صاحب سے ہی سوال لکھ کر جواب منگوا لیں تاکہ قول قائل کا بزبان قائل ہی فیصلہ ہو جائے۔ (منتہی)

marfat.com

موضوع سے ہٹ کر ہیں۔ آپ اصل موضوع پر آئیں !

حق نواز صاحب ! ـــــــ اب آپ یہ خیال فرمائیں کہ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ عبارات توہین نہیں۔ توہین ہوتیں تو یہ لوگ ان کی تعریف کیوں کرتے۔ آپ اس اصول کو نہیں سمجھ رہے ہے۔ ان تاویلات کی صفائی پیش کرنا میرا حق ہے۔ ان کی صفائی پیش کرتے ہوئے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ علماء ان عبارات کو قابلِ اعتراض ہی سمجھتے نہیں۔

اگر سمجھتے تو یہ کیوں کہتے کہ ان پر رحمت الٰہی برستی ہے اور اگر انکو قابلِ اعتراض اور توہین سمجھتے تو ان کے پاس جاتے کیوں انکی تعریف کیوں کرتے[1]

بریلوی مناظر حضرت علامہ شیخ الحدیث صاحب جناب والا! میں نے اپنے وقت کے اندر چھ[6] عبارات پیش کیں تھیں۔ ایک یہ کہ سرکار دو عالمؐ کے متعلق یہ الفاظ استعمال کئے : ”کہ میں مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں“، اس سے سننے والے کو کیا تاثر ہو گا جو

حاشیہ :۔ [1] مولانا محمد ذاکر صاحب کی ڈائری سے نقل کردہ عبارات میں یہ بھی تھی کہ جب حضرت خواجہ ضیاء الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، نے بندہ کی دعوت کو شرف قبولیت بخشا اور میرے کمرے میں تشریف لائے تو میں فرطِ مسرت میں یوں کہہ رہا تھا ؎ امروز شاہِ شاہاں مہماں شد است مارا : جبریل با ملائک دربان شد است مارا۔ تو فرمایئے! ان کا حضرت خواجہ ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ، کو شہنشاہاں کہنا جائز ہے ؟ آپ تو سرورِ انبیاء علیہم السلام کو شہنشاہ کہنا شرک اور حرام قرار دیتے ہیں۔ پھر جبرائیل کا بمعہ ملائکہ اس حجرے کا دربان بننا جس میں مولانا محمد ذاکر صاحب کے شیخ طریقت موجود تھے یہ آپ کو گوارہ ہو گا اور اس پہ آپ کی کفر و شرک کی مشین حرکت میں نہیں آئے گی۔ ـــــــ کیا حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین صاحب کے سامنے علمائے دیوبند کی یہ عبارات تھیں اور آپ نے ان کی تائید و تصدیق فرمادی تھی (حاشا و کلا) اس وقت یہ عبارات تمام حضرات کو معلوم ہی نہ تھیں جوں جوں ان سے پردہ اٹھتا چلا گیا تو لوگ بیزار ہوتے چلے گئے اور نتیجۃً

marfat.com

ان کتابوں کو پڑھے کا اس کا ردِّ عمل کیا ہوگا۔ اور اس کا عقیدہ کس طرح تباہ ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ عبارت پیش کی تھی "کہ جس کا نام محمدؐ یا علیؓ ہے وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں" اس کا جواب بھی حضرت صاحب گول کر گئے ہیں۔

اس کے ساتھ تیسری عبارت یہ پیش کی تھی "کہ اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ اگر چاہے تو ایک حکم 'کُنْ' سے کروڑوں نبی، ولی جن، اور فرشتے۔ جبریلؑ اور محمدؐ کے برابر پیدا کر ڈالے۔ گویا! کسی ایک عبارت کا جواب نہیں دیا گیا۔

اس کے بعد آپ کبھی "افق" اٹھاتے ہیں۔ اور کبھی "الجامعہ" اٹھاتے ہیں۔ کیا یہ ہمارے مسلک کی مستند کتابیں ہیں؟ جو آپ ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں پھر مولانا ذاکر صاحب سے کیا علمائے بریلوی کا تعین اور تشخص قائم تھا۔؟ یا بریلوی علماء ان کو بریلویوں میں شمار کیا کرتے تھے۔؟ تو ایسی صورت میں آپ کا یہ طویل طویل بیان پڑھنا کوئی معنی نہیں رکھتا ہے۔

اور پھر اجمل العلماء کی بات کر رہے ہیں کہ انہوں نے فرمادیا ہے "اور کوئی جھگڑا ہی نہیں صرف یہ جھگڑا ہے۔ ——— اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحبؒ ان عبارات پر گرفت کریں اور کوئی اجمل شاہ صاحب اس کے مقابلے میں یہ کہے "اور کوئی جھگڑا ہی نہیں ہے۔ صرف یہ جھگڑا ہے۔

یہ بھی کوئی بات ہو سکتی ہے جسے آپ لوگ "بریلویت" یا "رضا خانیت" کہتے ہیں۔ وہ مولانا احمد رضا صاحب (علیہ الرحمۃ) کی وجہ سے قائم ہوئی ہے۔ انہوں نے ان عبارات پہ گرفت کی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ "المہند" میں کہہ دیا ہے کہ آپؐ کو اپنے خاتمہ کا پتہ

حاشیہ بقیہ ۱؎ دیوبندی" ایک الگ فرقہ بن کر رہ گیا۔ اور یہی وجہ ہے حضرت خواجہ محمد قمر الدین صاحب (خلف الرشید، حضرت خواجہ ضیاء الدین رحمہم اللہ تعالیٰ) نے ان عبارات کی وجہ سے علمائے دیوبند سے کلیۃً بیزاری کا اعلان فرمایا۔ اور آپ ان عبارات کو کفریہ کہتے ہیں۔ (منتھیٰ)

marfat.com

ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ ایک کتاب میں یہ کہہ دینا کہ علم نہیں ہے اور انجام کا کوئی پتہ نہیں وغیرہ وغیرہ۔ بے ادبی وگستاخی اور سب وشتم پر مشتمل کہہ دینا کیا یہ بالکل جائز ہے۔؟ جبکہ دوسری کتاب میں اس طرح کہہ دیا گیا ہو۔ تو گویا جو ایک کتاب پڑھ لے اس کا بے شک ایمان تباہ ہوتا رہے۔ اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

الغرض! کتاب ایک ہے اور جو اس میں جملے ذکر کیے گئے ہیں وہ تام اور مکمل ہیں۔ مدعا پر دلالت کرتے ہیں۔ تو ایسے الفاظ استعمال کرو کہ پڑھنے والے کو کسی قسم کی غلط فہمی نہ ہونے پائے۔ اور پھر مولانا صاحب نے کہا ہے کہ آیت درج کی ہے۔ آیت کہاں درج کی ہے۔ فخر عالمؐ خود فرماتے ہیں۔ "وَاللّٰہِ مَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ" یہ آیت ہے یا فخر عالمؐ خود فرماتے ہیں حدیث ہے۔

آپ کو اتنا پتہ بھی نہیں چلا کہ حدیث ذکر کی جارہی ہے یا آیت ذکر کی جارہی ہے۔ پھر شیخ عبدالحق صاحب کی روایت بھی آپ گول کر گئے ہیں۔ اس کا جواب بھی آپ نے نہیں دیا

چنانچہ! آپ پر یہ سب عبارات ادھار ہیں اور ان کا آپ کو واضح طور پر جواب دینا ہوگا۔ —— اور اب میں آپ کے سامنے نئی عبارت پیش کرتا ہوں کہ مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی ارشاد فرماتے ہیں۔ یہ وہی "براہین قاطعہ" ہے صفحہ ۵۲ ہے۔ مصنف ومؤلف اس کے مولانا خلیل احمد صاحب ہیں۔ اور اس کی ہر بات پڑھ کر تصدیق کرنے والے مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی ہیں کہ

> الحاصل! غور کرنا چاہیئے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم، کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان، اور ملک الموت کی یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالمؐ کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص

marfat.com

کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے "۔ (براہین قاطعہ صفہ ۵۲)

حضرات گرامی! آپ توجہ فرمائیں کہ ایک طرف شیطان اور ملک الموت کے لیئے تمام روئے زمین کا علم مانا جارہا ہے۔ ملک الموت کے سامنے پوری دنیا کو ایک کاسے اور پیالے کی مانند مانا جارہا ہے۔ اس موحّد کو یہاں شرک کا فتویٰ نہیں سوجھتا لیکن سرورِ عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے اتنا علم ماننے کے لئے شرک کا دعویٰ کرتے ہیں "شرک" خدائی صفات کو غیر میں ثابت کرنے کا نام ہے۔ خواہ کوئی بھی غیر اللہ ہو، نبی ہو، یا ملک الموت وغیرہ) شرک میں شخصیات کا فرق نہیں ہوسکتا کہ ملک الموت اور شیطان میں آئے تو شرک نہ ہو۔ اور اگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں ثابت کریں تو شرک ہوجائے۔

اور دوسری بات جو قابل اعتراض ہے وہ یہ ہے کہ خلیل احمد صاحب کہتے ہیں کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت کی کونسی نص موجود ہے تعجب کی بات ہے ــــ نہ (عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ) والی نص نظر آتی ہے یعنی جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے ہم نے آپکو وہ سب سکھا دیا۔ اور نہ یہ آیت کریمہ آپ کے وسیع علم میں وارد نظر آئی (فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى) میں نے اپنے حبیب ؐ کو اتنا دیا ہے کہ اے مخلوق! تمہارے اذہان کے ترازو سے تول نہیں سکتے۔ اور تمہارے اذہان میں وہ سما نہیں سکتے۔

میں تمہارے سامنے اس کا اظہار نہیں کرتا ہوں۔ سرکار کا علم پاک کیا ہے۔ ممبر پہ بیٹھ کے اعلان فرماتے ہیں۔

"وَاللّٰهِ لَا تَسْئَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ فِیْمَا بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ السَّاعَةِ اِلَّا اَنْبَأْتُکُمْ بِهٖ" ــــ خدا کی قسم! اب سے لیکر قیامت تک جو چاہو پوچھو میں بیان کرنے کو تیار ہوں۔ جس حبیب پاک کا دریائے علم اس قدر ٹھاٹھیں مارتا ہو ان کے متعلق کسی نص کو تسلیم نہ کرنا اور شیطان اور ملک الموت کے لیئے نصوص

marfat.com

تسلیم کر لینا کتنی بڑی زیادتی ہے۔ نصتیں نظر آئیں تو یہی نظر آئیں۔"کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔" اور میں یہ نہیں جانتا ہوں کہ دیوار کے پیچھے کیا ہے"۔ نصتیں ملیں تو یہی ملیں۔ اور پورے قرآن کے اندر کوئی ایسی نص نہ مل سکی جس سے عموم علم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، سمجھ آسکے۔ اور آگے چل کر ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ

> روح مبارک علیہ السلام کا اعلیٰ علیین میں تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کو ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی علم ہو۔ چہ جائیکہ زیادہ ہو!

تو یہاں ملک الموت کے ساتھ برابری کی بھی نفی کر دی ہے۔ چہ جائیکہ ان سے زیادہ علم تسلیم کریں۔ تو آپ اندازہ فرمائیں کہ ملک الموت کا علم زیادہ مان لیا گیا ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کم مان لیا گیا ہے۔

میں اب اسی "براہین قاطعہ" کی ایک اور عبارت پیش کرتا ہوں۔ کہ علمائے دیوبند اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں۔ ان کا نظریہ ہے کہ صرف ہم نے ہی ادھر سے فیض حاصل نہیں کیا۔ بلکہ کچھ کچھ فیض سرکار نے بھی ہم سے لیا ہے۔ تو یہ مولانا خلیل احمد صاحب فرماتے ہیں۔ کہ

> مدرسۂ دیوبند کی عظمت حق تعالیٰ کی درگاہ پاک میں بہت ہے کہ صدہا علماء پیدا ہوئے۔ آخر میں دلیل اس کی کیا دیتے ہیں کہ ایک صالح نیک آدمی خواب میں فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم، کی زیارت سے مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں

marfat.com

کلام کرتے دیکھا۔ دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ زبان کہاں سے آگئی ہے۔ آپ تو عربی ہیں۔ عربی میں بولتے ہیں۔ فرمایا، جب سے علمائے دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی ہے۔

تو علمائے دیوبند سے رابطہ رکھتے ہوئے ان کی صحبت کا یہ فیض حاصل ہو گیا۔ کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم، کو اردو زبان آگئی۔ اور یہ حوالہ "براہین قاطعہ" صفحہ ۲۷ پر موجود ہے۔

آئیے! اب دیکھیں قرآن کی روشنی میں مفسرین کے اقوال کی روشنی میں کہ یہ دعویٰ کہاں تک سچا ہے۔ کہ آپ کو پہلے "اردو" نہیں آتی تھی۔ اور علمائے دیوبند سے معاملہ ہوا تو آپ کو اردو آنے لگ گئی۔

قرآن پاک میں ہے، وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ کہ ہم نے جو بھی رسول بھیجا جس قوم کی طرف بھیجا اس کی زبان میں بھیجا تاکہ نبی کو سمجھانے میں سہولت پیدا ہو اور امت کو سمجھنے میں سہولت پیدا ہو۔ تو آپ غور کیجئے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک قوم کے لئے رسول نہیں ہیں بلکہ ساری مخلوق کے رسول ہیں۔ ارشاد فرماتے ہیں۔ (اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً) مجھے ساری مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا۔ بیشک ہم نے آپ کو سب لوگوں کے لیئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے: لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا، تاکہ آپ تمام جہان والوں کے لئے، نذیر، یعنی ڈر سنانے والے ہوں۔

تو معلوم ہوا کہ سید عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم، کی نبوت ورسالت کائنات کی ہر شئے کو شامل ہے۔ اور ہر ہر ذرۂ کائنات کو محیط، اور جس قدر نبوت عام ہے اتنی ہی زیادہ زبانوں پر آپ کو عبور حاصل ہے۔

تعجب کی بات ہے چڑیا آپ کی مجلس پر گردش کرے۔ اور چوں چوں

کرے تو آپ فرمائیں (ایکم فجع ھذہ بولدھا) تم میں سے کس نے اس کے بچے اٹھالیئے ہیں۔ یہ مجھ سے شکایت کر رہی ہے کہ تمہارے صحابہ میرے بچے اٹھالائے ہیں۔ ایک صحابی نے اپنے کپڑے کا پلٹرا اٹھادیا عرض کی۔ یارسول اللہ۔ میں نے اس کے بچے اٹھائے تھے اور وہ یہ ہیں۔ —— تو معلوم ہوا کہ چڑیوں کی زبان آپ سمجھتے ہیں۔

" اونٹ " بڑبڑاتا ہوا آگیا۔ آپ سے کچھ عرض کی۔ آپ نے فرمایا اس کا مالک کہاں ہے۔ حاضر ہوا۔ عرض کی کیا حکم ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ یہ اونٹ شکایت کرتا ہے کہ مجھ سے کام زیادہ لیا جاتا ہے۔ چارہ کم ڈالا جاتا ہے۔ انہ شکی کثرۃ العمل وقلۃ العلف،

تعجب کی بات ہے! کیا آپ چڑیوں کی بولی بھی صحبت سے سیکھ گئے تھے۔؟ چڑیوں سے کوئی معاملہ رکھا تھا۔ اس لئے سیکھ گئے ؛

اونٹوں کے ساتھ بھی آپ رہتے تھے۔ اس لئے وہ بولی آپکی سمجھ میں آگئی۔ تو یہ کہنا کہ جب سے علمائے دیوبند سے معاملہ ہوا یہ بولی " اردو " سمجھ آگئی " کہاں تک درست ہے۔ اور اس میں آپ کی توہین اور گستاخی ہے یا نہیں۔؟ ——

واضح جواب دیں اور دلائل کی زبان استعمال کریں۔

دیوبندی مناظر مولوی حق نواز صاحب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

قابل صد احترام سامعین!

مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری کی کتاب " براہین قاطعہ " کی یہ نقل میرے پاس ہے۔ اور میرے فاضل مخاطب نے یہ کہا کہ۔

" میرے ساتھ کیا ہو گا۔ اور آپ کے ساتھ کیا ہو گا۔؟

اب میں بتلانا چاہتا ہوں کہ قرآن میں یہی موجود ہے۔ اور مولانا احمد رضا خاں صاحب نے یہی ترجمہ کیا ہے۔ تو کیا ترجمہ کرنا جرم ہے۔ جبکہ ایک مصنف

marfat.com

تفصیل کے ساتھ یہ بتائے کہ میرا یہ عقیدہ ہے لیکن ایک جگہ اگر ترجمہ کر دیا ہے تو قابل توجیہ ہے۔ تو بتائیے! مولانا احمد رضا خاں صاحب یہ ترجمہ کر رہے ہیں کہ نہیں۔ قُلْ مَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ ؕ اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ اور تمہارے ساتھ کیا۔

یہ بعینہ، وہی عبارت جو "براہین قاطعہ" میں ہے "کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور آپ کے ساتھ کیا۔ جب قرآن میں یہی موجود ہے۔ ترجمہ یہ کیا گیا۔ تو ظاہر ہے یہاں بھی آپ یہی تفصیل کریں گے۔ کہ اس سے مراد اجمالی بات ہے کہ میں تفصیلاً نہیں جانتا اجمالاً جانتا ہوں۔ اور یہاں "براہین قاطعہ" میں بھی وہی تحقیق کی جارہی ہے۔ کیونکہ! مصنّف خود اس بات کی تفصیل کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔ آپ دیکھیئے! مصنّف سے یہی سوال کیا جاتا ہے۔ اسی قسم کا سوال کیا جاتا ہے اور وہ اس کا جواب دے رہے ہیں۔

اور دوسری عبارت یہ پیش کی گئی کہ شیطان کا علم زیادہ مان لیا گیا ہے۔ اب علمائے عرب نے انہیں مولانا خلیل احمد سے سوال کیا۔ — رکھانسی، — اور مولانا اس کا جواب دے رہے ہیں۔ "کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ ملعون شیطان کا علم سیّد الانبیاء سے زیادہ اور مطلقاً وسیع علم اور کیا تم نے یہ مضمون کسی کتاب میں لکھا ہے اور جس کا یہ عقیدہ ہو اس کا حکم کیا ہے؟"

مولانا خلیل احمد جواب دیتے ہیں کہ اس مسئلہ کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ۔

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، کا علم دیگر اسرار وغیرہ کے متعلق تمام مخلوقات سے زیادہ ہے۔ اور ہمارا یہ یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم سے اعلم ہے۔ وہ کافر ہے۔"

جو مصنّف خود کہتا ہو کہ نبی علیہ السّلام سے کسی کے لئے "اعلم" کی صفت ماننے والا کافر ہے۔ ظاہر ہے اس کی عبارت کو اس عبارت کے ساتھ رکھ کے جیسے قرآن کی ایک آیت کچھ ہے دوسری میں کچھ ہے۔ اور ان میں تطبیق کی جاتی ہے۔

marfat.com

ایک مصنف کی عبارت میں حوالہ کچھ ہوتا ہے دوسری میں کچھ ہوتا ہے تو لازماً ان سب کو تطبیق دینے کے بعد ان کے متعلق کوئی رائے قائم کی جائے گی شیطان اور ملک الموت والی آپ بات نہیں سمجھے کہ بعض جزئیات میں کہہ دینا کہ وہ جانتے تھے رسول خدا کے ساتھ مخصوص نہیں تھی۔ "اعلم" ہونے میں فرق نہیں آتا حضور کے علم کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ کہتے ہیں کہ جو حضور سے زیادہ کسی کو اعلم مانے وہ کافر ہے۔

میرے واجب الاحترام سامعین!

اب میں بتلانا چاہتا ہوں کہ مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری نے اس بات کی مزید وضاحت کی ہے اور فرمایا کہ میں جزئیات کا انکار کرتا ہوں۔ بعض جزئی کسی اور کو معلوم ہو سکتی ہے اور نبی کے علم سے باہر رہ جائے۔ کیونکہ اس سے فرق نہیں آتا۔ اور اس عقیدہ کو اہلسنّت کے مولانا سید احمد سعید کاظمی صاحب نے "الحق المبین" کے اندر تسلیم کیا ہے۔ لہٰذا جو سنیوں کا عقیدہ تھا وہی مولانا خلیل احمد نے پیش کیا ہے۔

دوسری بار آپ نے پیش کیا تھا کہ شاہ اسماعیل نے کہا کہ۔ "جس کا نام محمدؐ، یا علی، ہے وہ کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ آپ فرما رہے ہیں کہ اس میں توہین ہے۔ وہ مسئلہ توحید کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں تمام اختیارات اللہ کو ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے برابر کسی میں اختیارات ماننے۔ فرماتے ہیں کہ ایسا اختیار جو مافوق الاسباب بن جائے۔ خالقیت کا، بیٹے دینے کا، رزق دینے کا، ایسا اختیار نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے نہ حضرت علیؓ کو۔ باقی رہی یہ بات کہ وہ آپ کو کتنا بڑا سمجھتے ہیں۔ چنانچہ! وہی شاہ اسماعیل صاحب "تقویۃ الایمان" کے صفہ ۶۲ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

"سب انبیاء و اولیاء کے سردار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور جو کچھ انہیں کے بڑے بڑے معجزے دیکھے اور انہیں سے سب اسرار کی باتیں

marfat.com

سیکھیں۔ اور سب بزرگوں کو انہی کی پیروی سے بزرگی حاصل ہوئی ۔"

جو امام الانبیاء کو اتنی بڑی شخصیت مانتا ہو کیا "معاذ اللہ معاذ اللہ" وہ حضور کی توہین کر رہے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ اگر جناب والا! ان عبارات میں توہین ہے تو مولانا احمد رضا خاں صاحب نے ان کو کافر نہ کہہ کر خود توہین کی ہے جو میں بار بار میں کہہ چکا ہوں۔ اور آپ نے ان حوالہ جات کو چھوا تک نہیں ہے

خان منظور خان منصف " انہوں نے سب سے پہلے " تقویۃ الایمان کی جس عبارت کی طرف توجہ دلائی ہے کہ " جس کا نام محمدؐ یا علیؓ ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں " اس میں پہلے یا بعد میں کسی ایسی بات کا ذکر نہیں ہے جو آپ نے بیان کی ہیں۔ یا تو آپ سیاق و سباق سے بتائیں۔

مولوی حق نواز صاحب! —— انہوں نے جناب والا! ایک باب قائم کیا ہے اور اس کا نام ہے " اشراک فی التصرف " یعنی اللہ رب العلمین کے ساتھ تصرف میں کسی کو شریک کرنا یہ عنوان اور باب قائم کرنے کے بعد وہ یہ عبارت لا رہے ہیں کہ جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ کے برابر کی قدرت میں ایسے اختیارات جو اللہ کے ساتھ خاص ہیں وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت علی کو حاصل نہیں۔ باقی بڑائی کا اور ان کے دیگر معجزات کا یہ انہوں نے چونکہ عنوان قائم کیا ہے۔ اس کے ساتھ وہ عبارت لائی گئی ہے۔

میرے واجب الاحترام سامعین! باقی میں خلیل احمد صاحب سہارنپوری کی عبارت کے سلسلے میں عرض کر رہا تھا کہ ان کو یہ عبارت کیوں کہنا پڑی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے ساتھ شیطان کے علم کی بحث کیوں آئی جناب والا! اس سے پہلے مولانا عبد السمیع صاحب نے " انوارِ ساطعہ " میں لکھا تھا کہ ملک الموت بھی ہر جگہ حاضر ہے اور شیطان بھی ہر جگہ حاضر ہے "

اس قسم کی باتیں لکھتے ہوئے " انوارِ ساطعہ " کے مصنف نے اپ یہ بھی فرما دیا

marfat.com

کہ شیطان حضور علیہ السلام سے

خان منظور خان (منصف) ـــــ دلائل کا تسلسل اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے کہ آپ ان کے اعتراضات کا سلسلہ وار جواب دیں۔ انہوں نے ایک اور اعتراض یہ کیا کہ اگر شہنشاہوں کا شہنشاہ چاہے تو ایک حکم "کُنْ" سے کروڑوں نبی، ولی، جن اور فرشتے، جبریلؑ اور محمدؐ کے برابر پیدا کر ڈالے۔ تو اس میں نبی پاک کی ختم المرسلینی پر حرف آتا ہے۔ آپ اس کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں!

مولوی حق نواز صاحب! میں گذارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس عبارت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، کی ختم المرسلینی پر کوئی حرف نہیں آتا۔ کیونکہ یہاں اللہ رب العالمین کی قدرت کو بیان کیا گیا ہے۔ کہ وہ اتنا بڑا قادر ہے کہ یہ کر سکتا ہے۔ لیکن چونکہ اس نے فرما دیا ہے کہ نبی پاک ختم المرسلین ہیں اس لئے اپنے فرمانے کے مطابق کرے گا نہیں۔

توجب اللہ رب العزۃ نے فرما دیا تھا کہ میرا محبوب "خاتم الانبیاء" ہے "رحمۃ للعلمین" ہے۔ اور سب خلق خدا کے لئے رسول ہے اور میں ان جیسا نہیں بھیجوں گا۔ تو تم بھی شرم و حیاء سے کام لیتے ہوئے ایسے لفظ بولتے جن سے ذات خداوندی کا اظہار بھی ہو جاتا اور محبوب کریم کا یہ امتیازی مقام و مرتبہ بھی سامنے آجاتا۔ اور ہر کوئی یہی سمجھ سکتا کہ آپ بے مثل اور بے نظیر ہیں۔ اور آپ کے مثل و نظیر کا وجود محال و ممتنع ہے۔ جیسے اللہ رب العلمین نے فرما دیا کہ مشرک جہنمی ہے اور یقیناً جہنم میں جائے گا۔ لیکن اس کے باوجود حق تعالیٰ شانہ اس پر قادر ہے کہ وہ مشرک کو جہنم میں بھیجنا چاہیں تو وہ اس بات سے عاجز نہیں۔ اللہ فاعل بالاختیار ہے۔ فاعل بالاضطرار نہیں۔ فاعل بالاختیار کا معنی یہ ہوتا ہے کہ دونوں جانبوں پر قادر ہو۔ "مثلاً" مشرکین کو جہنم میں بھیجنے پر بھی قادر ہے نہ بھیجنے پر بھی قادر ہے۔ لیکن بھیجے گا ضرور۔ کیونکہ ارشاد فرما دیا (وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا) اور وہ سب سے زیادہ سچا ہے وہ اس کے خلاف نہیں کرے گا۔

marfat.com

توشاہ اسماعیل اللہ کی قدرت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں ۔ کہ اللہ پیدا کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔ آگے یہ بات کہ کرے گا یا نہیں کرے گا ۔ یہ بات انہوں نے نہیں فرمائی ۔ اور یہ ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔

۔ قدرت ہے اللہ کو کہ میرے سر میں درخت پیدا فرمادے۔

لیکن ایک شخص کہے کہ جناب والا وہ درخت میرے سر پر پیدا ہو گیا۔ یہ نہیں ہو سکتا ۔ قدرت ہے اللہ کو کہ ایک نوجوان کو لڑکی بنادے ۔ لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ اب اس کو لڑکی کہنا شروع کر دیا جائے ۔ قدرت کا بیان الگ ہے وقوع الگ ہے ۔ وہ امکان ذاتی پر بحث کر رہے ہیں وقوع ذاتی پر بحث نہیں کر رہے ہیں ۔ اس لحاظ سے اس عبارت سے سرکار کی ختم المرسلینی میں کوئی فرق یا انکار لازم نہیں آتا ہے ۔

اور میں پھر عرض کر رہا ہوں چنانچہ! حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں قرآن میں ہے کہ ۔ (ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا) کہ اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈر سنانے والا بھیجتے۔ یعنی اس میں آپ نے فرمایا کہ اگر میں چاہتا تو بھیجتا۔ لیکن ایسا ہوا نہیں ۔ ہر بستی میں تو ڈر سنانے والا نہیں آیا ۔ یہاں بھی قدرت کا بیان ہے اس کو شاہ اسماعیل نے بیان کیا ہے کہ اللہ قادر ہے اگر چاہتا تو ایسا کرتا لیکن واقعہ ایسا نہیں ہوا ۔ قدرت کے بیان میں کوئی حرف گیری نہیں ہو سکتی ۔

میرے واجب الاحترام سامعین!

میں گذارش یہ کر رہا تھا کہ شاہ اسماعیل کی عبارات میں اگر ختم نبوت کا انکار ہوتا ۔ میں جج صاحبان! کی خدمت میں بصد ادب و احترام گذارش کرتا ہوں کہ اگر یہ بات ہوتی مولانا احمد رضا خاں صاحب ان کو کافر کہتے ۔ ختم نبوت کا منکر کب مسلمان رہ سکتا ہے جبکہ وہ فرماتے ہیں کہ میں شاہ اسماعیل کو کافر نہیں کہتا ہوں تو معلوم ہوا کہ ان عبارات کا مطلب وہ نہیں ہے بلکہ وہ مطلب ہے جو میں بیان کر رہا ہوں کہ یہ قابل اعتراض ہی نہیں ہیں ان کا مفہوم اور تھا اور کچھ اور بیان کیا

marfat.com

جارہا ہے۔ "تقویۃ الایمان" کی اس عبارت کا جواب دینے کے بعد اب میں دوبارہ مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری کی اس عبارت کی طرف آتا ہوں کہ ان کو یہ بات کیوں لکھنا پڑی۔ وہ اس لئے کہ شیطان، ملک الموت کے علم کی بحث اور نبی علیہ السلام کے علم کی بحث اس لئے لکھی کہ مولانا عبدالسمیع صاحب نے ایک جگہ "انوار ساطعہ" میں لکھا تھا کہ شیطان حضور علیہ السلام سے زیادہ جگہ حاضر وناظر ہے

اب سوال یہ ہے کہ جو بندہ حضور علیہ السلام سے شیطان کو زیادہ جگہ حاضر مانتا ہو اس کی تردید میں مولانا نے یہ بات لکھی ہے۔[ا] یہی وجہ ہے کہ جب مولانا عبدالسمیع صاحب نے "انوار ساطعہ" کو دوبارہ لکھا۔ تو انہوں نے مولانا خلیل احمد پر اعتراض نہیں کیا۔ کہ تو نے شیطان کے علم کو نبی علیہ السلام کے علم سے زیادہ مان لیا ہے۔ باقی اور باتوں پہ گرفت کی ہے۔ اعتراض کیا ہے۔ لیکن "انوار ساطعہ" میں اسی عبارت پر اعتراض نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اصل مسئلہ تو مولانا عبدالسمیع نے پیش کیا تھا۔ اور مولانا خلیل احمد صاحب تو یہ کہہ رہے ہیں کہ اسطرح بعض جزئیات کا شیطان کو علم ہو جانا اور حضور علیہ السلام کا رسالت کے کاموں میں مصروف ہونے کی حیثیت سے گندے کاموں کی طرف خیال اور علم نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ شیطان کے برابر بھی علم ہو۔ (وقت ختم)

حاشیہ[ا] کیا یہی تردید ہے کہ شیطان کی یہ وسعت علم نص سے ثابت ہے اور فخر عالم کے لئے کونسی نص موجود ہے اور روح مصطفیٰ کا اعلیٰ علیین ہونا اس کو بھی مستلزم نہیں کہ علم آپ کا شیطان کے برابر ہو۔ چہ جائیکہ زیادہ ہو۔؟ یہ تو بقول تمہارے ان کی تائید ہوئی نہ کہ تردید۔ اگر تردید ہوتی تو خلیل احمد صاحب کہتے کہ حضور علیہ السلام شیطان سے زیادہ جگہوں پر حاضر وناظر ہیں اور اس کے حاضر وناظر والے وصف کو سید الانبیاء فخر المرسلین علیہ السلام کے اس وصف سے کوئی نسبت ہی نہیں نہ یہ کہ آپ کے علم کو شرک قرار دے اور شیطان کی وسعت علم پر وہ نصوص قرآنی کی شہادت کا دعوٰی کرے اور آپ کو شیطان کے برابر بھی علم تسلیم نہ کرے۔ چہ جائیکہ زیادہ) (منتہی)

marfat.com

بریلوی فاضل مناظر حضرت علامہ شیخ الحدیث صاحب	حضرات گرامی! مولانا نے

اعلیٰ حضرت کے ترجمے کے ساتھ یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نفی اور انکار کر رہے ہیں۔ حالانکہ اعلیحضرت کے ساتھ تمہارا جھگڑا بھی یہی ہے کہ وہ سرکار کا علم کلی مانتے تھے۔ تو قرآن کا تحت اللفظ ترجمہ کرنے میں انہیں یہی ترجمہ کرنا پڑے گا جس طرح (وَوَجَدَكَ ضَالًّا) کے آپ کے بزرگوں نے گمراہ کے لفظ سے ترجمہ کر دیا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو گمراہ پایا۔ پس ہدایت دی۔

تو کیا تمہارا اور تمہارے بزرگوں کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ (نعوذ باللہ) آپ پہلے گمراہ تھے اور بعد میں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی۔ اعلحضرت نے تحت اللفظ ترجمہ کرنا تھا۔ لہٰذا اس وجہ سے یہ لفظ آگئے۔ جبکہ کلام مجید میں ساتھ ہی موجود ہے کہ میں تو اسی بات کا تابع ہوں جو مجھے وحی کی گئی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ حاشیہ پر پوری وضاحت کر دی گئی ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تمام امور یعنی اپنے متعلق اور اپنی امت کے متعلق وہ سب کے سب بتلا دئیے گئے ہیں۔ اور احادیث کے اندر صراحتاً مذکور ہے۔ اور یہ زرقانی جلد ۷، کے اندر یہ روایت موجود ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ

ان اللہ رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذا۔

کہ اللہ نے میرے لئے زمین پر سے پردے اٹھا دیے ہیں اور میں اب سے

لیکر قیامت تک جو کچھ اس میں ہونے والا ہے وہ سب کچھ اس طرح دیکھ رہا ہوں جسطرح کہ اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ اور اعلٰحضرت علیہ الرحمۃ، نے نہ تو کہیں یہ کہاہے کہ آپ کو اپنے خاتمے کا پتہ نہیں۔ اور نہ کہیں یہ کہاہے کہ امت کے متعلق پتہ نہیں ہے۔ بلکہ انھوں نے تحت اللفظ ترجمہ ذکر کیاہے۔ اور مولنا خلیل احمد صاحب تو اس روائت کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم، کے علم کی نفی میں بطور دلیل پیش کر رہے ہیں۔ تو ایک طرف یہ کہنا کہ سرکار کے علم پر دلالت کرنے والی کونسی نص موجود ہے۔ انکار علم کر جانا۔ اور دوسری طرف ان رواتیوں کا سہارا لینا جو موضوع اور من گھڑت ہیں۔ جس کے متعلق شیخ عبدالحق صاحب نے خو متصلاً فرمایا:

"ایں سخن اصلے ندارد و روایت بداں ثابت نشدہ"۔

جس کو ابھی تک ہاتھ نہیں لگایا گیاہے۔ اور میں ر واللہ مادری مایفعل بی ولا بکم) کا معنی قرآن اور حدیث کی روشنی میں واضح کر چکاہوں لیکن! آپ اسی لفظی ترجمہ کی طرف جاتے ہیں۔ اور قرآن وحدیث کے الفاظ پر غور نہیں کرتے۔

رہ گیا یہ معاملہ کہ ،المہند، کے اندر وہ کیا کہتے ہیں۔ یہی تو بات تھی کہ جب اعلٰحضرت علیہ الرحمۃ نے ان عبارات پر گرفت کی کہ یہ گستاخی اور بے ادبی بن رہی ہے اور علمائے حرمین نے اس مضمون کو سمجھنے کے بعد کفر کا فتوای دے دیا۔ تو اب علماء دیوبند دوڑے۔ اور ایک متفقہ طور پر پنچائیت بلاکر اور عبارات کو توڑ موڑ کر ایک رسالہ "المہند" لکھ ڈالا۔ اور اس پر غلط بیانی کے ساتھ وہ تصدیقات کرالی گئیں۔ تو ہمیں اعتراض اس عبارت پر ہے کہ وہ ارشاد فرماتے ہیں۔

> پس اعلی علیین میں روح مبارک علیہ السلام کا تشریف رکھنا ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو۔ چہ جائیکہ زیادہ ہو۔

marfat.com

آپ سب حضرات سمجھ سکتے ہیں یہ اردو کی معمولی سی عبارت ہے کہ ان دلائل سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سرکار کا علم اس ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ ہو۔ تو وہ کہہ سکتے تھے ساتھ ہی فرما دیتے۔ "کہ زیادہ ہے۔" ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ کا علم زیادہ ہے۔ لیکن بڑی بے رحمی کے ساتھ یہ الفاظ استعمال فرمائے ہیں کہ اتنا تو کیا ملک الموت کے برابر بھی سرکار کو علم نہیں ہے۔

دیوبندی مناظر کا "براہینِ قاطعہ" کے مؤلف کو کافر تسلیم کرنا

میرے فاضل

مخاطب نے جو یہ کہا ہے کہ جو حضور سے کسی کا علم زیادہ مانے تو وہ کافر ہے۔ تو آپ کے عالم پر کفر کا فتوای میں نے نہیں دیا۔ وہ خدا نے آپ کی اپنی زبان سے نکلوا دیا ہے۔ رہ گیا یہ معاملہ کہ علمائے دیوبند کا ان عبارات کے متعلق حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کی گرفت کے بعد کیا ردعمل ظاہر کیا۔

تو حقیقت یہ ہے کہ سراسر تضاد بیانی، دروغ گوئی اور مکاری سے کام لیا گیا ہے۔ اصل عبارات کچھ ہیں اور علمائے حرمین کی طرف جو لکھ کر بھیجیں وہ کچھ اور۔ بطور نمونہ پیش خدمت ہے ابن الوہاب نجدی اور اس کے متبعین کے متعلق دوغلی پالیسی اور تضاد بیانی کہ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے۔

> "کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتدا تیرھویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا۔ چونکہ خیالاتِ باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے "اہلسنت والجماعت" سے قتال وجدال کیا۔ ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکالیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھتا رہا۔ ان کے قتل کرنے کو باعثِ رحمت اور ثواب سمجھتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکالیفِ شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور

marfat.com

> خدا کی شان میں نہائت بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ استعمال کئے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکالیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ ہزاروں آدمی اس سے اور اس کی فوج کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ الحاصل، وہ ایک ظالم، باغی، فاسق، اور خون خوار شخص تھا۔

یہ کتاب "شہاب ثاقب" ہے اور اس کے صفحہ ۴۲ پر یہ ساری عبارت موجود ہے جو میں نے پڑھ کر سنائی ہے۔ یہاں تو محمد بن عبدالوہاب نجدی کا یہ عقیدہ اور عمل بیان کیا جا رہا ہے۔ میں ان عبارات میں تضاد ثابت کر رہا ہوں کہ ان میں تضاد کہاں تک ہے۔

ایک تو مولانا حسین احمد مدنی کی زبانی محمد بن عبدالوہاب نجدی کا یہ معاملہ آگیا۔ اور آپ "حق نواز صاحب" بھی ذرا غور سے سن لیں۔ کیونکہ آپ ان کے بہت بڑے گرویدہ ہیں۔ آپ کے ذہن میں مولانا حسین احمد مدنی کی یہ باتیں ضرور ہونی چاہئیں۔ کہ وہ محمد بن عبدالوہاب کیسا آدمی تھا۔ع اس کے ساتھ ساتھ یہ صفحہ ۴۷ پر فرماتے ہیں۔ کہ

> شانِ نبوت اور شان رسالت میں "وہابیہ" نہائت گستاخی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرورِ کائنات سمجھتے ہیں۔ اور زمانہ تبلیغ کی نہائت تھوڑی

حاشیہ: ع اور علمائے دیوبند نے اپنی اجماعی کتاب "المہند" میں بھی یہی تصریح کی ہے کہ ہمارا نجدی کے متعلق وہی عقیدہ ہے جو علامہ شامی نے "ردالمختار" میں ذکر کیا ہے۔ یعنی نجدی اور اس کے متبعین خارجی ہیں اور باغی ہیں۔ اور ان کا قتل کرنا واجب و لازم ہے (منتہی)

marfat.com

سی فضیلت آپ کی مانتے ہیں اور اپنی شقاوت قلبی اور ضعفِ اعتقادی کی وجہ سے یہ جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہِ راست پر لانے والے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول کا ہم پر کوئی حق نہیں اور نہ کوئی ہم پر احسان ہے۔ اور نہ ہی آپ کی وفات کے بعد ہم کو آپ کی ذات سے فائدہ ہے۔ اسی وجہ سے سرکار کی ذات اقدس کی وفات کے بعد دعا میں آپ کے توسل کو ناجائز کہتے ہیں۔ اور ان کے بڑوں کا مقولہ ہے۔ "معاذ اللہ" ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ہم کو ذاتِ سرورِ کائنات سے زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس لاٹھی سے کتے کو دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم، تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔

ایک طرف ان کے احوال یہ لکھتے ہیں۔ دوسری طرف مولانا رشید احمد صاحب (امام اوّل علمائے دیوبند) کیا ارشاد فرماتا ہے ؟ فتاوٰی رشیدیہ، صفحہ ۲۲۵ سوال کیا گیا —— وہابی کون ہیں۔ عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا۔ کونسا مذہب رکھتا تھا۔ جواب میں فرمایا۔

"محمد بن عبدالوہاب کے متبعین کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے۔ ان کا مذہب حنبلی تھا (صفحہ ۲۳۰) پر لکھا ہے محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں۔ وہ اچھا آدمی تھا۔

خدارا! انصاف و دیانت کا دامن ہاتھ میں رکھتے ہوئے بتائیں یہی وُہ عقائد تھے جو عمدہ تھے ؟ یہی وُہ شخص تھا جو بڑا اچھا اور مقدس تھا جس کی تصویر "حسین احمد صاحب مدنی" کی زبانی عرض کر چکا ہوں۔ تو ایک طرف کہا

marfat.com

جاتا ہے ظالم، باغی، خونخوار، فاسق اور ان کا عقیدہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ہاتھ کی لاٹھی کو سرکار سے زیادہ فائدہ مند قرار دیتے ہیں۔ پھر (نعوذ باللہ) تمثیل کہاں تک جا کے دی ہے۔ کہ لاٹھی سے کتے ہانکنے کا کام لیا جا سکتا ہے اور نبیؐ تو یہ کام بھی نہیں دے سکتا۔ ادھر یہ کہا جا رہا ہے کہ ان کے عقیدے اچھے تھے۔ اس کے متبعین بڑے اچھے تھے۔

الغرض! آپ "المہند" کی عبارات سے دھوکہ نہ دیں۔ کیونکہ وہ ساری دجل وفریب اور دھوکہ دہی پر مبنی ہیں۔

اب میں دسویں عبارت "براہین قاطعہ" کی آپ کے سامنے صفحہ ۱۴۹ کی پیش کرتا ہوں۔ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے سلسلے میں انہوں نے بیان فرمائی ہے۔ یہ وہی مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی ہیں جنکے حوالے میں بار بار پیش کر چکا ہوں۔ اور ابھی تک کسی ایک کا جواب نہیں بن سکا۔ وہ سرکار کے میلاد شریف کے متعلق اور میلاد شریف میں جو صدقات ہوتے ہیں اور اعزاز واکرام کے لئے جو کچھ خرچ کیا جاتا ہے اور "صلوٰۃ وسلام" پڑھتے وقت جو لوگ کھڑے ہو کر کرتے ہیں اس کے متعلق جو ارشاد فرماتے ہیں۔ اور جو فتوے دے رہے ہیں وہ عرض کر دوں۔

> پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کھنہ کی ولادت کے ہے جو ہر سال اس طرح پر سے منایا کرتے ہیں۔ یا روافض کے نقل شہادت اہلبیت جو ہر سال منایا کرتے ہیں۔ معاذ اللہ، سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور یہ خود حرکت قبیحہ قابل لوم وفسق وحرام ہے۔

اب سامعین آپ غور فرمائیں کہ کہاں تو صلوٰۃ وسلام" پڑھنے کے لئے نبی پاکؐ کے ذکر کے احترام میں کھڑا ہو جائے، جو بیٹھ کے بھی جائز ہے اور کھڑے ہو کر بھی جائز

marfat.com

ہے۔ اگر کوئی قیام کرتا ہے تو قطعاً یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ پہلے آپ تشریف فرما نہیں تھے اور اب آگئے ہیں۔ بلکہ ویسے ہی ذوق و شوق حاصل کرنے کے لئے اگر کوئی کھڑا ہو جاتا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا جشن مناتا ہے خوشی اور مسرت کا اظہار کرتا ہے جو —— "اب قومی اتحاد اور مفتی محمود صاحب کے اقتدار کے دوران منایا تھا اور جلوس نکالے تھے"

اگر کوئی مناتا ہے تو یہ تمثیلات و تشبیہات ایجاد کی جاتی ہیں کہ یہ ہندوؤں کے سانگ کھنیا کے مانند ہو گیا اور یہ تو روافض کے نقل شہادت کی مانند ہو گیا (نعوذ باللہ) تو یہ کتنی بڑی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ (وقت ختم)

دیوبندی مناظر مولوی حق نواز صاحب

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم! قابل صد احترام سامعین! میرے فاضل مخاطب نے مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری کی عبارت پیش کی ہے۔ جس کے جواب میں میں نے مولانا احمد رضا خاں صاحب کا ترجمہ پیش کیا ہے کہ (بعینہ) وہ اسی طرح کہہ رہے ہیں کہ جس طرح انہوں نے "براہین قاطعہ" میں لکھا۔

تو میرے فاضل مخاطب کہتے ہیں کہ جناب والا! حاشیے میں تصریح کر دی ہے اب حاشیہ لکھنے والے مفتی نعیم الدین صاحب ہیں اور ترجمہ لکھنے والے مولانا احمد رضا خاں صاحب ہیں۔ گویا! ترجمہ میں اجمال تھا وضاحت نہیں کی گئی تھی۔ کہ مجھے معلوم نہیں۔ میں کیا جانتا ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ اور تمہارے ساتھ کیا ہو گا۔ اب اس میں صاف ظاہر تھا کہ نبی کو اپنے خاتمے کا بھی علم نہیں ہے۔

حاشیہ: ؎ یہ صریح جھوٹ ہے کیونکہ ترجمہ میں ساتھ ہی یہ بھی موجود ہے کہ میں وحی خداوندی اور اللہ تعالیٰ کے الہام کردہ احکام کی اتباع کرتا ہوں۔ لہٰذا اس میں خاتمہ سے لاعلمی کی تصریح کیسے ثابت ہوئی بلکہ صرف اتنا ثابت ہوا کہ میں بذاتِ خود محض قیاس و گمان سے نہیں جانتا بلکہ میرے علوم کا سرچشمہ وحی الٰہی ہے۔ ہاں البتہ حاشیے میں مزید تشریح موجود ہے۔ اور سنی جواب میں صرف یہ لفظ کہے گئے تھے۔ بلکہ دو جواب اس سے

marfat.com

اب ترجمہ تو اس طرح ہو گیا. تفسیر کیلئے مفتی نعیم الدین صاحب کی عبارات کو اس ترجمے کی تائید کے لئے قابل قبول سمجھ لیا گیا ہے تو کیا انصاف کا تقاضہ نہیں کہ خود ایک مصنف ایک مجمل بات کرتا ہے۔ دوسری جگہ کہتا ہے کہ میں آپ کو اعلم مانتا ہوں۔ اور میں آپ کے برابر کسی کا علم نہیں مانتا ہوں۔ اور آپ کے برابر علم سمجھنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔

تو دونوں عبارتوں کے ملانے کی تطبیق یہ ہوگی کہ اصل مسئلہ تو یہ تھا کہ مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری کو یہ بات کیوں کہنا پڑی۔ اور اس بات کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ آپ کے مولانا عبدالسمیع صاحب نے "انوار ساطعہ" میں تحریر کیا تھا۔ کہ

"شیطان" حضور علیہ السلام سے زیادہ تر مقامات پر حاضر ہے"

اور جب زیادہ مقامات پر حاضر ہے تو میرے فاضل مخاطب نے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "اس کا علم دوسروں سے زیادہ ہے جو موقع پر موجود ہو" ——— اب ظاہر ہے کہ مولانا عبدالسمیع صاحب نے شیطان کو حضور علیہ السلام سے زیادہ جگہ موجود مان لیا۔ اور آپ اصول قائم کرتے ہیں کہ علم دوسروں سے بہر حال اس کا زیادہ ہے جو موقعہ پر موجود ہے۔!

اب امام الانبیاء موقعہ پر موجود نہیں شیطان موجود ہے۔ تو یہ تو "انوارِ ساطعہ" والا تسلیم کر رہا ہے کہ "شیطان کا علم حضور علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ آپ کے اس اصول کے پیش نظر مولانا خلیل احمد صاحب تو اس کی تردید کرتے ہیں کہ بعض جزئیات کو دیکھ کر آپ نے جو یہ نتیجہ قائم کر لیا ہے یہ غلط ہے۔ انہوں نے اس میں کونسی کوتاہی اور غلطی کی ہے جس کے پیش نظر آپ فرما رہے ہیں کہ توہین ہو گئی ہے۔ اور مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری نے یہ کہہ دیا وہ کہہ دیا۔

دوسرا آپ بار بار یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ جناب انہوں نے خاتمے کی بات

marfat.com

کر دی ہے تو میں اس بات کی وضاحت کر چکا ہوں کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے "اعلم" ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور اس کی پوری وضاحت کر چکے ہیں۔

میرے واجب الاحترام سامعین (بعینہٖ) اسی طرح جب میں نے عبارات پیش کی ہیں میرے فاضل مخاطب ان کی تاویلات میں دوسرے دلائل جوڑ کر لائے ہیں تو اب میں خود ان "مصنفین" کی عبارات پیش کر رہا ہوں۔ انہوں نے اقرار کیا کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، کو اعلم مانتے ہیں۔ اور ان کے مقابلے میں کسی کو نہیں سمجھتے۔ اور اسی طرح میرے سامنے مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری کی عبارت اور مولانا شاہ اسماعیل شہید کی عبارات آئیں۔ مولانا خلیل احمد نے اپنے عقیدے کو خود واضح کر دیا۔ "کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، کو "اعلم" مانتا ہوں۔ اور اسی طرح پیر مہر علی شاہ صاحب نے شاہ اسمٰعیل صاحب کی پوزیشن کو صاف کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ

"میرا مقصود نہ تکفیر یا تکلیف بین الفریقین اسماعیل یا خیر آبادیہ، میں سے ہیں۔ شکر اللہ سعیہم، راقم سطور دونوں کو معذور مصاب جانتا ہے۔ فانما الاعمال بالنیات۔"

فرماتے ہیں کہ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ میں شاہ اسماعیل صاحب کو بھی معذور مصاب سمجھتا ہوں اللہ اُس کی کوششوں کو سراہئے۔ اور مولانا فضل حق خیر آبادی کو بھی معذور سمجھتا ہوں اللہ اس کی کوششوں کو سراہئے جو اتنے بڑے عالم ہیں اتنے بڑے پیر ہیں۔

وہ تو شاہ اسماعیل کی کوششوں کو سراہا رہے ہیں ان کو معذور سمجھ رہے ہیں۔ کہتے ہیں میں اُن پہ کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ ——— تو ان حوالہ جات کے بعد ان عبارات پہ اعتراض میں سمجھتا ہوں کہ انصاف کے تقاضے کے خلاف ہے۔ (یہ) عبارات بالکل بے غبار ہیں۔ اور ان میں اس قسم کی کوئی بات نہیں پائی جاتی کہ

marfat.com

جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت ہو۔ علمائے دیوبند نے "المہند" میں بڑی تفصیل کے ساتھ یہ ذکر کر دیا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر طرح عزت مانتے ہیں۔ آپ کو سب سے اشرف مانتے آپ کو سب سے اعلیٰ مانتے ہیں۔

اب اس کو کہنا کہ تم نے اپنی تحریریں تسلیم کر لی ہیں۔ یہ بالکل اختلافی بات ہے۔ عقائد وہی تھے۔ لیکن ان کو ایک شخص نے کھینچ تان کے بیان کیا۔ جب خود انہوں نے اس کی صفائی بیان کر دی، تفصیلات کر دیں، عقائد کھل گئے۔ علمائے عرب و عجم نے فتوای "المہند" میں ہمارے علماء کے حق میں کر دیا۔

چنانچہ سنیئے! یہ آپ کے مولانا غلام دستگیر قصوریؒ نے بڑی ضخیم کتاب "تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل" لکھی ہے۔ اور اس میں مولانا خلیل احمد صاحب کا نام تھا۔ مولانا رشید احمد صاحب کا نام تھا۔ ان کا نام لے کر فتوٰی کفر دیا گیا تھا۔ اور یہ کتاب حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کے پاس لے گئے۔ کہ تم بھی دستخط کرو۔ انہوں نے فرمایا "یہ نام کاٹ دو تو دستخط کروں گا۔" جس سے پتہ چل گیا کہ ان مصنفین کو وہ مسلمان جانتے تھے۔ اور جب مسلمان جانتے تھے تو ظاہر ہے ان عبارات کا یہ مطلب نہیں تھا۔ اور نہ ہی ان بزرگوں نے یہ مطلب مراد لیا۔ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی پیر مہر علی شاہ صاحب کے بھی پیر ہیں جنہوں نے ان کی بیعت کی ہے۔ اتنے بڑے بڑے اساتید جبکہ یہ چیزیں تسلیم کر رہے ہیں تو اس کے بعد اعتراض کا کیا معنی۔

پھر مولانا عبدالسمیع صاحب فرماتے ہیں کہ جب "براہینِ قاطعہ" چھپ گئی مجھے کہا گیا اس کی تردید کرو۔ لیکن میرے استاد نے میری طرف خط لکھا کہ معاملہ نہ بڑھاؤ۔ آپس میں اتحاد کرو۔ دشمن خوش ہوں گے تم معاملے کو بڑھا رہے ہو۔ تم مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے ساتھ معاملہ کو نہ بڑھاؤ۔

فرماتے ہیں اس کی وجہ سے میں جھجکتا رہا کہ میں "براہینِ قاطعہ" کا جواب لکھوں یا نہ لکھوں۔ اگر اس میں رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے تو مولانا

marfat.com

عبدالسمیع صاحب کے استاد مکہ معظمہ سے خط کیوں لکھتے کہ آپس میں معاملہ کو نہ بڑھاؤ۔ وہ تو آپس کی بات نہ رہی۔ وہ توہین کر کے کیسے مہمان رہے۔ آپس کی بات نہیں تھی۔

معلوم ہوا وُہ توہین نہیں تھی۔ محض اس میں کھینچا تانی تھی۔ کچھ اسمیں نفسیات تھیں کچھ اور اغراض تھے۔ جس کی وجہ سے علمائے دیوبند کے اصل مسلک کو پیش نہیں کیا گیا۔ اور ان سے ہر طرح کی باتیں بتائی گئیں۔ ورنہ آپ حضرات کے ان علماء نے تسلیم کیا ہے۔ ورنہ حاجی امداد اللہ صاحب کہتے ٹھیک ہے آپ دکھلائیں میں فتوٰی لگاتا ہوں۔ ــــــ اور اسی طرح آپ کے مسلک کے ایک ذمّہ دار عالم قاضی عبدالنّبی صاحب ،کوکبؔ، تحریر کرتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کا فتوٰی ایک جذباتی فتوای تھا۔ اور انہوں نے جذبات میں آکے فتوای دے دیا۔ ورنہ اس میں شرعی احتیاط کو مدنظر نہیں رکھا جو کہ عین ایسے موقعہ پر رکھنی چاہیئے تھی۔

«صدر منصف، پروفیسر تقی الدین صاحب انجم» قاضی عبدالنبی صاحب کا حوالہ نہ دیں وہ تو میری طرح کا ایک استاد اور ٹیچر تھا۔ اس سے بریلوی مسلک کا تشخص قائم نہیں ہوا۔

مولانا غلام باری صاحب (منصف) :۔ ــــــ آپ یہ بتائیں کہ سیالوی صاحب نے تمہاری کتاب کا جو یہ حوالہ پیش کیا ہے۔ کہ

"میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔" اس کا کیا جواب ہے؟)

حق نواز صاحب حواس باختہ ہوکر :۔ ــــــ بہرحال! میں نے ایک اصولی بات عرض کردی ہے کہ "مٹی میں ملنے والا" کا معنی بھی شاہ اسماعیل شہید کی اس پوزیشن کےمطابق کیا جائے گا۔ کہ وہ یہ نہیں کہتے کہ (معاذ اللہ) آپ کا جسم مٹی میں بالکل ریزہ ریزہ ہوجائے گا۔ بلکہ "ملنے" کے معنی لغت کے اعتبار سے ظاہر ہیں۔ اور پوری دنیا جانتی ہے کہ مٹی کے ساتھ لگ جانا یعنی مٹی وجود کے ساتھ مل گئی چمٹ گئی۔ چمٹ جانے کا نام بھی مل جانا ہوتا ہے۔ جیسے یہ کپڑا میرے جسم کے

marfat.com

ساتھ مل گیا ہے۔ میرا یہ کرتہ زیادہ زیادہ تنگ ہے جسم کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ یہ پاجامہ زیادہ تنگ ہے جسم کے ساتھ ملا ہوا ہے ؏ ملے ہوئے کا معنی ان کے دوسرے عقائد اور بیانات، نظریات اور پیر مہر علی شاہ صاحب کا فتوای اور مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب کا ان کو کافر نہ کہنا سنا ہوگا۔ جیسے قرآن حدیث کی بعض ایسی روایات و آیات ہیں جہاں ظاہراً اعتراض پڑتا ہے یہی معنی لیا جاتا ہے کہ دوسری جگہ اس کی تفصیل ہے۔ (بعینہ) اسی طرح "قرآن وحدیث" کی مثل " اگر ہمارے کسی مصنف کی کتاب میں اگر کوئی مجمل بات آگئی ہے تو اس میں بھی یہی معنی لیا جائے گا۔ وہی تاویل کی جائے گی۔

شاہ اسماعیل شہید نے کہیں نہیں لکھا کہ "حضور علیہ السلام" مردہ ہو چکے ہیں۔ اور عالم برزخ میں ان کو بالکل کوئی حیات وغیرہ نہیں ہے۔ اور ان کا جسم

حاشیہ :- ؏ مولانا حق نواز کے اس بیہودہ اور لغو جواب پر سامعین وحاضرین اور منصفین برابر ہنس رہے تھے۔ مگر وہ مکمل ڈھٹائی کے ساتھ یہی جملے دہراتے جارہے تھے۔ اور بارگاہ نبوت کی واضح گستاخی کا جواب اس لغو اور بیہودہ اور مضحکہ خیز انداز میں دے کر عقل وخرد اور دیانت و امانت کا منہ چڑھا رہے تھے۔ اس دوران مولانا کی آواز بھرائی ہوئی تھی اور کھانسی کا زبردست حملہ تھا۔ چہرے کا رنگ بدل چکا تھا۔ زبان لڑکھڑا رہی تھی اور بدن پر کپکپی سی طاری تھی جب مناظرہ کے اختتام پر سب لوگ باہر نکلے تو باہر موجود لوگوں نے پوچھا۔ مناظرہ کا نتیجہ کیا نکلا۔ تو مولانا حاجی احمد علی جھنگوی نے کہا کہ فیصلہ تو منصفین دیں گے مگر تم فریقین کے چہرے دیکھ کر نتیجہ معلوم کر سکتے ہو۔ جو کہ ایک کھلی کتاب کی صورت میں تمہارے سامنے ہیں۔

"مناظرہ" ختم ہونے کے بعد دو گھنٹے کے اندر منصفین نے اپنا فیصلہ مرتب کیا جو پروفیسر تقی الدین انجم صاحب نے بوقت آٹھ بجے شام ضلعی حکام اور فریقین کے کثیر التعداد سامعین کی موجودگی میں سنایا اور "اہل السنت" "فتح مبین" کا پرچم لہراتے ہوئے اور اپنے آقا و مولی کی نعتیں گاتے ہوئے جھنگ صدر روانہ ہوگئے۔ ———— (منتھی)

marfat.com

مٹی میں گھل مل گیا ہے اور وجود باقی نہیں رہا۔ (معاذاللہ) یہ کہیں نہیں لکھا۔
اگر یہ لکھتے تو پیر مہر علی شاہ صاحب کیسے دعا کرتے کہ (شکر اللہ سعیھم) اللہ ان کی کوششوں کو سراہئے۔ کیا یہ کوششیں سرانے کی تھیں۔ اس لئے میں نے اصولی جواب ذکر کر دیا ہے کہ یہ عبارات کھینچ تان کے بنائی جا رہی ہیں۔ ورنہ اُن مصنفین کے یہ خیالات نہ تھے۔ اور پیر مہر علی شاہ صاحب خود فرماتے ہیں۔

"اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ"

کہ اعمال کا دار و مدار نیّات پر ہے۔ ان علماء کی یہ نیّات نہ تھیں۔ جب یہ نیّات نہیں تھیں تو ان عبارات پہ گرفت نہیں ہو گی۔

•

مناظرہ ختم شد

تتمۂ بحث

چونکہ آخری تقریر دیوبندی مناظر کی تھی۔ لہٰذا، جو باتیں جواب کے قابل ہیں ان کا جواب بطور تتمہ درج کیا جاتا ہے۔

(۱) حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز، کا وہ ارشاد (شکر اللہ سعیھم) صرف ایک اختلافی مسئلہ یعنی امتناع نظیر اور امکان نظیر کے متعلق تھا۔ شہید ملت حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی، رحمۃ اللہ علیہ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر ممتنع و محال قرار دیتے تھے۔ اور مولوی اسماعیل دہلوی صاحب آپ کی نظیر کو ممکن قرار دیتے تھے۔ اس مسئلہ کو جب آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے کسی پر کوئی فتویٰ نہ لگایا۔ بلکہ (شکر اللہ سعیھم) فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ ان کی سعی اور جد و جہد کو قبول فرمائے۔

مگر جب مولوی اسماعیل دہلوی صاحب کی التقویۃ الایمان، جو آخری تالیف و تصنیف تھی جس کے بعد تھوڑا عرصہ وہ راہی ملک فنا ہو گئے۔ حضرت اعلیٰ گولڑوی کی خدمت میں پیش کی گئی تو آپ نے فرمایا (اصنام) کے بارے میں نازل شدہ آیات

marfat.com

کو انبیاء عظام اور اولیائے کرام کی ذات مبارکہ پر چسپاں کرنا جیسا کہ "تقویۃ الایمان" میں ہے تحریف قبیح اور تخریب شنیع کا درجہ رکھتا ہے۔

(مہر منیر، صفحہ ۵۴۸، اعلاء کلمۃ اللہ، صفحہ ۱۷۱)

لہٰذا جو شخص آپ کے نزدیک تحریف قرآن اور تخریب کا مرتکب ہے وہ کس طرح قابل مدح و ثناء ہو سکتا ہے۔ اگر کسی وقت کسی بھی مقدس اور مقتدر ہستی سے ایسے علماء کے حق میں حسن ظن کا اظہار کیا گیا ہے تو وہ ان کا باطن تفصیلی طور پر ظاہر نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ کوئی ایسی دلیل پیش کی جائے کہ یہ گستاخانہ عبارات اور تحریف قرآن و تخریب دین پر مشتمل عبارات دیکھ کر کسی ایسی ہستی نے ان کی تائید و تصدیق کی ہو۔ بلکہ علماء عرب و عجم نے ان کی عبارات کو کفر قرار دیا جس کی تفصیل "حسام الحرمین" سے معلوم کی جا سکتی ہے۔

لہٰذا! حضرت گولڑوی کی اس عبارت کو جملہ گستاخانہ عبارات کی صفائی قرار دینا بہت بڑی زیادتی اور فریب کاری ہے۔ اور حقائق سے دیدہ دانستہ آنکھیں بند کرنے کے مترادف ہے۔

(۲) مولانا حق نواز صاحب کہتے ہیں کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری کو فرمایا کہ یہ نام کاٹ دیں پھر میں فتویٰ کفر پر دستخط کر دونگا۔ یہ حوالہ تو مولوی صاحب کے خلاف ہے کیونکہ اگر حاجی صاحب ان عبارات کو کفریہ سمجھتے تو فتویٰ کفر یہ دستخط کرنے پر کیوں آمادہ ہوتے۔ تو معلوم ہوا عبارات کو کفر سمجھتے تھے۔ البتہ، چونکہ یہ مولوی صاحبان تاویلات سے کام لیتے تھے اگرچہ وہ بعید تھیں لہٰذا ان کا التزام کفر مستحق نہ ہوا۔ تو ان کو بالخصوص کافر نہ کہا۔ مگر ان کے اقوال کو کفر تسلیم کر لیا۔ جسطرح کہ مولوی اسماعیل کے متعلق حضرت بریلوی کا مسلک ہے۔

"الغرض" دیوبندی مناظر کے اس حوالہ سے علمائے دیوبند کی عبارات کا اپنے پیر و مرشد کے نزدیک بھی کفریہ ہونا ثابت ہوگیا۔

marfat.com

(۳۱) مولانا رحمت اللہ صاحب (مہاجر مکی) کا اپنا دستخطی فتویٰ اور مفصل بیان "تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل" میں موجود ہے ملاحظہ فرمادیں اور مولوی صاحب کی غلط بیانی اور مغالطہ آفرینی کا اندازہ لگائیں۔

تقریظ: حضرت مولانا بالفضل والکمال اولیٰنا حضرت مولوی رحمت اللہ صاحب علیہ الرحمۃ) پایۂ حرمین شریفین ——— زاداللہ شرفاً وتعظیماً)

از: "تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد و نعت کے کہتا ہے (راجی رحمت ربہ المنان) رحمت اللہ بن خلیل الرحمٰن غفرالمنان) ——— کہ مدت سے بعض باتیں جناب رشید احمد کی سنتا تھا جو میرے نزدیک وہ اچھی نہ تھیں۔ اعتبار نہ کرتا تھا کہ انہوں نے ایسا کہا ہوگا۔ اور مولوی عبدالسمیع صاحب کو جو ان کو میرے سے رابطہ شاگردی کا ہے جب تک مکہ معظمہ میں نہیں آئے تھے تحریرًا منع کرتا تھا۔ اور مکہ معظمہ میں آنے کے بعد تقریرًا بہت تاکید سے بالمشافہ منع کرتا تھا کہ آپس میں مختلف نہ ہوں۔ اور علماء مدرسہ دیوبند کو اپنا بڑا سمجھو۔ پر وہ مسکین کہاں تک صبر کرتا تھا اور میرا اعتبار نہ کرتا کس طرح ممتد رہتا کہ حضرات علماء دیوبند کی تحریر اور تقریر بطریق تواتر مجھ تک پہنچی کہ تمام انسوس سے کچھ کہنا پڑا۔ اور چپ رہنا خلاف دیانت سمجھا گیا۔

سو کہتا ہوں کہ میں جناب مولوی رشید کو رشید سمجھتا تھا۔ پر میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی نکلے۔ (یعنی غیر رشید) جس طرف آئے اس طرف ایسا تعصب برتا کہ اس میں ان کی تقریر اور تحریر دیکھنے سے رونگٹا کھڑا ہوتا ہے۔ حضرت نے اول قلم اس پر اٹھایا کہ جس مسجد میں ایک دفعہ جماعت ہوئی ہو اس میں دوسری جماعت گو بغیر اذان اور تکبیر کے ہو اور دوسری جگہ ہو جائز نہیں۔ **آپ کا** اور آپ کے متبعین کا وہ حکم تو نہ تھا جو نجدیوں کا وقت حکومت **مکہ معظمہ** تھا کہ جو جماعت اول میں حاضر نہ ہو اس کو سزا دیتے تھے۔ سو آپ کا اور آپ کے متبعین کا ایسا حکم جاہوں

marfat.com

کے واسطے "مَن وسلوٰی" ہو گیا کہ سب موسموں میں خاص کر شدت گرمی کے موسم میں عذر ہاتھ لگ گیا کہ عذر کے سبب اب تو جماعت فوت ہو گئی ہے دوسری جماعت جائز نہیں دوکان اور گھر چھوڑ کر مسجد میں کس واسطے جائیں۔ اور علما نے جو مخالف ان کے لکھا کب سنتے تھے۔ اپنی ہٹ پر روز بروز بڑھتے تھے۔ پھر ایک فاسق مردود کو اپنے کو حضرت عیسٰی کے برابر سمجھتا تھا۔ اور سب انبیار بنی اسرائیل سے اپنے کو افضل گنتا تھا۔ اور اپنے بیٹے کو درجۂ خدائی پر پہنچاتا تھا۔ عیسٰی اور موسٰی پیغمبر علیہما السلام کا کیا ذکر ہے۔ اور اس کے مرید تو کھلم کھلا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت بہاؤالدین نقشبند، اور حضرت شہاب الدین سہروردی، اور حضرت معین الدین چشتی اجمیری قدس اللہ تعالٰی اسرارہم، کو جنکے سلسلوں میں لکھوکھہا صالحین اور ہزارہا اولیار مقبول رب العٰلمین، گذرے ہیں۔ کافر اور گمراہ کنندہ بتلاتا تھا

ع ــــــ این سلسلہ از طلائے ناب است

ــــــ این خانہ تمام آفتاب است

بڑا بھائی اس مردود کا دنیا کی کمائی کے لیے اور ہی طریقہ برتتا ہے۔ اور دوسرا چھوٹا بھائی اس کا امام الدین نامی "چوہڑوں اور بھنگوں" کے لیے پیغمبری کا دعوٰی کرتا ہے اور ان کے نزدیک بڑا مقبول پیغمبر ہے۔ حضرت مولوی رشید احمد اس مردود کو مردِ صالح کہتے تھے۔ اور جو علمار اس مردود "کے حق میں کچھ کہتے تھے تو مولوی رشید اپنی ہٹ سے نہیں ہٹتے تھے۔ اور کہتے تھے ــــــ مردِ صالح ہے۔

"الحمد للہ" کہ خدا تعالٰی نے اس کو جھوٹا کیا اور بیٹے کے حق میں جو دعوٰی کرتا تھا اس میں بالکل ہی جھوٹا کیا۔

پھر حضرت مولوی رشید احمد "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کے نواسے کی طرف متوجہ ہوا۔ اور ان کی شہادت کے بیان کو بڑی شدت سے "محرم" کے دنوں میں گو کیسا ہی روایت صحیح سے ہو منع فرمایا۔ اور حالانکہ! حضرت شاہ ولی اللہ صاحب سے جناب مو... صاحب مرحوم کی عادت تھی کہ عاشورہ کے دن بادشاہ دہلی کے پاس

marfat.com

جاکر روائیت صحیح سے بیان حال شہادت کرتے تھے۔ سو یہ سب ان کے مشائخ کرام واساتذہ عظام میں ہیں۔ سو آپ کے تشدد کے موافق ان مشائخ کرام واساتذہ عظام کا جو حال ہے وہ ظاہر ہے۔ اور میرے نزدیک اگر روایات صحیحہ سے حال شہادت کا بیان ہو تو فائدہ سے خالی نہیں۔

میں نے خود تجربہ کیا ہے کہ جب میں "ہندوستان" میں تھا حال شہادت کا بیان کرتا تھا اس مجلس میں کم سے کم ہوں تو ہزار آدمیوں سے زیادہ ہی ہوتے تھے۔ اور اس بیان شہادت میں تعزیوں کے بنانے کی برائی اور رسوم اور بدعات تعزیوں کے سامنے کی جاتی ہے۔ ان کی برائی بیان کرتا تھا۔ اور ان میں تین ۳ فائدے تھے۔

اوّل یہ کہ میں چھ گھڑی دن چڑھے اس وعظ کو شروع کرتا تھا۔ اور دوپہر تک اس مجلس کو ممتد بناتا تھا۔ سو ہزار" سے زیادہ آدمی تعزیوں کے دیکھنے اور ان رسوم اور بدعات کے کرنے سے رُکے رہتے تھے۔

دوسری یہ کہ اس بستی میں ساٹھ تعزیے بنتے تھے۔ جس میں دو شیعوں کے اور اٹھاون" سنت وجماعت" کے سو "اٹھاون" میں سے دو ہی برس میں اکتیس کم ہو گئے تھے۔ دو برس کے بعد "غدر" پڑ گیا اور میں ہندوستان سے نکل کھڑا ہوا۔ امید کہ ایک برس اگر رہنا میرا اور ہوتا تو یہ ستائیس ۲۷ جو اٹھاون میں سے باقی تھے موقوف ہو جاتے۔

تیسرے یہ کہ ہزار آدمیوں سے اونچے کو بلا واسطہ اور ہزاروں مرد اور عورت اور بچوں کو بے واسطہ ان ہزار کے برائی تعزیہ کی اور بدعات کی معلوم ہو جاتی تھی۔ پر شکر کرتا ہوں کہ حضرت رشید نے "حرمت بیان شہادت" پر قلم اٹھایا اور شہادت کے باطل کرنے پر لب نہ کھولی۔ ——— پھر حضرت رشید احمد نے جو نوا سے کی طرف توجہ کی تھی اس پر ہی اکتفا کر کے خود ذات نبوی صلی اللہ علیہ وعلی اخوانہ والہ واصحابہ وسلم، کی طرف توجہ کی۔ پہلے مولود کو "کہنیا" کا جنم اشٹمی" ٹھہرا دیا۔ اور

اس کے بیان کو بتایا۔ اور کھڑے ہونے کو۔ گو! کوئی کیسے ذوق و شوق میں ہو۔ بہت بڑا منکر فرمایا۔ اس ٹھہرانے، بتلانے، فرمانے سے لکھو کھہا علماء، صالحین، اور مشائخ مقبول رب العلمین ان کے نزدیک بڑے نفرتی ٹھہر گئے

پھر ذاتِ نبوی میں اس پر بھی اکتفا نہ کر کے اور امکان ذاتی سے تجاوز کر کے "چھ خاتم النبیین بالفعل" ثابت کر بیٹھے۔ اور امکان ذاتی کے باعتبار تو کچھ حد ہی نہ رہی۔ اور ان کا مرتبہ کچھ بڑے بھائی سے بڑھتے نہ رہا۔ اور بڑی کوشش اس میں کی کہ حضرت کا علم شیطان لعین کے علم سے کہیں کمتر ہے۔ اور اس عقیدے کے خلاف کو "شرک" فرمایا۔ پھر اس توجہ پر جو ذاتِ اقدس نبوی کی طرف تھی اکتفا نہ کیا۔ ذات اقدس الٰہی کی طرف بھی متوجہ ہوئے۔ اور جناب باری تعالیٰ کے حق میں دعویٰ کیا کہ "اللہ کا جھوٹ بولنا ممتنع بالذات نہیں"۔ بلکہ امکان جھوٹ بولنے کو اللہ کی بڑی وصف کمال فرمائی۔ "نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات"

میں تو ان امور مذکورہ کو ظاہر اور باطن میں برا سمجھتا ہوں۔ اور اپنے محبین کو منع کرتا ہوں کہ حضرت مولوی رشید احمد اور ان کے چیلے چانٹوں کے ایسے ارشادات نہ سنیں۔ —— اور میں جانتا ہوں کہ مجھ پر بہت کھلم کھلا تبرا ہوگا۔ لیکن جب جمہور علماء، صالحین، اور اولیائے کاملین، اور رسول رب العلمین، اور جناب باری جہاں آفریں ان کی زبان اور قلم سے نہ چھوٹے تو مجھے کیا شکایت ہوگی"۔

یہ ہے مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی کا اپنا بیان اور اساطین دیوبند کی صحیح تصویر اور اصلی رخ جس سے ان کے قلم نے پردہ اٹھا دیا ہے۔ اب بھی مولانا عبد السمیع صاحب کو خط لکھنے اور آپس میں معاملہ نہ بڑھانے اور اتحاد کرنے کی تلقین والا عذر پیش کیا جا سکتا ہے۔

تتمۂ بحث:۔ چونکہ "صراطِ مستقیم" کی عبارت پر دیوبندی مناظر کی تقریر کے بعد بحث کا وقت ختم ہو گیا۔ وقت نہ رہا، (لہذا) دیوبندی مناظر کی تقریر کا جواب

marfat.com

بطور تتمہ درج کیا جاتا ہے۔ اور مزید دلائل بھی ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں تاکہ کسی قسم کی تشنگی باقی نہ رہے۔

اوّل، ــــــ مولانا حق نواز صاحب نے پھر وہی جھوٹ دہرایا کہ مولانا اپنی کتاب "کوثر الخیرات" میں اس کو تصرّف کا اعلیٰ مقام تسلیم کر چکے ہیں۔

ــــــ ہم "کوثر الخیرات" کی وہ عبارات ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ اور فیصلہ بھی انہیں پر چھوڑتے ہیں۔

آئمۂ دین، محدثین، عارفین کے ارشادات آپنے ملاحظہ فرمائے۔ اب ذرا امام دیوبندیہ مولانا محمد اسماعیل صاحب کی "صراط مستقیم" کی تصوف و معرفت سے بھرپور اور توحید باری سے معمور، عبارت ملاحظہ فرماویں۔ اور مراتب عرفان و وصول میں تفاوت کا مشاہدہ فرماویں۔ فرماتے ہیں:۔ ــــــ

> در حالتِ نماز از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است وصرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظّمین گو رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم، الی اخرہ)۔ ــــــ (کوثر الخیرات، صفحہ ۱۵۵

(۱) کوئی اس فاضل محدث سے پوچھے کہ جب ہم "السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ" پڑھیں گے۔ "اللھم صل علی محمد و علی ال محمد" پڑھیں گے تو کس کی توجہ سرورِ عالم کی طرف نہ ہوگی۔ جب قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس پڑھیں گے تو کلمۂ "قل" کے مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، کا تصور ہمیں کیسے نہ آئے گا۔ نیز، قرآن کریم میں سینکڑوں آیات اس سید السادات کی بلندی و برتری اور عظمت و جلالت کی قصیدہ خواں ہیں تو یہاں تصورِ مصطفٰے علیہ التحیۃ و الثناء، کے بغیر ان کی تلاوت کیسے ممکن ہوگی۔

نیز! قیام، تعوذ، رکوع و سجود، قرآت و تشہد، اور تحریم و تسلیم میں سنت خیر الورٰی علیہ السلام ملحوظ نہ رکھنا کیسے جائز ہوگا؟

marfat.com

(۲) صحابہ کرام کی مادری زبان عربی، قرآن کریم عربی، وہ ہر لفظ کا معنی و مفہوم جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب نے یہ جانتے ہوئے کہ ان آیات کی تلاوت سے اور تشہد و سلام سے ان کی توجہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منعطف ہوگی منع نہ فرمایا۔ بلکہ آپ نے نماز پڑھنے کا اور تشہد و سلام اور درود و سلام پڑھنے کا حکم فرمایا۔

تو اس کا یہ مطلب نکلے گا (نعوذ باللہ) کہ وہ ذات اقدس جو دنیا میں کفر و شرک کی جڑیں اکھیڑنے کے لئے تشریف لائے۔ اور کفر و الحاد کی ظلمتوں کو نور اسلام سے کافور کرنے کے لئے مبعوث ہوئے۔ اور صحابہ کرام جنھوں نے اسلام پر جان و مال اور اولاد کو بھی قربان کر دیا۔ وہ بھی اس درجۂ توحید کو نہ سمجھ سکے۔

؎ بریں عقل و دانش بباید گریست

(۳) اس علامہ کے نزدیک تصور و خیال ممنوع و حرام ہے۔ لیکن صحابہ کرام حالتِ نماز میں کھڑے ہوئے تھے اور نظریں اس حسن خدا نما پر جمی ہوئی تھیں۔ اور نگاہیں آئینۂ حق نما سے تجلیات الٰہیہ کا نظارہ کر رہی تھیں۔

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) روایت فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام نماز میں مشغول تھے۔ ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نماز پڑھا رہے تھے۔ اچانک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کے حجرہ شریف کا پردہ اٹھایا۔ اور اپنے غلاموں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ مسکرائے اور خوشی میں ہنسے۔ ابو بکر صدیق اس خیال سے کہ حضور خود تشریف لاتے ہیں پیچھے ہٹے تاکہ صف کے ساتھ مل جائیں ——— وَهَمَّ الْمُسْلِمُوْنَ اَنْ يَّفْتَتِنُوْا فِىْ صَلَاتِهِمْ فَرَحًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ بِيَدِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنْ اَتِمُّوْا صَلَاتَكُمْ ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَاَرْخَى السِّتْرَ) ——— بخاری شریف، صفحہ ۱۰۴) اور مسلمانوں نے ارادہ کیا کہ (رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور دیدار کی خوشی میں نماز کو توڑ دیں۔ تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز کو پورا کرو۔ پھر آپ حجرۂ مقدس

marfat.com

میں تشریف لے گئے۔

بخاری شریف کی یہ روایت صاف طور پر بتلا رہی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، شوق دیدار میں قریب تھا کہ نماز کو توڑ بیٹھتے۔ اور اگر آپ اشارے سے حکم اتمام نہ فرماتے تو نماز مکمل نہ ہو سکتی۔ وہ حجرۂ اقدس جہاں ایام علالت میں حضور تشریف رکھتے تھے وہی آج گنبد خضری کے روپ میں قبلۂ اہل ایمان وبصیرت بنا ہوا ہے۔ اور مرکز تجلیات بنا ہوا ہے۔ وہ مسجد کے قبلہ والی جانب نہیں بلکہ مشرقی جانب ہے۔ تو اس جانب سے حضور کا دیکھنا التفاتِ نظر بلکہ چہروں کو قبلہ سے پھیرے بغیر ممکن نہیں اور پھر آپ کے اشارے کو دیکھنا اور سمجھنا بغیر اس کے متصوّر نہیں ہو سکتا کہ سب پروانوں کی نظریں اس شمعِ نبوّت پر لگی ہوئی ہوں۔

نیز! ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے مصلّائے امامت سے امام الانبیاء والمرسلین علیہ السّلام کے لئے پیچھے ہٹے۔ لیکن کسی کی نماز میں کوئی خلل نہ ہوا۔ نہ حضور نے انہیں نئے سرے سے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ اور عارفین کاملین اپنی نمازوں میں ان کی ذات کو مشاہدہ فرمانے کے بعد ہدیۂ سلام ونیاز عرض کرتے ہیں۔ اور بارگاہِ قدس کے حریم ناز میں حبیب کو حبیب کی بارگاہ میں دیکھ کر نذرانۂ عقیدت ومحبت پیش کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کی نمازوں میں خلل پیدا بھی نہیں ہوتا۔ اور عوام کو بھی اس حرم حریم قدس تک واصل ہونے کا طریقہ یہی بتلایا ہے تاکہ وہ بھی ان کے حضور ووصول سے مشرف ہو سکیں۔

لیکن شیخ نجدی کو دیکھئے یہودیوں کے معبود "بیل" کے تصوّر کو تو اچھا جانے اور محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے تصوّر کو بدرجہا بدتر کہے۔ نماز میں گدھے کی صورت بمع تمام اجزاء واعضاء کے دل نشین ہو جائے تو نماز کامل تر ہو جائے گی۔ لیکن آئینۂ ذات وصفاتِ حق مظہرِ انوارِ الٰہی کی صورت خدا نما اس نماز کو فاسد کر دے گی۔ صفحہ ۱

(۴) امام موحّدین نے اپنے اس قول باطل کی توجیہ یہ پیش کی ہے۔ "شیخ کا خیال تو تعلیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل سے چمٹ جاتا ہے۔ بیل اور گدھے کے خیال

کو نہ تو اس قدر پیچیدگی ہوتی ہے اور نہ تعظیم اور غیر کی یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے۔" ("صراط مستقیم"، صفحہ ۱۳۴)

لیکن ہر ذی عقل وشعور جانتا ہے کہ یہ توجیہ انتہائی لغو وبیہودہ ہے۔ کیونکہ تصور ذاتِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وقت جو تعظیم دل میں پیدا ہوگی وہ خلیفہ ونائب خدا، نبی مصطفیٰ اور رسول مجتبیٰ ہونے کے لحاظ سے ہے یا خدا اور مالک وخالق اور معبود ومسجود ہونے کے لحاظ سے دوسری شق ہر حالت میں شرک ہے۔ نماز میں یہ خیال ہو یا اس سے خارج۔ اور شق اوّل فرض عین ہے۔ اور علامتِ ایمان واسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

"وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ"

"جو شخص اللہ تعالیٰ کی نشانیوں اور آیات قدرت کی تعظیم کرتا ہے تو یہ قلبی تقویٰ اور خدا خوفی کی علامت ہے۔"

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّى

"مقام ابراہیم کو اپنی جائے نماز بناؤ۔" ——— حالتِ نماز میں اس مقام سے یمن وبرکت حاصل کرنے کا خیال شامل حال ہوگا۔ اور اس کی تعظیم بھی۔ نیز! کعبہ کی طرف منہ کرنا اور نماز میں اس طرف متوجہ ہونا اس کی تعظیم ہے۔ لیکن اس سے شرک وکفر لازم نہیں آتا۔ ——— کیا صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، کا خیال ہی تکمیل نماز میں خلل انداز ہے۔؟ (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ)

نیز! ان کی عظمت وجلالتِ شان کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے حضرت سیدنا صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) اپنا مصلیٰ چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئے اور صف میں کھڑے ہوگئے۔ آنحضور نے فرمایا ہی تھا۔

(اَنِ امْکُثْ مَکَانَکَ) "اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو!" لیکن انہوں نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد عرض کیا (ما کان لابن ابی قحافۃ ان یصلی بین یدای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ——— ابو قحافہ کے بیٹے کو یہ کیا لائق نہیں

marfat.com

نہیں کہ وُہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھے "۔

کیا صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کا تعظیم محبوب کے لئے مصلیٰ چھوڑ کر پیچھے ہٹ آنا بھی نماز کے لئے مفسد تھا۔؟ اور کیا یہ تعظیم بھی شرک کی طرف کھینچ کر لے جانے والی تھی۔؟ جبکہ بقول انور شاہ محدث دیو بند "

> حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) فاتحہ شریف پڑھ لینے کے بعد آنحضور کی توقیر کیخاطر پیچھے ہٹے تھے۔ اور آنحضور نے قرأت وہیں سے شروع فرمائی جہاں پر صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) نے چھوڑی تھی۔ اور بقول انور شاہ (مرحوم) یہ روائیت گیارہ کتب احادیث میں انہوں نے دیکھی۔ ووجدات هذا الحديث في احد عشر كتاباً)
> (عرف شذی جلد اول صفحہ ۱۷۰)

اگر تعظیم و توقیر حالتِ نماز میں موجب شرک یا فساد نماز ہوتی تو یقیناً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، انہیں اس سے منع فرماتے اور نماز لوٹانے کا حکم دیتے۔

بخاری شریف کی اس صحیح روائیت نے جسے سہل بن سعد ساعدی نے نقل کیا اور گیارہ کتب حدیث میں اس روائیت کا موجود ہونا ناقابل تشکیک ثبوت ہے اور ناقابل تردید حقیقت ہے جس نے حالت نماز میں تعظیم و توقیر مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جواز کو، اظہر من الشمس، کر دیا۔

(۵) نیز: رئیس الموحدین تو خیالِ مصطفےٰ کو موجب شرک بتاتے ہیں حالانکہ مولائے مرتضیٰ شیر خدا (رضی اللہ عنہ) نے نماز عصر ہی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند پہ قربان کر دی۔ حالانکہ وہ بڑی مؤکد نماز ہے۔ (شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۸۵) اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ حٰفِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ) — سب نمازوں کی حفاظت کرو اور خصوصاً "صلوٰۃ عصر"

marfat.com

کی۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خضوع و خشوع کے ساتھ قیام کرو" ـــــ اور حضرت علی المرتضیٰ نے نماز کو (بالکلیہ) ترک فرما دیا۔ اور حبیبِ خدا (علیہ السلام) کے آرام میں خلل نہ پڑنے دیا۔

نیز! نماز سے بھی "حفظِ جاں" اہم فریضہ ہے۔ اور جہاں جان کا خطرہ ہو اس جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا منع ہے۔ لیکن پروانۂ شمعِ نبوت حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے اپنی جان کو بھی اُن کے آرام پر قربان کر دیا۔ اور سانپ کے زہر کو برداشت کر لیا لیکن سیّد الرسل (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بیدار نہ کیا۔

امامِ اہلسنت نے فرمایا۔

مولا علی نے واری تیری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
صدیقؓ بلکہ غار میں جان ان پہ دے چکے
اور حفظِ جاں تو جان فروضِ غُرر کی ہے
ہاں تو نے ان کو جان انہیں پھیر دی نماز
پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

(۶) اگر اس موحد کے دیدۂ بصیرت کو بغض و عناد نے نابینا نہ کر دیا ہوتا تو کتبِ حدیث میں سے یہ بھی نظر آجاتا کہ اگر آدمی نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ تعالیٰ کا رسول عین اس وقت میں یاد فرمائے تو نماز کو چھوڑ دینا اور ان کی خدمت میں حاضری دینا لازم ہے۔

حضرت سعید بن المعلیٰ (رضی اللہ عنہ) کا واقعہ (مشکوٰۃ شریف) میں بصراحت مذکور ہے کہ وہ نماز میں مشغول تھے۔ فخرِ بنی آدم و آدم صلی اللہ علیہ وسلم) نے یاد فرمایا تو بڑی تیزی سے نماز کو مکمل کر کے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ آپؐ نے پوچھا اتنی دیر کیوں لگائی تو عرض کیا ـــــ اِنِّیْ کُنْتُ اُصَلِّیْ (میں نماز پڑھ رہا تھا۔

رسولِ اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ الم یقل اللہ استجیبو اللہ و

marfat.com

للرسول اذا دعاکم۔ کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول تمہیں بلائیں فوراً ان کی خدمت میں حاضر ہو جایا کرو"۔

اس حدیث پاک اور آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ نماز کو وہیں چھوڑ دینا اور بارگاہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو جانا لازم ہے۔ ——— "چہ جائیکہ ان کا خیال پاک نماز میں خلل انداز ہو یا باعث شرک و کفر"۔

انہیں کون سمجھائے کہ تعظیم اور چیز ہے اور عبادت اور چیز۔ عبادت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور ماسوی کی عبادت جائز نہیں۔ ہاں عبادت خدا تعالیٰ کو عظمت مصطفیٰ پر قربان کیا جا سکتا ہے بلکہ فرض عین ہے۔ صفحہ ۱۲۷

(۷) اب ذرا محدثین و مفسرین کی تصریحات بھی دیکھ لیجئے۔ اور اس خانہ ساز توحید کی حقیقت بھی جان لیجئے۔ ملا علی قاری قدس سرہ فرماتے ہیں۔

> دل الحدیث علی ان اجابۃ الرسول علیہ السلام لاتبطل الصلوۃ کما ان خطابہ بقولک السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ وبرکاتہ قال البیضاوی اختلف فیہ فقیل ھذا لان اجابتہ علیہ السلام لایقطع الصلوۃ فان الصلوۃ ایضا اجابۃ و قیل ان دعاءہ کان للامر لایحتمل التاخیر وللمصلی ان یقطع الصلوۃ لمثلہ وظاھر الحدیث یحتمل الاول،

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نماز چھوڑ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہونا نماز کو نہیں توڑتا جس طرح کہ آپ کو سلام دینا۔ علامہ بیضاوی نے فرمایا اس میں اختلاف ہے کہ نماز کو چھوڑ کر نبی العالم کی خدمت میں حاضر ہونا کیوں ضروری تھا۔ بعض نے کہا کہ ان کی خدمت میں حاضری نماز کو باطل نہیں کرتی کیونکہ نماز بھی تو انہی کے حکم کی تکمیل ہے۔

marfat.com

اور بعض نے کہا کہ آپ نے ایک ضروری کام کے لئے بلایا تھا جس میں تاخیر کی گنجائش نہیں تھی۔ اور نمازی ایسے معاملات میں نماز کو قطع کر سکتا ہے۔ لیکن ظاہر حدیث وجہ اول کے مناسب ہے:

اس حدیث پاک آیت کریمہ اور تصریح محدثین ومفسرین سے معلوم ہوا کہ نماز کو چھوڑ کر رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دینا، ان کے ساتھ کلام کرنا۔ اُن کے احکام کو بجالانا نماز میں کسی قسم کا خلل پیدا نہیں کرتا۔ اور جہاں نماز چھوڑ کر جائے وہیں سے آکر شروع کرے۔ کیونکہ نماز بھی انہی کے حکم کی تعمیل ہے اور کلام کی ہے تو اس ذات مقدس سے جن پر سلام دینا ضروری ہے اور منہ پھر اقبلہ سے تو متوجہ ہوا اس ذات کیطرف جو قبلہ کا بھی قبلہ ہے۔

اب مولانا محمد اسماعیل صاحب سے وہی کچھ عرض کرنا کافی ہو گا جو علامہ اقبال مرحوم نے مولانا حسین احمد مدنی کو فرمایا تھا۔

بہ مصطفےٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
گر باو نرسیدی تمام بولہبی است
محمد عربی کابروئے ہر دو سراست
کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

(۸) بعض حضرات نے اس عبارت سراپا عداوت وشقاوت کی توجیہ یہ کی ہے کہ اعلیٰ مقام عبودیت وعبادت یہ ہے کہ بندہ کل ماسوی اللہ سے حتیٰ کہ اپنی ذات وصفات اور اپنی عبادت وغیرہ سے بھی بے خبر ہو "چہ جائیکہ کسی ولی، مرشد، یا رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم، کا تصور وخیال اس کو ہو"۔ لیکن ذرا غور فرمائیے کہ جن کی عبادت میں تصوف کا یہ بلند ترین مقام درج کرنے کی سعی لاحاصل کی جارہی ہے وہ تو فرماتے ہیں۔ کہ "زنا کے خیال سے بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے۔ اور مقربان بارگاہ خداوندی کیطرف

توجہ پھیرنے سے اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں گم ہو جانا بہتر ہے۔"

کیا اس "فنافی اللہ" کے مقام میں بھی زنا کا خیال آ سکتا ہے۔؟ اور کیا وہاں گدھے اور بیل کے خیال کی گنجائش ممکن ہے۔ —— نیز! یہ مقام تو استغراق اور فنافی اللہ کا ہے اور اپنے آپ سے بے خبر ہونے کا اور صاحب "صراط مستقیم" تو گدھے اور بیل کے خیال میں مستغرق ہونیکو بہتر فرما رہے ہیں۔ نیز! کیا ان امور میں اتنی جاذبیت اور کشش موجود ہے کہ مقام فنافی اللہ تک پہنچا ہوا عبد بھی ہر ماسوی اللہ سے بے خبر ہو سکتا ہے۔ لیکن ان سے نہیں ہو سکتا۔

سچ ہے کہ ایک جھوٹ اور غلطی کو چھپانے کے لئے ہزار جھوٹ بولنا پڑتا ہے لیکن وہ پھر بھی چھپ نہیں سکتا۔ امام اہلسنت (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا۔

؎

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے گا
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا صفحہ ۱۹۳

یہ چند عبارات بطور اختصار "کوثر الخیرات" سے نقل کیگئی ہیں کیا ان کو پڑھ کر کوئی شخص بقائمی ہوش و حواس یہ دعوی کر سکتا ہے کہ ان میں "صراط مستقیم" کی عبارت کو تصوف کا اعلیٰ مقام قرار دیا گیا ہے۔

(فائدہ) ہو سکتا ہے مولوی حق نواز صاحب نے "امام دیوبندیہ کی تصوف و معرفت سے بھرپور اور توحید باری سے معمور عبارت ملاحظہ فرمادیں۔ اور مراتب عرفان و وصول میں تفاوت کا مشاہدہ فرمادیں کو اپنے اس دعوی کی بنیاد بنایا ہو تو اس کے جواب میں اتنا کہنا ہی کافی ہو گا۔

؎ سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست)

کیا کوئی شخص (بَشِّرْهُم بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ) کو دیکھ کر یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ

marfat.com

نے منافقین کو بشارت دی ہے (ذق انک انت العزیز الکریم) کو دیکھ کر کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ جہنمی اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت و کرامت کا حق دار ہے۔ اور معزز و مکرم ہے۔ بلکہ یہ انداز و اسلوب تحقیر و توہین اور تہکم و استہزار کے لئے ہے۔ اور وہی اسلوب بیان "کوثر الخیرات" میں بھی اختیار کیا گیا ہے جیسے کہ بعد والی مفصل عبارت سے واضح ہے۔

(امر ثانی) :- مولوی حق نواز صاحب مولانا نعیم الدین صاحب (مراد آبادی) کی عبارت کو پیش کر کے تاثر یہ دینا چاہا کہ "دہلوی" صاحب کی عبارت کا وہی معنی و مفہوم ہے جو ان کی عبارت کا ہے۔ حالانکہ یہ محض غلط بیانی اور مغالطہ آفرینی ہے۔

(۱) مولانا نعیم الدین صاحب نے نماز میں یکسوئی کی اہمیت بیان کی ہے۔ اور ان کی عبارت میں نہ خیال مصطفوی کا قطعاً گدھے اور بیل کے خیال سے موازنہ کیا گیا ہے اور نہ اس سے بدتر کہا ہے۔ لہٰذا ان دونوں عبارتوں میں کیا مناسبت ہے۔؟

(۲) مولوی حق نواز صاحب اور ان کے ہم مشرب لوگوں کو غلطی یہاں سے لگتی ہے کہ وہ تصور مصطفوی کو تصور خداوندی کے خلاف اور الگ الگ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ خیالِ مصطفیٰ خیال خداوند تعالیٰ ہے۔ اور ان کا دیدار دیدار خداوندی ہے۔ ان کا ذکر اور ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی اطاعت ہے۔ ان کی بیعت اللہ تعالیٰ سے بیعت (اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ) ان کا مارنا اللہ تعالیٰ کا مارنا ہے۔ (وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی) —— ان کا کلام اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ (وما ینطق عن الھوی۔ ان ھو الا وحی یوحی)

علامہ شہاب الدین خفاجی "نسیم الریاض" جلد اول (صفحہ ۱۲۵) پہ فرماتے ہیں
"من ذکرہ من حیث کونہ رسولا مبلغا عن اللہ فقد ذکر اللہ و ھھنا قیل من رأنی فقد رائ الحق:
"ترجمہ" جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا اس لحاظ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اس کے احکام کی تبلیغ کرنے والے تو اس نے صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر

marfat.com

کیا ہے اور اسی لئے کہا گیا ہے جس نے مجھے دیکھا تو اس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا؛
اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے (من یطع الرسول فقد اطاع اللہ) لہٰذا آپ کے خیال کو استغراق و انہماک اور عبادت میں یکسوئی کے منافی قرار نہیں دیا جا سکتا ورنہ نماز میں سلام بطور خطاب کا ذکر کیوں کیا جاتا۔ اور ان کے بلا دے پر نماز چھوڑ کر ان کی بارگاہ میں حاضری کو فرض کیوں کیا جاتا۔ نماز مکمل کر کے حاضری دینے والوں کو متنبہ کیوں کیا جاتا۔ حالانکہ غیروں کو سلام دینا یا سلام کا جواب دینا نماز کے لئے مفسد ہے۔ مگر آپ کو سلام واجب۔ اور غیروں کے حکم کی تعمیل مفسد نماز۔ مگر آپ کے حکم کی تعمیل واجب و لازم۔

علامہ علی قاری (مرقاۃ المصابیح) جلد ثالث (صفحہ ۲۷) پر فرماتے ہیں۔

ان من خصائصه علیه السلام کما صرحت به الاحادیث الصحاح انه یجب اجابته فی الصلوٰۃ بالقول و بالفعل و ان کثر ولا تبطل بها الصلوٰۃ

احادیث صحیحہ کی تصریح کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ نماز میں آپ کے حکم کی تعمیل واجب و لازم ہے۔ خواہ فعل و قول کثیر ہی کیوں نہ ہو۔ اور اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔
سلام بصیغۂ خطاب کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہونے کے متعلق علامہ علی قاری (مرقات، جلد دوم، صفحہ ۳۳۶) و علامہ عینی (عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۳، صفحہ ۱۰۰) علامہ ابن حجر عسقلانی (فتح الباری شرح بخاری جلد ۲، صفحہ ۲۵۹) اور شبیر احمد عثمانی (فتح الملہم شرح مسلم، صفحہ ۱۲، جلد ۲) پر تحریر کرتے ہیں

وان ذالك من خصائصه علیه السلام

نیز: علامہ ابن حجر، علامہ عینی، اور شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ،

marfat.com

نے اہل عرفان کے طریقہ پر اس کی توجیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ "جب نمازیوں نے تحیات وتحائف لے کر "حی قیوم" کی بارگاہ والا پر حاضری دی اور حریم ناز میں داخل ہونے کا اذن طلب کیا تو انہیں شرف بازیابی سے مشرف کیا گیا۔ اور مناجات وہمکلامی سے ان کے لئے قرۃ عیون اور سرور قلب کا سامان فراہم کیا گیا۔ اور ساتھ ہی ان کو تنبیہ کیا گیا کہ یہ وصول وقرب کا حصول نبی رحمت شفیع الامۃ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بدولت ہے"۔

فالتفتوا فاذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر فاقبلوا الیہ قائلین السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) جب یہ لوگ بارگاہ نبوی کی طرف متوجہ ہوئے تو اس حبیب مکرم کو اپنے حبیب کریم جل وعلا کی بارگاہ میں موجود پایا اور فوراً اس طرح ان کی جناب پاک میں ہدیہ سلام ونیاز پیش کرنے لگے۔ ــــــ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ)

اگر علمائے دیوبند نے صرف اپنے ایک مولوی صاحب کی بے جا طرفداری میں تمام دلائل وبراہین سے آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ اور انہیں آیات واحادیث اور آئمہ اسلام اور اکابرین ملت کے اقوال نظر آتے ہی نہیں ہیں۔ تو ہمارے پاس اس کا کوئی علاج نہیں۔

(۱۳) مزید چند حوالہ جات ملاحظہ فرمادیں اور توحید صحابہ کرام اور اس خانہ ساز توحید میں فرق ملاحظہ کریں۔

(بخاری شریف، جلد اوّل صفحہ ۱۵۳) پر حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے۔ ــــــ صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ فلم یزل قائماً حتی ھممت بامر سوء قلنا ما ھممت قال ھممت ان اقعد و واذر النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

"ترجمہ" میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رات نماز تہجد باجماعت ادا کی آپ نے اتنا زیادہ قیام فرمایا کہ میں نے برا ارادہ کر لیا۔ حاضرین مجلس نے دریافت کیا تم نے کونسا ارادہ کیا تھا تو انہوں نے فرمایا میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ میں بیٹھ

marfat.com

جائیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حالت قیام میں ہوں؟

علماء محدثین فرماتے ہیں کہ نماز تہجد اور دیگر نوافل باوجود قیام پر قادر ہونے کے بیٹھ کر ادا کرنے جائز ہیں۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس ارادہ کو برا ارادہ کیوں قرار دیا تو وہ فرماتے ہیں (قلت سوء من جهة ترك الادب وصورة المخالفة وفيه انه ينبغي الادب مع الائمة والكبار)

"اس ارادہ میں برائی کا پہلو یہ ہے کہ بارگاہِ نبوی کا ادب و احترام ترک کرنا لازم آرہا تھا اور " بظاہر مخالفت " کہ آپ تو حالتِ قیام میں ہوں اور حضرت عبداللہ حالت قعود میں۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آئمہ و کبار کے ساتھ ادب و احترام سے پیش آنا لازم ہے"

فتح الباری - عمدۃ القاری - حاشیہ بخاری صفحہ ۱۵۳ - شرح مسلم للنووی صفحہ ۲۶۴ ج ۱

حضرات اہل اسلام :-

ایک طرف علماء دیوبند کے نزدیک خیال مصطفوی نماز کے حضور و استغراق کے خلاف ہے۔ اور دوسری طرف حضرت عبداللہ ابن مسعود اس میں قیام صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام کیلئے کر رہے ہیں۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز تہجد میں شامل ہو گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دائیں جانب اپنے برابر کھڑا کیا مگر وہ پیچھے ہٹ گئے۔ بار بار آپ کے اپنے برابر کھڑا کرنے کے باوجود جب پیچھے ہٹتے رہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما بالك اجعلك حذائي فتخلفني او ينبغي لاحد ان يصلي حذاءك وانت رسول الله فدعا لي ان يزيدني الله فهما وعلما (مسند امام احمد) فتح الباری جلد ۱ صفحہ ۱۵۵

marfat.com

(ترجمہ) تمہارا کیا حال ہے میں تمہیں اپنے برابر کھڑا کرتا ہوں اور تم فوراً پیچھے ہٹ جاتے ہو۔ تو حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا کسی شخص کو یہ ہمت ہو سکتی ہے کہ وہ آپ کے برابر کھڑا ہو کر نماز پڑھے۔ حالانکہ تم اللہ تعالیٰ کے رسول ہو۔ ——— یہ سراسر ادب و نیازمندی پر جواب سن کر (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعا فرمائی:

(اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ التَّاْوِيْلَ وَفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ) اے اللہ! ان کو کلامِ مجید کے اسرار و رموز کا علم عطا فرما۔ اور ان کو دین میں بصیرت کاملہ عطا فرما۔

کیا فرماتے ہیں علماء دیوبند کہ حضرت ابن عباس کا یہ فعل خضوع وخشوع حضور واستغراق اور قطع علائق عما سوی اللہ کے خلاف تھا یا مطابق؟ اور کیا اس عظیم دعا کا حق دار ایسا شخص ہو سکتا تھا جس کو نماز پڑھنا بھی نہ آتا تھا بلکہ اس میں غیر اللہ کی تعظیم کے لئے پیچھے ہٹ رہا تھا۔؟

(اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ)

(۴۳) عن البراء بن عازب قال کنا اذا صلینا خلف رسول اللہ احببنا ان نکون عن یمینہ یقبل علینا بوجھہ (رواہ مسلم)

(مشکوٰۃ باب التشہد فی الدعا)

حضرت برا بن عازب سے مروی ہے کہ جب ہم رسول کریم علیہ السلام (کے) پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہم اس بات کے متمنی ہوتے کہ ہم آپ کی دائیں جانب (پہلی صف) میں کھڑے ہوں تاکہ بوقت سلام آپ ہماری طرف متوجہ ہوں۔ اور سب سے پہلے ہمیں شرف دیدار حاصل ہو جائے۔

ع (کاش کہ اندر نماز م جا شود پہلوئے تو ۔۔ تا بہ تقریب سلام افتد نظر بر روئے تو)

کیا خیال ہے حضرت برا بن عازب (رضی اللہ عنہ) کی نماز میں اس نیت

marfat.com

اور آرزو کی وجہ ان کا استغراق وانہماک اور قطع العلائق عما سوی اللہ ختم ہو گیا یا باقی رہا۔

؎ شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام،

(۴) حضرت عتبان بن مالک (رضی اللہ عنہ) اپنی قوم کے امام تھے۔ ان کی مسجد اور گھر کے درمیان وادی گذرتی تھی جس میں سے بارش کے موقع پر گذرنا ان کے لئے ممکن نہ رہتا۔ نیز! ان کی نگاہ اور قوت بصری بھی کمزور ہو گئی تو رسول کریم علیہ السلام کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا (یا رسول اللہ) میں انہیں نماز پڑھانے سے قاصر ہوں اور میری قلبی تمنا یہ ہے کہ آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لائیں اور کسی جگہ پر نماز ادا فرمادیں تاکہ میں اس جگہ کو اپنے لئے بطور جائے نماز اور عبادت گاہ منتخب کروں

احب ان تاتینی فتصلی فی منزلی فاتخذہ مصلی قال فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن شاء اللہ من اصحابہ فدخل وھو یصلی فی منزلی واصحابہ

(الحدیث مسلم شریف جلد اول، صفحہ ۴۷ و صفحہ ۲۳۳)

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ان کی آرزو کو شرف تکمیل بخشتے ہوئے قدم رنجہ فرما ہوئے۔ اور آپ کے ساتھ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت بھی تھی۔ اور آپ آتے ہی بمع صحابہ میرے گھر میں نماز پڑھنے لگے:

امام نووی اس حدیث پاک کے تحت حضرت عتبان بن مالک کی اس اپیل کا پس منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

(ای موضعا اجعل صلواتی فیہ تبرکا باثارک)

یعنی جس جگہ آپ نماز ادا فرماؤ گے میں اس بابرکت جگہ سے برکت حاصل کرتے ہوئے ہمیشہ اسی جگہ نماز ادا کروں گا۔ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۷)

marfat.com

نیز! جو کمی نماز باجماعت ادا نہ کر سکنے کیوجہ سے لاحق ہوتی تھی اور مسجد میں حاضر نہ ہو سکنے کیوجہ سے اجر و ثواب میں جو کمی محسوس ہوتی اس کا تدارک بھی اسطرح کرنا چاہتے تھے کہ ان کے قدم مبارک سے وہ جگہ رشک حرم بن جائے گی۔ اور سب کوتاہیاں اور اجر و ثواب کی اس صورت میں باحسن طریق پوری ہو جائیں گی۔

الغرض! حضرت عتبان نے اس مقصد کو نبی کریم کے سامنے عرض کیا۔ آپ نے اس پر اعتراض نہ فرمایا بلکہ اس کو شرفِ اجابت بخشا۔ اور ہمیشہ وہ اسی جگہ کو حصول فیوضات و برکات کا ذریعہ سمجھ کر عبادت کرتے رہے۔

کیا اس جگہ پر اس نیت و ارادہ سے کھڑا ہونا نماز میں استغراق و انہماک اور انقطاع عمن سوی کے منافی تھا یا نہیں۔؟ ——— قبل ازیں حضرت صدیقؓ کا آپ کے لئے مصلیٰ خالی کرنا، صحابہ کرام کا تالی بجانا، بوقت سلام حاضر و ناظر سمجھ کر سلام پیش کرنا۔ امام غزالی۔ علی قاری۔ شیخ محقق کی زبانی عرض کر چکا ہے۔ بالجملہ، ایسے روایات و آثار اور دلائل و براہین کا سلسلہ بہت طویل ہے۔ اور ان اوراق میں اس کی گنجائش نہیں ہے اگر خانۂ دل میں سے عقل و فہم نے مکمل طور پر رختِ سفر نہیں باندھ لیا تو یہ حقیقت (اظہر من الشمس) ہو گئی ہو گی۔ کہ تصوّر مصطفوی اللہ رب العزّۃ کی طرف کامل توجہ کا ذریعہ و وسیلہ ہے نہ کہ اس کے منافی و مخالف:۔

(لہٰذا) مولانا نعیم الدین صاحب (مراد آبادی) کی اس عبارت کا سہارا لینے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

نیز! انہوں نے (یایہا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم (الاٰیۃ ۲۴) کے حاشیہ میں وہی تقریر نقل فرما کر اپنا عندیہ اور عقیدۂ بارگاہِ نبوی کے متعلق واضح کر دیا ہے جو تقریر علامہ علی قاریؒ۔ علامہ بیضاویؒ اور دیگر اکابر نے اس آیت کریمہ اور (حدیث ابو سعید بن معلّیٰ رضی اللہ عنہ) کے تحت نقل فرمائی ہے۔

لہٰذا ان کی اس عبارت صداقت نشان کو مولانا اسماعیل دہلوی کی اس

marfat.com

سراسر وبیہودہ عبارت سے کیا تعلق؟

امرِ ثالث مولوی حق نواز صاحب کے جواب کی اس دفعہ بھی درحقیقت مدار اسی سابقہ گھسی پٹی دلیل پر ہے کہ ۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے کافر نہیں کہا ۔ ـــــــ لہٰذا ثابت ہوا کہ عبارت بے غبار ہے ۔ حالانکہ یہ خود فریبی ہے ۔ قائل کو کافر نہ کہنا اور چیز ہے عبارت کو کفریہ نہ کہنا دوسری چیز ہے انہوں نے اس الوالوہابیہ مولوی اسماعیل صاحب کے وجوہِ کفر اس کی عبارات میں گنوائے ہیں ۔ (لہٰذا) وہ اس کی عبارت کو بہرحال ۔ کفریہ سمجھتے ہیں ۔ اور کتب عقائد میں لزوم کفر کا کفر نہ ہونا اور کفر کا کفر ہونا (صراحۃ) مذکور ہے ۔ اگر مولوی صاحب نے وہ نہ پڑھی ہوں تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے ۔؟ اور ہم نے (الکوکبۃ الشہابیہ) سے اس عبارت کا کفر ہونا واضح کر دیا ہے

جو مثالیں مولوی صاحب نے بیباکی اور جسارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ذکر کی ہیں یعنی جھوٹا مجنون ، بدذات (نعوذ باللہ من ذالک) ان کا اعلحضرت کی اس عبارت سے کوئی تعلق نہیں ۔ انہوں نے تو صرف ۔ صراط مستقیم ۔ کی عبارت کے متعلق یہ فرمایا کہ ایسی عبارت اس قسم کے لوگ ہی بول سکتے ہیں ۔ اہل اسلام کو ایسے الفاظ منہ سے نکالنے کی جرأت کہاں ـــــــ مگر اسماعیل دہلوی کے فرزند نے قدم اور آگے بڑھا دیا ہے ۔

نیز! انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ پنڈت جو گالی دیں وہ کافر نہیں ہوں گے ۔ یا پنڈتوں کی ہر طرح کی گالیوں کی طرح جو شخص گالیاں دے وہ کافر نہیں ہوگا ۔ پیغمبر کی تکذیب بہرحال کفر ہے ۔ اور کوئی بدذات اور بد اصل اگر ان کے متعلق یہ لفظ استعمال کرے گا تو بالکل کافر ہوگا ۔

یہاں فقط اس عبارت میں بحث ہے جو ۔ صراط مستقیم ۔ میں ہے ۔ اور اس میں تاویل کی گنجائش ہے (لہٰذا) عبارت باعتبار مفہوم کے کفریہ ہے ۔ مگر قائل کو

marfat.com

ازرہِ احتیاط کافر نہیں گے۔ ہوسکتا ہے وہ اس قبیح عبارت کی قباحت اور کفر ہونے پر مطلع نہ ہوا ہو۔ لیکن جو عبارتیں مولوی صاحب نے غبارِ دل نکالتے ہوئے ذکر کی ہیں ان میں قطعاً گنجائش تاویل کی نہیں ہے۔ (لمھذا) "عبارات بھی کفریہ اور قائل بھی کافر"

نیز! کسی عبارت کے کفر نہ ہونے سے اس کا بے غبار ہونا کیسے ثابت ہوسکتا ہے کیا کفر کے بعد اور کوئی نہیں ہوسکتا؟ علامہ طیبی نے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

"فتمسك بسنة خير من احداث بدعة" یعنی سنت نبوی کو لازم پکڑنا بدعت جاری کرنے سے بہتر ہے "کے تحت یوں کہدیا - ای سنة قذارة" یعنی گھٹیا سنت"

علامہ ابن حجر نے ان کی اس عبارت پر ردّ و قدح کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر اس شخص کا علم اور صاحب تحقیق ہونا۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت و محبت سے سرشار ہونا ہمیں معلوم نہ ہوتا۔

"تقضی علیہ جھذہ الکلمة بامر عظیم" تو اس کلمہ کی وجہ سے اس پر بہت بڑا سنگین فتوای اور کلمہ شرعی عائد کیا جاتا۔ کیونکہ ہمارے علماء اعلام اور آئمہ کرام نے تصریح فرمائی ہے۔

> من استقذر شيئا منسوبا اليه عليه الصلوة والسلام (كفر) والسنة منسوبة اليه فوصفها بالقذارة يوضع فى تلك الورطة)
>
> (مرقاة، جلد اوّل، صفحہ ۲۵۶)

جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کسی چیز کو گھٹیا اور قابل

marfat.com

نفرت جانے وہ کافر ہے۔ اور سنت بھی آپ کی طرف منسوب ہے۔ (لہٰذا) اس کو ایسے الفاظ سے تعبیر کرنا اسی گرداب کفر میں واقع ہونے کا موجب ہے"

لولا امکان تاویلہ بانہ لم یصفھا بالقذارۃ من حیث کونہا سنۃ بل من حیث تعلق فعلہا بمستقذر) ——— لیکن اس میں اس تاویل کا امکان ہے کہ طیبی نے سنت کو از روئے سنت ہونے کے گھٹیا اور قابلِ نفرت نہیں کہا بلکہ اس کے ایسے فعل سے متعلق ہونیکی وجہ سے جو گھٹیا اور قابلِ نفرت ہے:

علامہ علی قاری فرماتے ہیں:۔ ھذا بالغرض فقبولہ انما یمنع الکفر فحسب لا الشناعۃ والقبح وسوء الادب) ——— بالغرض (علامہ طیبی کی طرف سے اس تاویل کو قبول کر بھی لیں تو یہ تاویل صرف اس کو کافر کہنے سے مانع ہوگی لیکن انتہائی شنیع و قبیح امر کے ارتکاب اور بے ادبی و اسارت کے ارتکاب سے اس کا تحفظ نہیں کرے گی۔

ہماری اس گذارش سے لزوم والتزام کا فرق بھی واضح ہو گیا۔ اور عبارت کے کفر ہونے اور (قائل) کے کافر ہونے کا فرق بھی واضح ہو گیا۔ اور یہ حقیقت بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ بالغرض کوئی عبارت کفریہ نہ ہو تو اس سے کفر کی نفی بے غبار اور درست نہیں بنا دیتی۔

جبکہ ہمارے بیان کردہ دلائل کی روشنی میں اس کا گستاخی و بے ادبی پر مشتمل ہونا بالکل واضح ہے اور اس کا کفریہ ہونا بھی عیاں۔ اور اعلیٰحضرت اقدس سرہ نے عبارت کے کفریہ ہونے کی خود تصریح فرمائی ہے (البتہ) اسماعیل کو اس کے عبارات کے مفہوم ظاہر کے برعکس ممکن التاویل ہونے کی بنا پر کافر نہیں کہا"

(ملفوظات، حصہ اول صفحہ ۱۱۳) پر اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

(سوال) اسماعیل دہلوی کو کیسا سمجھنا چاہیے؟ (جواب) میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کیطرح ہے۔ اگر کوئی کافر کہے ہم منع نہیں کرینگے اور خود کہینگے نہیں۔ (تمت بالخیر)

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

منصفین کا فیصلہ

آج مورخہ ۹/۷ ۷۲ کو بمقام بنگلہ (نول والہ) تحصیل جھنگ، مولانا حق نواز صاحب عالم دیوبندی اور مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب (عالم بریلوی) کے مابین مناظرہ منعقد ہوا۔ جس کا موضوع یہ تھا۔

"دیوبندی مناظر" یہ ثابت کرے گا کہ علمائے بریلی کی عبارات جو اُن کی کتبِ معتبرہ میں موجود ہیں۔ گستاخانہ اور توہینِ انبیاء پر مبنی ہیں۔ جبکہ بریلوی مناظر یہ ثابت کرے گا کہ علمائے دیوبند کی عبارات جو اُن کی کتبِ معتبرہ میں موجود ہیں گستاخی اور توہینِ انبیاء پر مبنی ہیں"۔ —— مناظرہ مذکورہ میں دیوبندی مکتبِ فکر کی جانب سے مولانا منظور احمد صاحب (چنیوٹی)، اور (بریلوی مکتبِ فکر) کی جانب سے مولانا عبدالرشید صاحب (رضوی) نے صدر مناظرہ کے فرائض انجام دیئے۔

ہم "منصفین" بالاتفاق فیصلہ کرتے ہیں اور اس مناظرہ میں مولانا محمد اشرف صاحب (سیالوی) بریلوی مناظر کو ان کے نسبتاً وزنی استدلال، کی بنا پر کامیاب قرار دیتے ہیں۔

مورخہ ۲۷

پروفیسر تقی الدین انجم

تقی الدین انجم

محمد منظور خان - ایڈووکیٹ

غلام باری ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول
ریل بازار - جھنگ صدر

غلام باری

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

ترجمہ

خبردار بیشک اللہ کے ولیوں پر کوئی خوف نہیں
اور نہ وہ غمگین ہونگے وہ لوگ جو ایمان
لائے اور متقی بنے